

وَاللَّهُ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اسلام کا

قانون وراثت

زندگی میں اور مرنے کے بعد جائیداد کی تقسیم
سے برپا ہونے والی تباہیوں سے بچنے کا نسخہ

صلاح الدین حیدر لکھوی



اللَّهُ فِي أَوْلَادِهِ كَرِيمٌ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَىٰ



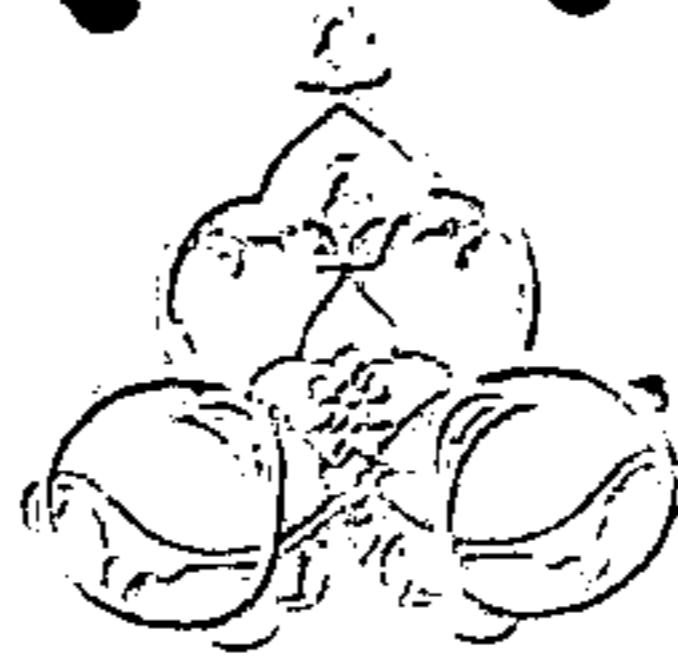
Handwritten signature or mark.

297.34

ح 185

91321

Handwritten mark.



کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

اسلام آباد

قانون کراچی

تالیف صلاح الدین حیدر لکھوی

اشاعت جولائی 2010ء

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

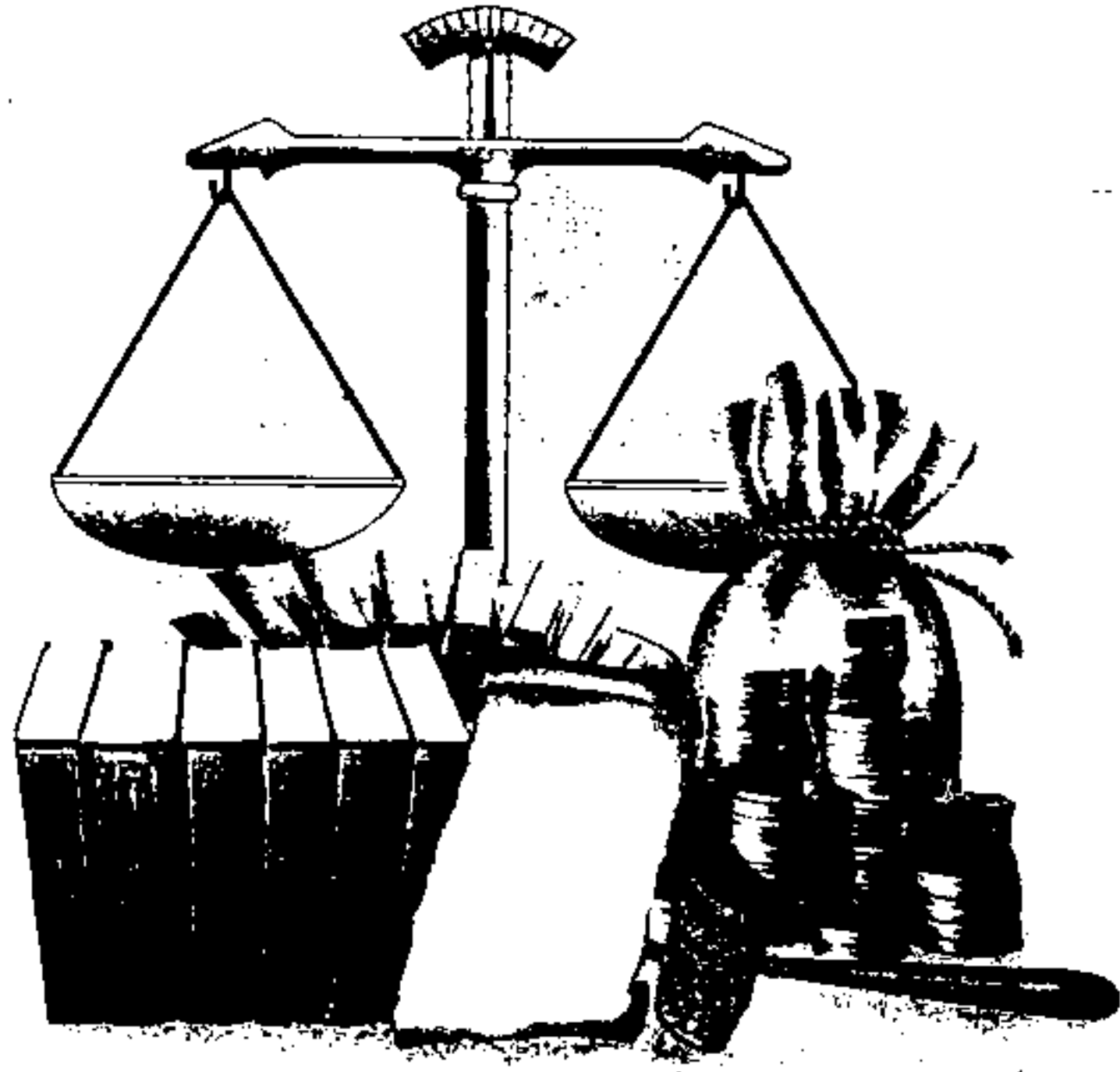
- د لاہور۔ دارالانوار۔ مرکز القاریہ۔ 7230549۔ دارالاسلام شہرام۔ 7232400۔ مکتبہ قدوسیہ۔ 7230585۔ مکتبہ طیبہ۔ 7227184۔ کتب برائے 7320318۔
- اسلامی اکیڈمی۔ 7357587۔ نعمانی کتب خانہ۔ 7321865۔ مکتبہ رحمانیہ۔ 7224228۔ مکتبہ دارالحدیثی۔ 7639557۔ ابلاغ۔ 3-5717842۔
- د راولپنڈی۔ تحفہ طیبہ شیری بازار۔ 5535168۔ د اسلام آباد۔ السعد اسلامک بکس۔ 2281356۔ ابلاغ۔ 2281420۔
- د کراچی۔ وی بک اسٹری بیوٹرز۔ 7787137، مکتبہ دارالقرآن، 021-2211998۔ علمی کتب خانہ اردو بازار۔ 2628839۔
- د فیصل آباد۔ مکتبہ اسلامیہ بیرون امن پور بازار، 831204۔ مکتبہ الحدیث امن پور بازار۔ 041-2629292، 0300-6628021۔
- د پشاور۔ معراج کتب خانہ۔ 214720۔ د حیدرآباد۔ مکتبہ دعوت السنویہ۔ 0333-2607264۔
- د سیالکوٹ۔ مکتبہ رحمانیہ، نامہ روڈ سیالکوٹ۔ 052-4591911۔

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 0300-4453358, 042-7361428

اسلام کا قانون وراثت

زندگی میں اور مرنے کے بعد جائیداد کی تقسیم
سے پرہیز ہونے والی تباہیوں سے بچنے کا نسخہ



صلاح الدین حیدر لکھوی

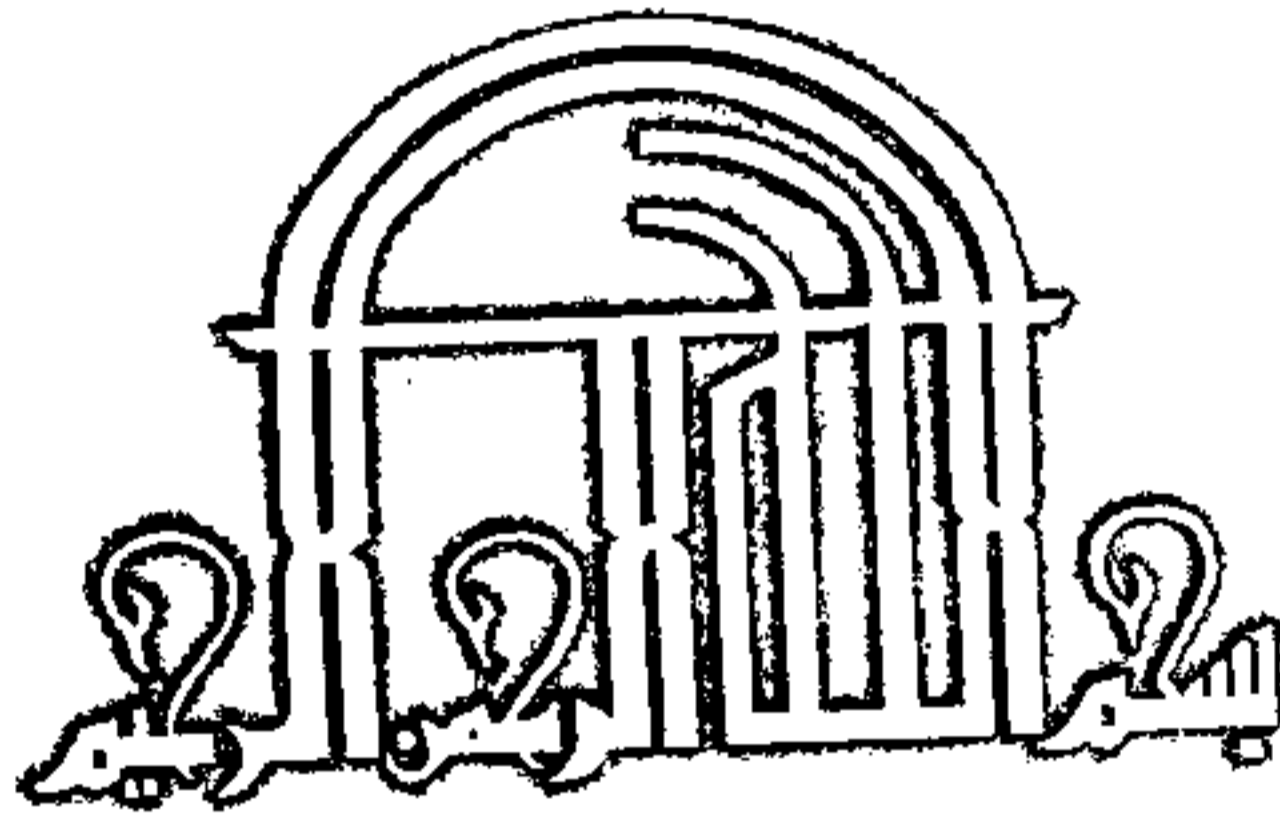
دالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

وطن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-7361428, 0300-4453358

۲۰۱۱-۲۰۱۲

ظان بیک

۲۰۰۱



کے نام سے شروع کرتا ہوں
جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

فہرست

11 حرف تمنا	⊙
13 بدیہ تشکر	⊙
15 تقریظ	⊙
23 اقتحاجیہ	⊙
25 میراث سے متعلق قرآنی آیات و احکام	⊙
27 علم میراث کی اہمیت	⊙

عہد نبوی سے قبل وراثت کی تقسیم کے قوانین

30 یہودیوں کا قانون وراثت	✽
34 عیسائیت میں وراثت کے قوانین	⊙
35 اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں عربوں کا نظام وراثت	✽
35 جاہلیت کے دور میں عربوں کے ہاں حصول وراثت کے مروجہ تین اسباب	✽
35 خونی رشتہ	✽
36 متبنی	✽

علم المیراث اور علم الفرائض

38 میراث کی لغوی، اصطلاحی تعریف	✽
39 میت کا ترکہ	⊙
39 میت کی تدفین کے اخراجات اور قرض کی ادائیگی	✽
40 وصیت	✽
41 تقسیم ترکہ	✽

وراثت کے ارکان، شروط، اسباب اور موانع

42 اسباب الارث اور نسب	✽
----	---------------------------	---

43	نکاح اور متعلقہ عورت کی میراث	✽
44	الولاء اور شروط الارث (وراثت کی شروط)	✽
45	موانع الارث	⊙
45	قتل	✽
46	اختلاف دین، غلامی	✽
48	ورثاء اور ان کی تعداد	⊙
48	وارث عورتیں	⊙
50	ورثاء کی کیفیات	⊙
اصحاب الفروض		
51	العصبہ، اقسام العصبہ اور العصبہ بالنفس	✽
54	اصل مسئلہ	⊙
54	اصل مسئلہ کو معلوم کرنے کا طریقہ	✽
58	احوال اصحاب الفروض کے حصوں کا بیان	⊙
58	خاوند کی وراثت	⊙
58	خاوند کی دونوں حالتوں کی دلیل	✽
59	بیوی کی وراثت	⊙
60	بیوی کی دونوں حالتوں کی دلیل	✽
61	بہن کی وراثت	⊙
62	بہن کی تینوں حالتوں کی دلیل	✽
63	پوتی کی وراثت	⊙
66	پوتی کی وراثت کے دلائل	✽
68	باپ کی وراثت	⊙
69	میت کے باپ کی تین حالتیں اور باپ کی وراثت کی تینوں حالتوں کی دلیل	✽
71	ماں کی وراثت	⊙
71	میراث میں میت کی ماں کی تین حالتیں	✽
73	ماں کی وراثت کی دلیلیں	✽
75	یعنی بہن کی وراثت	⊙
75	یعنی بہن کی میراث میں پانچ حالتیں	✽

80	علاقی بہن کی وراثت	⊙
80	علاقی بہن کی وراثت میں چھ حالتیں	✽
84	علاقی بہن کی وراثت کی دلیلیں	✽
86	اخیانی بھائی اور بہن کی وراثت	⊙
86	اخیانی بھائی اور بہن کی وراثت میں تین حالتیں	✽
88	اخیانی بھائی، بہن کی وراثت کی دلیلیں	✽
88	مفسرین کے درمیان	✽
89	المسئله المشتركه (الحجرية، الحمارية، الیمية)	⊙
90	شروط المسئله المشتركه	✽
92	دادی اور نانی کی وراثت	⊙
92	دادی اور نانی کی وراثت میں دو حالتیں	✽
94	دادی اور نانی کی وراثت کی دلیل	✽
96	دادا کی وراثت	⊙
96	دادا کی میراث میں پانچ حالتیں	✽
98	دادا کی وراثت کی چار حالتوں کی دلیل	✽
99	یعنی، علاقی بھائی بہنوں کی موجودگی میں دادا کی وراثت کی تین حالتیں	✽
103	المسئله الاكذریة	✽

حجب کی بحث

107	حجب کی لغوی، اصطلاحی تعریف اور حجب کی اقسام	✽
107	حجب حرمان کی تعریف اور حجب حرمان کی بنیاد دو قاعدوں پر	✽
108	حجب نقصان کی تعریف اور حجب نقصان سے متاثرہ افراد	✽

نسبتوں کا بیان

110	تمائل، تداخل، تباین اور توافق	✽
112	مسائل کی تصحیح	⊙
112	اصل کی تصحیح کرنے کا قاعدہ نمبر ۱	✽
114	قاعدہ نمبر ۲	✽

118 * دوسرا طریقہ

عول کا بیان

121 * لغوی، اصطلاحی معنی *
 122 * اسلام میں پہلا عول *
 122 * اصل جن میں عول آتا ہے *

رد کی بحث

126 * لغوی و اصطلاحی معنی تعریف اور اختلاف الفقہاء فی الرد *
 127 * شروط الرد، ورتاء جو رد کے مستحق *
 128 * رد کے مسائل کی اقسام اور ان کا حل *
 132 * تباین کی نسبت کی مثال اور اس کا حل *
 133 * تباین کی نسبت کی مثال اور اس کا حل *
 137 * جائیداد کی تقسیم *
 138 * عول کی مثال، رد کی مثال *
 140 * قرضہ کی ادائیگی *
 142 * التخارج والتصالح *
 142 * تخارج کا لغوی و اصطلاحی معنی اور تخارج قسمیں *
 144 * مشقی سوال اور ان کا حل *

مناسخہ کا بیان

147 * لغوی و اصطلاحی معنی *
 148 * احوال المناسخہ (مناسخہ مسائل کی حالتیں) *
 148 * مناسخہ کے مسائل کی تین حالتیں *
 149 * مناسخہ کی دوسری اور تیسری حالت کو حل کرنے کا طریقہ اور تماثل کی مثال *
 150 * تباین کی مثال، توافق کی مثال *
 161 * حمل کی وراثت *
 161 * حمل کے لغوی، اصطلاحی معنی اور حمل کے وارث بننے کی شروط *
 163 * حمل والے مسئلہ کو حل کرنے کا طریقہ *

مخنت (ہجرے) کی وراثت

- 167 لغوی و اصطلاحی معنی، وہ وارث جو خنثی ہو سکتے؟، خنثی کی میراث *
 168 خنثی کی اقسام اور خنثی غیر مشکل والے مسئلہ کو حل کرنے کا طریقہ *
 172 خنثی مشکل اور خنثی مشکل کی وراثت ◎

مفقود الخیر کی میراث

- 177 لغوی، اصطلاحی معنی اور مفقود کی دو حالتیں *
 178 الاحناف، شافعیہ، حنابلہ *
 178 مفقود کے ورثاء، راجح، مفقود کی موت کے اعلان کے بعد واپسی *
 184 حادثاتی اور اجتماعی طور پر مرنے والوں کی میراث *
 184 غرق اور ہمدی کی میراث کی تقسیم کا طریقہ *
 186 پہلے بھائی کے مسئلہ کا حل *
 187 دوسرے بھائی کے مسئلہ کا حل *
 189 ولد اللعان اور ولد الزنی کی میراث ◎
 189 ولد اللعان، ولد الزنی اور ان کی میراث کا حکم *

ذو الارحام

- 191 لغوی، اصطلاحی معنی اور ذو الارحام کی تعداد *
 192 ذو الارحام کی وراثت کی شروط اور ذو الارحام کی وراثت *
 193 ذو الارحام کی استحقاق کے بارے میں فقہاء کے مذاہب *
 193 اہل الرحم اور اہل التزویل *
 195 اہل القرابہ اور اہل القرابہ کے نزدیک ذو الارحام کے درجے *
 195 البنوۃ، الابوۃ، الاخوة *
 196 العمومہ *
 198 مراجع الکتاب ◎

انتساب

ان جلیل القدر ہستیوں کے نام رجنہوں نے اپنی اولاد کی خاطر دن رات محنت کی اور ان کے آرام کے لیے خود دکھ اور تکالیف برداشت کیں۔ اپنا پیٹ کاٹ کر ان کی اعلیٰ تعلیم کے اخراجات پورے کیے تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہوں۔ میری مراد میرے آباء و اجداد خصوصاً میرے محترم والد مولانا حیدر علی لکھوی اور محترمہ والدہ رحمۃ اللہ علیہا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کا ٹھکانا بنائے۔

«رَبِّ اَرْحَمُهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ» آمین۔

اور ان عزیز محنتی طلباء کے نام جو علم المیراث کو سیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ المیراث نصف العلم کے تحت علم کو مکمل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

صلاح الدین بن حیدر علی لکھوی

ریٹالہ خورد۔ اوکاڑہ

حرف تمنا

وراثت کی صحیح تقسیم جاننے والوں کے لیے

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، أَمَّا بَعْدُ!
میراث (فرائض) شرعی قوانین میں مشکل ترین اور اہم ترین موضوع ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خود اس کے احکام سورۃ النساء آیات نمبر ۱۱، ۱۲ اور ۱۷۶ میں نازل فرمائے ہیں کسی بھی شخص کو ان احکام میں کمی بیشی کی اجازت نہیں ہے۔

جملہ مفسرین نے اپنی اپنی کتابوں میں ان آیات کی تفسیر اور تاویل فرمائی۔ اسی طرح محدثین کرام نے بھی اپنی کتابوں میں وراثت سے متعلقہ احادیث کو مختلف ابواب کے تحت بیان فرمایا ہے۔ موجودہ زمانہ میں بعض علماء کرام نے علم المیراث کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے الگ مستقل کتابوں کی صورت میں تالیف کیا ہے۔ چنانچہ عربی اور اردو میں دسیوں کتابیں موجود ہیں۔ اردو کی ان کتابوں میں وراثت کے قواعد کی وضاحت تو ضرور کی گئی ہے لیکن چند ایک کے علاوہ کسی بھی مصنف نے طلباء کے ذہن کو سامنے رکھتے ہوئے عملی طور پر مثالیں دے کر ان قواعد کی تشریح اور وضاحت نہیں کی، اس میں کوئی شک نہیں کہ مثالوں کے بغیر کسی بھی مسئلہ کو سمجھنے میں کافی دشواری پیش آتی ہے۔

موجودہ کتاب المیراث (اسلام کا عادلانہ قانون) میں فضیلۃ الشیخ صلاح الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ نے وراثت کے جملہ قواعد کو مثالوں اور نقشوں کے ذریعہ وضاحت کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ تاکہ طلباء کو اس مشکل کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو اور ساتھ ساتھ اس موضوع

میں دلچسپی بھی پیدا ہو۔

مجھے امید ہے یہ کتاب اساتذہ، طلباء اور دیگر وراثت کی تقسیم میں دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے از حد مفید ثابت ہوگی (ان شاء اللہ)۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور اپنے جناب میں منظور و مقبول فرمائے۔

جَزَاهُ اللَّهُ عَلَى عَمَلِهِ الْمَشْكُورَ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

خادم کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۲۰ مارچ ۲۰۱۰ء لاہور

ہدیہ تشکر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، أَمَّا بَعْدُ! کسی بھی کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ خاص طور پر جب اس کا تعلق علوم دینیہ سے ہو۔ علم المیراث اسلامی علوم کا ایک اہم ترین موضوع ہے۔ جسے نصف العلم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جب میں نے اس موضوع پر لکھنا شروع کیا تو بہت سے احباب اور رفقاء نے تعاون کا ہاتھ بڑھایا، میں ان سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

«مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ - فَجَزَاهُمْ اللَّهُ خَيْرًا الدَّارَيْنِ»

○ سب سے پہلے محترم فضیلہ الاستاذ پروفیسر عبدالجبار (ایم اے) فاضل جامعہ محمدیہ اوکاڑہ۔ سابق ای۔ ڈی۔ او (ایجوکیشن) ضلع اوکاڑہ کا ممنون ہوں جنہوں نے مسودہ کی ابتدائی مراجعت فرمائی اور حرف اول تحریر کیا۔

○ اسی طرح محترم فضیلہ الشیخ الحافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ، فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ رئیس مجلس اسلامی پاکستان، مکتب الدعوة اسلام آباد کا از حد ممنون ہوں جنہوں نے مصروفیت کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر مسودہ کی مراجعت فرمائی نیز تقریظ ارسال کر کے کتاب کی پسندیدگی کی سند عطا فرمائی۔

○ اسی طرح عزیز ی جواد حیدر لکھوی کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مسودہ میں فنی اور ادبی غلطیوں کی اصلاح کی اور قیمتی مشورہ جات دیئے۔

○ اسی طرح جناب الشیخ محمد یعقوب صاحب (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے کتاب کی کمپوزنگ کی اور مثالوں کے حل

کے لیے خوبصورت ٹیبل بنا کر کتاب کو قابل اشاعت بنایا۔

هَذَا وَارْجُو اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَنْ يَغْفِرَ لَنَا ذُنُوبَنَا وَأَنْ يَتَقَبَّلَ مِنَّا عَمَلَنَا
وَأَنْ يَجْعَلَهُ خَالِصًا لِرُوحِهِ الْكَرِيمِ۔ أَنَّهُ سَمِيعٌ مُجِيبٌ، يُجِيبُ دَعْوَةَ
الدَّاعِي إِذَا دَعَاهُ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ
وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔

دعا گو

صلاح الدین لکھوی

فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

مدرس جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ، رینالہ خوزد

تقریظ

”کتب فرائض میں ایک خوبصورت اضافہ“

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے اپنے خلیل و حبیب خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا، آپ ﷺ کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا، سید البشر کا عظیم انسانی مقام عطا فرمایا، پوری انسانیت کے لیے ہادی و مرشد بنایا، آپ ﷺ کی حقانیت و صداقت ثابت کرنے کے لیے معجزات عطا فرمائے، آپ کی نبوت و رسالت کے دوام و استمرار کے لیے دائمی معجزہ قرآن کریم آپ پر نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ
الْحَدِيثُ» (رواه البخاری و مسلم)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جامع کلمات دیکر بھیجا گیا ہوں۔“ (بخاری و مسلم)۔

قرآن کریم جامع کلمات میں اولین مقام رکھتا ہے:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ

مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ
الَّذِي أُوتِيَتْ وَحِيًّا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ..... الحديث (رواه البخاری)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں
جسے کوئی ایسی نشانی (معجزہ) نہ دی گئی ہو جس کے مطابق لوگ اس پر ایمان لائے، اور
مجھے جو نشانی دی گئی وہ وحی الہی ہے جسے اللہ نے میری طرف نازل فرمایا۔“ (بخاری)۔

قرآن کریم ایک عظیم معجزہ ہے اور اس معجزے میں پھر بے شمار داخلی و خارجی معجزات ہیں، اس
کا ”جوامع الکلم“ ہونا بھی ایک معجزہ ہے، علی سبیل المثال آیات میراث کو لیجئے قرآن کریم میں
صرف تین آیات مبارکہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے صراحت و وضاحت سے تقسیم وراثت کے
اصول و فروع بیان فرمائے ہیں، تینوں سورۃ النساء میں ہیں، آیت نمبر 11-12 اور 176۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْحَقُّو
الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ» (البخاری)

”سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مقررہ حصے داروں کو
دید و پھر جو بچ جائے وہ میت کے قریب ترین مرد کے لیے ہے۔“ (بخاری)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے موضوع کی تکمیل ہو جاتی ہے، ممکن ہے سورۃ النساء میں
حصص و فرائض کے ذکر سے اس طرف اشارہ مقصود ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صنف نازک
کے حقوق کا خاص اہتمام ہے، جیسا کہ اس سورت میں یتیم بچیوں اور گھریلو مسائل کے ضمن میں
خواتین کے دیگر حقوق کا بھی بالخصوص ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اصحاب الفرائض اور عصبات میں سے کوئی بھی وارث موجود نہ ہو تو ذوی الارحام وارث
ہوتے ہیں، اس کی طرف بھی قرآن کریم نے درج ذیل آیات میں اشارہ کر دیا ہے:

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمٌ﴾ (الانفال: ۷/۷۵)

”اور رشتے ناٹے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔“

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا﴾ (الاحزاب: ۶/۳۳)

”اور رشتے دار کتاب اللہ کی رو سے بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجروں کے آپس میں زیادہ حقدار ہیں (ہاں) مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہو یہ حکم کتاب (الہی) میں لکھا ہوا ہے۔“

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (النساء: ۷/۴)

”جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مرے، تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی، یہ حصے (اللہ کے) مقرر کیئے ہوئے ہیں۔“

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جو لوگ وراثت کے حقدار ہیں ان کے حصے وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں، ان حصوں کی مقدار، توریث کی شروط، وارث بننے اور نہ بننے کے حالات، وارث کب بحیثیت صاحب فرض یعنی مقرر حصے کے اور کب عصبہ کی حیثیت سے اور کب دونوں حیثیتوں سے وارث بنتا ہے، کلی اور جزوی طور پر کب وراثت سے محروم یا محبوب ہوتا ہے، یہ بھی واضح فرما دیا ہے۔

یہ صرف چھ آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اس اختصار کے باوجود:

○ علم فرائض کے اصول و ضوابط

○ احکام میراث

○ ارکان و شروط

○ اسباب و موانع

سب بیان کر دیئے ہیں، جو شخص ان آیات کو حفظ کر لے ان کو سمجھ لے، ان کے معانی کا ادراک کر لے اس کے لیے علم میراث آسان ہو جاتا ہے، اس پر اللہ کی حکمت جلیلہ بھی واضح ہو جاتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے کامل اور بے مثال عدل کے ساتھ مال کی تقسیم فرمائی ہے، اور اس نظام عدل سے ہر صاحب حق کو اس کا حق عطا فرمایا ہے، چھوٹے بڑے، مرد و عورت اعزاء و اقرباء سب کو موزوں ترین طریقے سے ان کا حق دیا ہے، اس نظام عدل کی کسی دوسرے نظام میں مثال بھی تلاش نہیں کی جاسکتی، اس سے بہتر مالی قانون سازی ممکن ہی نہیں ہے، یہ تقسیم دولت کا بہترین ذریعہ اور ارتکاز زر کا بہترین علاج اور مظلوم کی بہترین فریاد رسی ہے، یہاں کوئی طاقتور اور زور آور کسی ضعیف اور مظلوم کا حق نہیں دبا سکتا، ان آیات مبارکہ سے قبل زور آور وارثوں کو تفہیم کے لیے جو بلیغ اسلوب بیان اختیار کیا ہے وہ بھی بڑے سے بڑے جابر و قاہر وارث کا دل ہلا کر رکھ دیتا ہے، فرمایا:

﴿وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَ لْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ (النساء: ۹/۴-۱۰)

”اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو ایسی حالت میں ہوں کہ اپنے بعد ننھے بچے چھوڑ جائیں اور ان کو انکی نسبت خوف ہو (کہ ان کے مرنے کے بعد ان بچاروں کا کیا حال ہوگا) پس چاہیے کہ یہ لوگ اللہ سے ڈریں اور معقول بات کہیں جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔“

آیات میراث کے اثناء میں حکمت تقسیم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾ (النساء: ۱۱/۴)

”تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے

کون تم سے زیادہ قریب ہے، یہ حصے اللہ نے مقرر کیے ہوئے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔“

قرآن کریم کی صرف چھ آیات میں پورا علم المیراث اس کے اصول و قواعد اور اس کے متعلقہ مباحث کو اختصار کے ساتھ اس طرح سمودیا گیا ہے کہ اسکی شرح و توضیح میں ہزار ہا صفحات لکھے جا چکے ہیں مگر تاحال مزید لکھنے کی گنجائش باقی ہے، اسی گنجائش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محترم فاضل جناب مولانا صلاح الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے تفہیم قرآن کریم اور امت کی خیر خواہی کیلئے یہ بہترین، جامع اور سہل المتناول علمی دستاویز تالیف فرمائی ہے۔

امت کی خیر خواہی اور نصیحت کا جذبہ صادقہ اس خانوادہ عالیہ اور شجرہ مبارکہ لکھویہ کا طرہ امتیاز ہے جو ان کے آباء و اجداد کی جملہ تصانیف میں نمایاں نظر آتا ہے، اس جذبہ کے تحت انکے بڑوں نے علاقائی زبان پنجابی اور اس میں بھی عوامی رجحان کا خیال رکھتے ہوئے نظم کو ذریعہ اظہار بنایا، خیر خواہی کا یہ جذبہ اس کتاب میں بھی غالب ہے، اس کا لفظ لفظ مؤلف و مرتب کی موضوع پر گرفت، اس میں کامل مہارت اور ایک مشفق و مربی استاذ کے اوصاف حمیدہ کی نشاندہی کرتا ہے، اور یہ جذبہ صرف لفظوں کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ موصوف کی زندگی اس کا بہترین نمونہ بھی ہے۔

صاحب کتاب نے اپنی عمر عزیز کا بہترین حصہ بیرون ملک خدمت دین و علم میں گزارا، وزارت شؤون اسلامیہ سعودی عرب کے مبعوث کی حیثیت سے تعلیم و تدریس میں مشغول رہے، ذمہ داری سے باحسن طریق حسب معمول فراغت پائی تو آرام کی بجائے جامعہ ابی ہریرہ رینالہ خورد میں مسند تدریس کو رونق بخشی اور خدمت دین میں مصروف ہو گئے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

موصوف کی یہ کتاب علمی اور جامع ہونے کے ساتھ انتہائی عام فہم اور آسان بھی ہے جس سے ایک عام آدمی بسہولت استفادہ کر سکتا ہے، امید ہے کہ اہل علم، طلبہ مدارس اور عوام و خواص سب ہی اسے اپنے مفاد اور صلاحیت و استعداد کے مطابق پائیں گے۔

کتاب کے مصنف محترم ایک تجربہ کار اور کامیاب استاذ ہیں اور اس کی ترتیب و اسلوب نصابی

ہے، اس لیے اسے مدارس میں شامل نصاب کر لیا جائے تو انتہائی مفید ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ۔
 راقم الحروف نے یہ چند الفاظ مؤلف کے احترام اور ان کے مرحوم فرزند ارجمند، انتہائی خوش
 خصال و خوش جمال و خوش مقال عزیز القدر عامر صلاح الدین غفر اللہ لہ کی محبت میں تحریر کر دیئے
 ہیں ورنہ یہ شاندار علمی کتاب مجھ جیسے ہیچ میدان کی کسی تائید و تقریظ سے بہت اعلیٰ و بالا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

کتبہ:

رئیس المجلس الاسلامی پاکستان

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر

مکتب الدعوة اسلام آباد

حرف اول

میراث (اسلام کا عادلانہ قانون) کے مصنف الشیخ مولانا صلاح الدین حیدر لکھوی مدظلہ العالی کا شمار ان معدودے چند علماء کرام میں ہوتا ہے جنہیں میراث کے مسائل میں استاذ کا درجہ حاصل ہے۔ ایسے خشک اور مشکل عنوان پر کتاب لکھنا ان کے علمی ذوق اور بلند ہمتی کا مظہر ہے اور یہ لکھنا پڑتا ہے «إن العظام كفوء ها العظماء» فاضل مصنف نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور سے سند فراغت کے بعد اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ (سعودی عرب) سے شریعہ میں امتیازی پوزیشن (Position) میں ڈگری حاصل کی، وفاق المدارس فیصل آباد (الحاق پنجاب یونیورسٹی) سے ایم اے عربی، اسلامیات کی ڈگری حاصل کی۔ 1970ء میں دارالافتاء ریاض سعودی عرب کی جانب سے نائیجیریا میں اشاعت اسلام کے لیے خدمات سرانجام دینے کی دعوت دی گئی جو قبول کر لی گئی اور 2003ء تک نائیجیریا کے مختلف تعلیمی اداروں میں بطور صدر شعبہ شریعہ اور پرنسپل کام کیا۔ آج کل استاذ الحدیث کی حیثیت میں جامعہ ابی ہریرہ رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ (پاکستان) میں کام کر رہے ہیں۔

مذکورہ کتاب کا مسودہ اول تا آخر پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ وراثت کا مسئلہ اسلام کا بنیادی اور اہم مسئلہ ہے لیکن آج کے دور میں عموماً اس پر عمل کرنے میں کوتاہی برتی جا رہی ہے۔ یاد رکھیے! حق داروں کو حق سے محروم کرنا بہت سنگین جرم ہے جو قیامت میں سر پر بوجھ رہے گا۔ فاضل مصنف نے ایسے مشکل مضمون کو عام فہم اور آسان بنانے میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا پورا پورا استعمال کیا ہے۔ قرآن و سنت کے حوالہ جات سے کتاب کو مزین کیا ہے بعض مسائل میں فقہاء کی آراء بھی کتاب میں نقل کی ہیں۔ وراثت کے ہر مسئلہ کو مختلف صورتوں میں بیان کیا گیا ہے

اور ممکن حد تک وراثت کی جو شکلیں ہو سکتی ہیں انہیں مثالوں سے واضح کیا ہے۔ بعض مسائل جیسے ”ترکہ کے مسائل“ قدرے طویل ہو گئے ہیں لیکن دیگر کتب کے مقابلہ میں کم ہیں۔

فاضل مصنف نے جس دلچسپی سے میراث کے مسائل کو حل کیا ہے وہ قابل قدر ہیں اس کاوش پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں نے المیراث پر لکھی گئی اس کتاب کو طلباء، اساتذہ، علماء کرام اور وکلاء حضرات کے لیے انتہائی مفید پایا ہے۔ مدارس دینیہ کے منتظمین سے التماس ہے کہ طلباء کی راہنمائی کے لیے اس کتاب کو سلیبس میں شامل کریں۔ درحقیقت یہ کتاب ایک حوالہ جاتی (Reference Book) کا درجہ رکھتی ہے جسے پڑھ کر مشکل سے مشکل مسئلہ وراثت کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔

آخر میں اللہ جل شانہ کے حضور دعا گو ہوں کہ رحیم و کریم فاضل مصنف کو اس محنت کا اجر عطاء فرمائیں اور اس کتاب کو علم کے متلاشیوں کے لیے مینارہ نور بنائیں۔ آمین۔

پروفیسر عبدالجبار (ایم اے اسلامیات)

فاضل جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

EX .E.D.O.(EDU) Okara

۹۷۳۷۱

افتتاحیہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ
 أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا وَمَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَا
 هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
 عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ- أَمَّا بَعْدُ،

اسلام ایک عالمی دین ہے اور بنی نوع بشر کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو ہر دور میں ہر طبقہ
 کے لوگوں کے لیے قابل عمل ہے اور ان کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور کسی قسم کی ذات، رنگ و نسل کا
 امتیاز کے بغیر حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام نے ایسے ایسے قوانین اور ضوابط متعارف کرائے
 ہیں جن میں چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑے سے بڑے معاملہ کی وضاحت فرمادی ہے۔

ہر معاملہ میں چاہے کوئی کمزور ہو یا طاقتور، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے
 عدل و انصاف مہیا کیا ہے اور ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے اور ان کی وضاحت قرآن کریم اور
 احادیث مبارکہ کے ذریعہ کر دی ہے۔ عدل و انصاف کے متلاشیوں کے لیے رسول اللہ ﷺ
 کے لاکھوں اقوال و زریں مختلف کتب میں پھیلے ہوئے ہیں۔

چنانچہ اسی طرح وراثت کی تقسیم کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عدل و انصاف
 مہیا کیا اور ہر وارث کو اپنی عطا فرمایا خواہ وہ مرد ہے یا عورت، بچہ ہے یا بوڑھا طاقت ور ہے
 یا کمزور حتیٰ کہ ماں کے پیٹ میں موجود حمل کی وراثت کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ جب کوئی شخص اپنی
 حاملہ ماں، حاملہ بیوی یا حاملہ بہو کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا ہو، اسلام نے اس حمل کو بھی میت کا
 وارث مقرر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو میت کی جائیداد میں سے وارث ہونے کے قوانین وضع فرمائے ہیں۔ دنیا کے تمام علوم میں سے میراث ہی ایک ایسا علم ہے جس کے احکام اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خود اپنے پیارے پیغمبر (ﷺ) پر سورۃ النساء میں نازل فرمائے ہیں اور کسی بھی نبی، ولی اور بشر کو ان میں کمی و بیشی کی اجازت نہیں ہے۔

میری موجودہ کتاب علم میراث سے متعلق ہے قبل ازیں میں نے نائیجیریا میں سکونت کے دوران نومبر 2003ء میں انگریزی میں میراث کے موضوع پر کتاب شائع کی تھی جسے نائیجیریا کے علماء، فقہاء، وکیلوں اور طلباب نے از حد پسند کیا اور الحمد للہ اس کا پہلا ایڈیشن چند ماہ کے اندر اندر ہی ختم ہو گیا تھا۔ موجودہ کتاب بھی چند اضافوں کے ساتھ تقریباً اسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ امید ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اساتذہ، طلباب اور اہل ذوق کے لیے از حد مفید ثابت ہوگی۔

اس کتاب کے پڑھنے والے حضرات سے میری گزارش ہے کہ اگر اس میں کسی قسم کی علمی خطایا طباعت کی غلطی پائیں تو ناچیز کو ضرور مطلع فرما کر مشکور ہوں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔ اس میں کوئی شک نہیں «إِنَّ الْعِصْمَةَ لِلَّهِ وَحْدَهُ» کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہر خطا اور عیب سے پاک ہے۔

نیز دعا کی بھی استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس عمل کو شرف قبولیت عطا فرما کر میری میزان الحسنات میں شامل کر کے دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ وَاللَّهُ الْمُوفِقُ وَهُوَ الْهَادِي إِلَى سِوَاءِ السَّبِيلِ

مؤلف

صلاح الدین بن حیدر علی لکھوی

فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

مدرس الحدیث جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ

غلہ منڈی، برینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ

موبائل نمبر: 0322-6913303

میراث سے متعلق قرآنی آیات و احکام

قَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً
فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ
لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ
وَوَرِثَهُ أَبُوهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفَعًا
فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ٥ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ
أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ
مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيَنَّ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ
لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَلَةً أَوْ امْرَأَةً وَ لَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتُ
فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي
الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرِ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿٥﴾ (سورة النساء : ١١/٤-١٢)

قَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنْ امْرُؤًا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ
وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا
اِثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ
حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٥﴾

(سورة النساء : ١٧٦/٤)

قَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمٌ﴾ (سورة الأنفال : ١٧٥/٨)

علم میراث کی اہمیت

اسلامی قوانین وراثت شریعت میں بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے قوانین قرآن اور سنت نبوی سے ماخوذ ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیات نمبر 11، 12 اور 176 میں واضح طور پر میت کے ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، خاوند، بیوی اور بھائی، بہنوں کی وراثت کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے اور جن وراثوں کا بیان قرآن کریم میں موجود نہیں ہے۔ سنت نبوی نے ان وراثوں کے حقوق کی وضاحت کر دی ہے، مثلاً دادی، نانی، پوتی اور پوتے کی وراثت اسی طرح اصحاب الفروض کی موجودگی میں عصبہ کی وراثت وغیرہ وغیرہ اور اگر ان کے علاوہ کوئی قضیہ رہ گیا تھا جس کا قرآن کریم اور حدیث میں ذکر نہیں ہے تو اُسے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں صحابہ کے اجماع سے حل کر لیا گیا تھا۔ جیسا کہ میراث الجذع الاخوان یعنی دادا کے ہمراہ عینی اور علانی بھائی بہنوں کی وراثت اور دیگر مسئلہ مشترکہ، مسئلہ عمریتین، مسئلہ اکردریہ، نیز عول اور رد کے مسائل وغیرہ وغیرہ، ان کا حل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کیا گیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ خود اپنی زندگی میں وراثت کے قوانین کی تعلیم دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی وراثت کے مسائل کے بارے میں صحابہ سے سوال و جواب بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ «أن أفرضكم زيد» یعنی وراثت کے مسائل

کو حل کرنے کے بارے میں میرے صحابہ میں سے زید سب سے زیادہ ماہر ہیں۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ جابیہ نامی شہر میں خطبہ ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے وراثت کے بارے میں سوال پوچھنا ہو تو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھے۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو وراثت کا علم سیکھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے، جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث شریفہ سے واضح ہوتا ہے۔

«عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ إِنَّهَا مِنْ دِينِكُمْ - زاد ابن مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - الطَّلَاقُ وَالْحَجَّ»

”امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وراثت کے قوانین سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں اضافہ کیا کہ ”طلاق اور حج کے مسائل بھی سیکھو“

«عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلَّمُواهَا النَّاسَ وَتَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلَّمُواهَا النَّاسَ، فَإِنِّي أَمْرٌ مَقْبُوضٌ وَإِنَّ الْعِلْمَ سَيَقْبِضُ وَتَظْهَرُ الْفِتْنُ حَيْثُ يَخْتَلِفُ الْإِثْنَانِ فِي الْفَرِيضَةِ فَلَا يَجِدَانِ مَنْ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا»^①

”سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، اور میراث کو سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، یقیناً میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ (قرآن اور میراث) کا علم اٹھا لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور عنقریب وراثت کی تقسیم میں دو لوگوں کے مابین جھگڑا ہو جائے گا تو ان

① رواه الترمذی، والامام أحمد، نیل الاوطار

کے درمیان فیصلہ کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔“

«عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَضْلٌ ، آيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ»^①

”سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جن علوم کا سیکھنا ضروری ہے وہ تین طرح کے ہیں۔ جبکہ دوسرے علوم کا سیکھنا فضیلت کے باب میں آتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں قرآن کی آیات احکام کا سیکھنا، دوسرا سنت نبوی کا علم، تیسرا فرائض یعنی وراثت کا علم جو سارے کا سارا حق پر مبنی ہے۔“

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يَنْسِي وَهُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ أُمَّتِي»^②

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، یقیناً یہ آدھا علم ہے اور یہ بھلا دیا جائے گا، اور یہ پہلا علم ہوگا جو میری امت سے اٹھالیا جائے گا۔“

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو وراثت کے علم کو سیکھنا چاہیے کیونکہ دیگر علوم کے مقابلہ میں علم میراث کو سیکھنے کی بہت اہمیت ہے۔

ابن عیینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں علم میراث کو اس لیے نصف العلم کہا گیا ہے کہ مرنے کے بعد ہر مسلمان کا اس سے واسطہ پڑتا ہے۔

① رواہ أبو داود، وابن ماجہ

② رواہ ابن ماجہ، والدارقطنی ونیل الاوطار

عہد نبوی سے قبل وراثت کی تقسیم کے قوانین

اسلام کے قوانین وراثت کو جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم بالا اختصار وراثت کے ان قوانین، قواعد اور اصولوں سے تعارف حاصل کریں جو اسلام کے ظہور سے قبل دوسری قوموں میں پائے جاتے تھے۔ ان کا مقارنہ اور مقابلہ کرنے سے ایک عاقل قاری پر یہ واضح ہو جائے گا کہ عدل و انصاف کہاں پایا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں یا دوسری قوموں کے خود ساختہ اصولوں میں۔ سب سے پہلے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی امت یعنی موجودہ زمانے کے یہودیوں (بنی اسرائیل) کے قوانین وراثت دیکھتے ہیں:

یہودیوں کا قانون وراثت

کلمہ یہود ”ہاد“ سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ”رجوع کرنا ہے“ اُسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے اس مقولہ سے لیا گیا ہے «إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ أَيْ رَجَعْنَا وَتَضَرَّعْنَا»
یہودیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہونے کی وجہ سے انہیں بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عبرانی زبان میں ان کا نام اسرائیل ہی تھا۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ ”یہود“ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام تھا اور اس کی اولاد کو بنی یہود کہا جاتا تھا۔ پھر اس کی کثرت نسل کی وجہ سے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی جملہ اولاد کو یہودی کہنا مشہور ہو گیا۔^①

① تاریخ العرب قبل الاسلام: 95/6

یہودیوں کی میراث میں صرف میت کے بیٹے، باپ، چچا اور بھائی ہی وارث ہو سکتے ہیں یہودی مذہب میں عورت وارث نہیں بن سکتی چاہے وہ میت کی ماں، بیٹی، بہن یا بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

✽ بیٹا: اگر باپ فوت ہو جائے تو اس کے وارث صرف بیٹے ہی ہونگے اور سب سے بڑے بیٹے کا حصہ دوسرے بیٹوں کی نسبت دوگنا ہوگا۔ لیکن اگر وہ سب برابر تقسیم پر راضی ہو جائیں تو یہ تقسیم بھی درست ہوگی۔^①

✽ بیٹی: اگر شرعی وارثوں میں بیٹی بھی موجود ہو تو وہ صرف نان و نفقہ کی مستحق ہوگی وہ بھی بلوغت تک پہنچنے کی حد تک اور شادی کرنے کی صورت میں وہ باپ کی جائیداد میں سے شادی کے اخراجات کی ہی مستحق ہوگی۔

دیکھیے اسلام نے عورت پر کس قدر احسان کیا ہے کہ بیٹی کو بیٹے کی موجودگی میں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے تحت وارث بنایا ہے اگر وہ اکیلی ہے تو وہ آدھی جائیداد کی وارث ہوگی۔ جس کی تفصیل (بیٹی کی وارثت کے باب میں آئے گی)^②

✽ ماں: اگر کسی عورت کا بیٹا یا بیٹی فوت ہو جائے تو ان کی ماں اپنی اولاد کی جائیداد کی وارث نہیں ہوگی۔ بلکہ جائیداد کا وارث میت کا بیٹا ہوگا۔ اولاد کی عدم موجودگی میں میت کا باپ وارث ہوگا۔ اس کی عدم موجودگی میں میت کا حقیقی بھائی اس کا وارث ہوگا۔ لیکن متوفی کی ماں بالکل وارث نہیں ہے۔

لیکن اسلام میں ماں اپنی اولاد کی جائیداد میں سے کبھی تیسرے اور کبھی چھٹے حصہ کی وارث ہوتی ہے۔ اور کبھی بھی وارثت سے محروم نہیں ہوتی۔ (اس کی تفصیل ان شاء اللہ

① الاحکام الشرعیہ: 187/2

② الاحکام الشرعیہ: 145/3

ماں کی وراثت کے باب میں آئے گی) ①

✽ بیوی: خاوند بیوی کی وراثت میں اگر خاوند پہلے فوت ہو جائے تو بیوی اپنے متوفی خاوند کی جائیداد میں سے وارث نہیں بن سکتی اور اگر بیوی پہلے فوت ہو جائے تو خاوند اس کی سب جائیداد کا تہا وارث ہوگا۔ بیوی کی کوئی اولاد بھی اس کی وراثت نہیں بن سکتی۔ ②

لیکن اسلامی قانون وراثت میں خاوند اور بیوی دونوں ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔

✽ ولد الزنی: یہودیوں کے ہاں ولد الزنی (حرام زادہ) اپنے ماں باپ کا شرعی وارث ہوتا ہے اس کا درجہ ان کے حقیقی بیٹے کی طرح ہی ہے۔ اگر وہ ان کی پہلی اولاد ہے تو وہ دوسرے شرعی بیٹوں سے دوگنا لے گا۔ ③

لیکن اسلامی وراثت میں ولد الزنی صرف اپنی ماں ہی کا وارث ہوتا ہے۔

✽ اگر کسی متوفی کا کوئی وارث نہ ہو۔ یعنی باپ، دادا، بیٹا، بھائی یا چچا وغیرہ میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ تو اس کی جائیداد کا وارث وہ شخص ہوگا جس نے سب سے پہلے اس کی جائیداد کو قبضہ میں لے لیا۔ تین سال تک اس کے پاس بطور امانت رہے گی۔ ان تین سالوں میں اگر کوئی وارث ظاہر نہ ہو تو ساری جائیداد اس کی ملکیت تصور کی جائے گی (قبضہ گروپ بنانے کا یہودی دستور ہے)۔ ④

یہ ہیں یہودیوں کی وراثت کے بعض قوانین جو میں نے مختصر طور پر بیان کئے ہیں۔

ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہودی مذہب میں ماں، بیوی، بیٹی یا بہن اپنے کسی عزیز

① المقارنات المقابلات: 236

② المقارنات المقابلات: 253 الاحکام الشرعیہ: 172/2

③ المقارنات المقابلات: 253 الاحکام الشرعیہ: 173/2

④ المقارنات المقابلات: 253

کی وارث نہیں بن سکتی اسی طرح خاوند اپنی بیوی کی ساری جائیداد کا وارث ہوگا لیکن بیوی کسی صورت میں بھی اپنے متوفی خاوند کی وارث نہیں بن سکتی اسی طرح بیٹا اپنی متوفی ماں کا وارث ہوگا۔ لیکن ماں اپنے متوفی بیٹے کی وارث نہیں ہوگی۔



عیسائیت میں وراثت کے قوانین

نصاری (عیسائی) وہ لوگ ہیں جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ موجودہ انجیل میں کسی قسم کے عائلی، اقتصادی یا معاشی قوانین کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ بلکہ انجیل تو روحانی اور اخلاقی قدروں جیسے پند و نصائح کی حامل ہے۔ اس میں وراثت سے متعلق کوئی خاص قانون نہیں ہے چنانچہ اہل کنیسہ نے وراثت کے بارے میں رومن اور یہودیوں کے قانون وراثت پر عمل کیا ہے۔ اور بعض دوسری شریعتوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر ان دنوں ملک اردن کے نصاری، اسلام کے قوانین وراثت پر ہی عمل پیرا ہیں۔

اردن کے نصرانی عالم ڈاکٹر سلیمان مرقس نے اپنی کتاب میں سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس التماس کی کہ آپ میرے بھائی سے کہیں کہ ہمارے والد کی جائیداد میں سے آدھا حصہ مجھے دے، تو جواب میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ”مجھے کسی نے جائیداد کی تقسیم کرنے والا قاضی بنا کر نہیں بھیجا۔“^①

انجیل متی میں یہ درج ہے ”آپ کو کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہے کہ میں کیوں مبعوث کیا گیا ہوں۔ میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قوانین کو منسوخ کرنے نہیں آیا، بلکہ میں انہیں مکمل کرنے آیا ہوں تاکہ انہیں سچا ثابت کروں اور اس کتاب (تورات) کے احکام اس

① المدخل العلوم القانونیه: 238

وقت تک جاری رہیں گے جب تک ان کا مقصود پورا نہ ہو جائے۔^①
 اس سے بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نصرانیوں کے قوانین وراثت کے تحت کوئی عورت وراثت نہیں بن سکتی اور پلوٹھی کا لڑکا ساری کی ساری جائیداد کا تہا وارث ہوگا۔
اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں عربوں کا نظام وراثت

جزیرۃ العرب میں رہنے والوں کو عموماً عرب کہا جاتا ہے تاریخ بتاتی ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں عربوں کے اکثر قبائل ایک جگہ پر مستقل سکونت پذیر نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ جہاں پانی اور گھاس وافر مقدار میں پایا جاتا وہیں رہنا شروع کر دیتے تھے۔ اس کے بعد کسی دوسرے علاقے کی طرف سفر کر جاتے۔ وہ لوگ بدویانہ زندگی گزارتے۔ کوئی اقتصادی، معاشی یا اجتماعی نظام نہیں تھا۔ جنگل کے معروف قانون کے مطابق ”جس کی لاٹھی اس کی بھینس“ پر عمل کرتے تھے۔ اس لیے ان کے ماہ و سال جنگ و جدال اور لوٹ مار میں گزرتے تھے۔ اور اس پر فخر بھی کرتے تھے۔ اسی لیے ان عربوں کے ہاں وراثت کا انحصار جو لیت اور قوت پر مبنی تھا۔ اور صرف مرد ہی وارث ہوتے تھے اور عورت ذات کی کوئی حیثیت نہیں تھی، بلکہ ان سے جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ کوئی عورت اپنے کسی رشتہ دار یعنی باپ، خاوند، اولاد کی وارث نہیں بن سکتی تھی۔

جاہلیت کے دور میں عربوں کے ہاں حصول وراثت کے مروجہ تین اسباب

① النسب والقرباۃ ② التبني ③ الحلف^②

① النسب (خونی رشتہ)

عربوں میں نسب یعنی خونی رشتہ کی بنا پر وراثت پائی جاتی تھی، لیکن قرابت اور خونی

① متی باب نمبر 5 آیت نمبر 17، 18

② تفسیر القرطبی 79:5 احکام القرآن لابن العربی 328:1، تفسیر الطبرانی 275:4

احکام القرآن للجصاص 2:3، تاریخ العرب قبل الاسلام 274:5، 275

رشتہ ہونے کے باوجود ماں، بیٹی، بہن، چھوٹے بچوں اور بوڑھوں مردوں کو ترکہ سے محروم رکھا جاتا تھا۔ کیونکہ ان میں دشمنوں کے خلاف جنگ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی اور نہ ہی اپنے قبیلہ کا کسی طریقہ سے دفاع کر سکتے ہیں۔ اس لیے ترکہ کے مستحق صرف نوجوان اور بہادر قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ اس قانون پر اسلام کے ابتدائی ایام میں بھی عمل کیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ سیدنا سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے تو ان کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں جو غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے ہیں اور ان کے چچا نے سعد کی ساری جائیداد اپنے قبضہ میں لے لی ہے اور ان کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور مال کے بغیر ان کی شادیاں کس طرح ہو سکتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے متعلق ضرور کوئی فیصلہ فرمائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد میراث کی آیات ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ.....﴾ نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا سے کہا سعد کی بیٹیوں کو دو تہائی (2/3) اور اس کی بیوی کو جائیداد کا آٹھواں حصہ (1/8) دو اور جو باقی بچے گا وہ تمہارا ہے۔^①

اسلام سے قبل عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور اسلام ہی نے عورت کو پستی اور ذلت سے نکال کر عزت اور شرف عطا کیا۔

② التبنی

عربوں میں یہ رواج تھا کہ کسی دوسرے کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنا لیا جاتا تھا۔ پھر اُسے اسی کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اور متبنی بیٹا اس کا وارث بھی ہوتا تھا۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ پھر اُسے

① أخرجه البخاری، ومسلم عن جابر بن عبد اللہ

زید بن محمد رضی اللہ عنہ سے پکارا جاتا تھا اور اسلام کے ابتدائی ایام تک یہ رواج قائم دائم رہا حتیٰ کہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 4، 5 کے نزول پر اسے منسوخ کر دیا گیا۔

③ الحلف (معاہدہ)

جاہلیت کے دور میں عرب حلف کے ذریعہ ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے وہ حلف میں کہتے تھے «دَمِي دَمُكَ وَهَدْمِي هَدْمُكَ، تَرْتُنِي وَأَرِثُكَ تَطْلُبُ بِي وَأَطْلُبُ بِكَ»۔ معاہدہ مکمل ہونے پر کسی ایک کی وفات کے بعد دوسرا اس کی جائیداد میں سے چھٹے حصہ (1/6) کا وارث بنتا تھا۔ بعد میں سورۃ الانفال آیت ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ کے نزول پر حلف کے ذریعے وراثت منسوخ ہو گئی۔

یہ ہیں وراثت کے وہ قوانین جو قبل از اسلام دوسری قوموں میں رائج تھے۔ ایک انصاف پسند اور عقلمند قاری پر ضرور یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ انصاف کہاں پایا جاتا ہے۔ خود ساختہ قوانین میں یا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین میں، جس نے عورت، کمزور اور ناتواں مردوں کو عدل و انصاف مہیا کیا ہے اور ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے۔



علم المیراث اور علم الفرائض

علماء نے وراثت کے علم کے لیے دو نام استعمال کیے ہیں:

① علم المیراث ② علم الفرائض

یہ دو مختلف نام ہیں لیکن ان دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔

میراث کی لغوی تعریف

کلمہ میراث باب وَرِثَ یَرِثُ کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں انتقال شئی من شخص الی شخص آخر یعنی کسی چیز کا ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہونا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿وَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُودَ﴾ (سورہ النمل: 27|16) اور سورہ مریم میں سیدنا کریم ﷺ کا قول ہے۔ «یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوبَ» اسی طرح حدیث شریف میں ہے «الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِیَاءِ» یعنی علماء انبیاء کے علم کے وارث ہیں۔

الفرائض کی لغوی تعریف

کلمہ فرائض، فریضہ کی جمع ہے۔ یہ فرض سے مشتق ہے جس کے معنی قطع کرنا ہے۔ اہل زبان کہتے ہیں «فَرَضْتُ لِفُلَانٍ كَذَا وَكَذَا أَى قَطَعْتُ لَهُ شَيْئًا مِنَ الْمَالِ»

میراث کی اصطلاحی تعریف

علم میراث ایسے قوانین کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے یہ جاننا مقصود ہے کہ میت کا کون وارث بنتا ہے اور کون وارث نہیں ہے۔ اور اگر کوئی وارث بنتا ہے تو میت کی جائیداد سے اس کا کتنا حصہ ہے «هُوَ الْعِلْمُ بِالْقَوَاعِدِ يُعْرَفُ بِهَا وَمَنْ يَرِثُ مَنْ لَا يَرِثُ وَنَصِيبُ كُلِّ وَارِثٍ مِنَ التَّرَكَةِ»

ترکۃ المیت (میت کا ترکہ)

میت کے ترکہ سے مراد اس کی جائیداد ہے جسے چھوڑ کر وہ فوت ہو گیا چاہے وہ نقدی کی صورت میں ہو یا زرعی زمین یا مکانات ہوں یا حقوق ہوں جنہیں اس نے زندگی میں ادا کرنا تھا اور وہ ادا نہیں کر سکا۔

میت کے ترکہ سے متعلق چار حقوق ہیں جو درج ذیل ترتیب وار ادا ہونگے۔

① میت کی تدفین کے اخراجات

② قرض کی ادائیگی

③ وصیت کی ادائیگی

④ وارثوں کا حق

① میت کی تدفین کے اخراجات: میت کے کفن اور دفن کرنے میں اور قبر کھودنے وغیرہ پر جو خرچ ہوگا اسے میت کے ترکہ میں سے لیا جائے گا، اس میں فضول خرچی اور کنجوسی سے اجتناب کرنا ہوگا۔ اس طرح اس کے جو عزیز واقارب اس سے قبل وفات پا گئے اور اسے ان کے دفن اور کفن وغیرہ کا موقعہ نہیں ملا۔ ان کی تجہیز و تکفین کے اخراجات بھی اس کی جائیداد سے لیے جائیں گے۔

② قرض کی ادائیگی: میت کی تجہیز و تکفین کے اخراجات کے بعد میت کے قرض کی ادائیگی ہوگی۔ فقہاء کے نزدیک قرض کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) دین اللہ: یعنی اللہ کا قرض، اس سے مراد وہ قرض ہے جو میت نے اپنی زندگی میں

ادا کرنا تھا لیکن اُسے انہیں ادا کرنے کا موقعہ نہیں ملا اور وفات پا گیا مثلاً فرض زکوٰۃ یا کفارہ یا فرض حج وغیرہ جو اس کے ذمہ تھا لیکن وہ اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا۔ انہیں اس کی جائیداد سے ادا کیا جائے گا۔

(ب) دین العباد: یعنی بندوں کا قرض، اس سے مراد وہ قرضہ ہے جو اس نے اپنی زندگی میں لیا تھا اور اُسے ادا نہیں کیا۔ اسی طرح وہ قرضہ جو اس نے اپنی زرعی زمین یا مکان وغیرہ کو گروی (رہن) رکھ کر حاصل کیا تھا ان سب قرضوں کا ادا کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

«نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ»

”یعنی قرض کے ساتھ مومن کی جان لٹکی رہتی ہے جب تک اس سے ادا نہ کر دیا جائے۔“^①

دین اللہ کے بارے میں فقہاء کا اختلاف

① احناف کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا قرض میت کی طرف سے ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت نیت کے بغیر ممکن نہیں لہذا وہ شخص یوم القیامہ اس کا جواب دہ ہوگا۔

② امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جملہ دیون میت کی طرف سے ادا کیے جائے گے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرض بھی ادا کیا جائے گا۔^②

③ الوصیۃ

اگر میت نے مرنے سے قبل کوئی وصیت کی ہے۔ تو اسے تجہیز و تکفین کے اخراجات

① رواہ احمد

② المغنی لابن قدامة: 403/3، المحلی لابن حزم: 253/8، الدسوقی لشمس الدین:

171/4، رد المختار لابن عابدین: 458/6

اور قرضہ جات کی ادائیگی کے بعد جو ترکہ بچے گا اس سے ادا کیا جائے گا۔ اُسے باقی ماندہ ترکہ کے تیسرے حصے سے زیادہ نہیں ہونا چاہے جیسا کہ ابن ماجہ میں سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ عِنْدَ وَفَاتِكُمْ بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ وَجَعَلَ زِيَادَةً لَكُمْ فِي أَعْمَالِكُمْ»

قرض کی ادائیگی کو وصیت پر مقدم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم قرآن میں «مَنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ» پڑھتے ہو یعنی وصیت قرضہ سے پہلے ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کا فیصلہ وصیت سے پہلے فرمایا ہے۔

③ تقسیم ترکہ

مذکورہ بالا تین حقوق ادا کرنے کے بعد جو ترکہ بچے گا اسے کتاب و سنت کے مطابق وارثوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ اور یہی وراثت کا اصل مقصود ہے۔



وارثت کے ارکان، شروط، اسباب اور موانع

دوسرے علوم کی طرح علم المیراث کے بھی ارکان، اسباب، شروط اور موانع الارث ہیں۔ جن کا بیان درج ذیل ہے۔

○ ارکان الارث

میراث کے تین ارکان ہیں، ان میں سے اگر ایک رکن بھی کم ہو تو میراث کا وجود نہیں ہوگا۔

(ا) المورث: اس سے مراد میت ہے جس کی جائیداد کو وارثوں کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔

(ب) الوارث: یہ میت کا وہ رشتہ دار ہے جو میت کے ترکہ کا حقدار ہوتا ہے۔

(ج) الموروث: اس سے مراد میت کی جائیداد ہے چاہے وہ نقدی کی صورت میں ہو یا زرعی زمین یا مکان وغیرہ وغیرہ۔

○ اسباب الارث

اسباب الارث تین ہیں: ① النسب ② النکاح ③ الولاء

(ا) النسب: اس سے مراد ”خونی رشتہ اور قرابت ہے جو وارث اور مورث کے درمیان ولادت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ رشتہ میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) اور میت کے آباء و اجداد (باپ، دادا، ماں، دادی، نانی اور میت کے بھائی بہن اور چچاؤں

وغیرہ) پر مشتمل ہے۔

(ب) النکاح: اس سے مراد وہ نکاح ہے جو عقد صحیح کے ذریعے واقع ہوا ہو۔ چاہے خلوت اور مجامعت حاصل نہ ہوئی ہو۔ اس میں خاوند اور بیوی میں سے کسی ایک کی وفات کے بعد وہ ایک دوسرے کی جائیداد کے وارث بنتے ہیں۔ باطل نکاح، (نکاح متعہ وغیرہ) کی صورت میں وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

مطلقة عورت کی میراث (میراث المطلقه)

○ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی (پہلی یا دوسری طلاق) دی اور وہ بیوی کی عدت کے دوران خاوند فوت ہو گیا۔ سب فقہاء کے نزدیک وہ بیوی وارث ہوگی۔ اور اگر عدت ختم ہونے کے بعد خاوند فوت ہوا تو وہ عورت وارث نہیں بنے گی۔

○ اگر خاوند نے اپنے بیوی کو طلاق بائن، بینونہ کبریٰ (تیسری طلاق) دی اور خاوند صحیح و سالم اور تندرست تھا پھر وہ فوت ہو گیا۔ ایسی صورت میں بیوی وارث نہیں ہوگی چاہے اس کی عدت ختم ہوگئی ہو یا نہ۔

○ اگر خاوند مرض الموت میں مبتلا ہے۔ اسی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق بائن (بینونہ کبریٰ) دے دی اور خاوند کی نیت اُسے وارثت سے محروم کرنا ہے۔ اس مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔^①

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ عورت مطلقاً وارث نہیں ہوگی، کیونکہ طلاق بائن واقع ہوئی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں خاوند اگر عورت کی عدت کے دوران فوت ہوا ہے تو وہ وارث ہوگی۔ اگر عدت ختم ہونے کے بعد خاوند فوت ہوا ہے۔ تو وہ عورت وارث نہیں ہوگی، اور اگر عورت کے طلب کرنے پر اس نے طلاق دی یا طلاق خلع واقع ہوئی ہو تو وہ

① فتح القدیر: 3/15، المبسوط: 6/155، الرحیہ: 32

مطلقاً وارث نہیں ہوگی۔

امام احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ عورت ہر حالت میں وارث ہوگی لیکن اگر اس نے عدت ختم ہونے کے بعد کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لی تو وہ وارث نہیں ہوگی۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ ہر حالت میں وارث ہوگی، خواہ اس نے عدت ختم ہونے کے بعد شادی کی ہے یا نہیں اور ان کی دلیل یہ ہے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی تمادر کو بیماری کی حالت میں طلاق بائن دی تھی پھر وہ اسی بیماری کی حالت میں وفات پا گئے۔ تو امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تمادر کو اس کے ترکہ میں سے وراثت دی تھی۔ اور یہی رائے راجح ہے۔

③ الولاء

الولاء سے مراد وہ قرابت ہے جس کو اسلام نے آقا اور اس کے آزاد کردہ غلام کے درمیان بنایا ہے۔ آزاد کردہ غلام کی وفات کے بعد وہ آقا اس غلام کی جائیداد کا وارث ہوگا بشرطیکہ غلام کا کوئی شرعی وارث موجود نہ ہو۔ جیسا کہ حدیث بریرہ میں آیا ہے «إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ» (رواہ البخاری و مسلم) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «الْوَلَاءُ لِحِمَّةٍ كُلِّحِمَّةٍ النَّسَبِ»^①

④ شروط الارث (وراثت کی شروط)

وراثت پانے کی تین شرطیں ہیں:

پہلی شرط: مورث کی موت کا حقیقی طور پر واقع ہونا یا حکمی طور پر، حقیقی موت تو ظاہر ہے لوگ خود اپنے ہاتھوں سے میت کو دفناتے ہیں۔ اور حکمی موت قاضی کے موت کا حکم صادر کرنے سے ہوتی ہے۔ اس کی مثال مفقود (گم شدہ) شخص ہے جب قاضی

① رواہ احمد وابن حبان والحاکم

اس کی موت کا فیصلہ صادر کر دے۔ تو پھر اس شخص کو مُردہ تصور کیا جائے گا اور اس کی جائیداد کو اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

دوسری شرط: وارث کی زندگی کا ثبوت کہ مورث کی موت کے وقت وہ زندہ تھا چاہے چند منٹ کے لیے ہی زندہ رہا۔ یہ زندگی حقیقی طور پر ہو یا حکمی طور پر جس کی مثال حمل ہے اُسے اس کی پیدائش تک زندہ ہی تصور کیا جائے گا۔ اگر وارث کے زندہ ہونے کا پتہ نہ چل سکے تو وہ وارث نہیں بنتا۔

تیسری شرط: وارث بننے کے لیے اس سبب کی پہچان ضروری ہے۔ جس کی بنا پر وہ وارث بن رہا ہے۔ یعنی نسب، نکاح یا اولاء میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔

○ موانع الارث

کلمہ موانع، مانع کی جمع ہے، یہ ایسا وصف ہے اگر کسی شخص میں پایا جائے تو وہ وراثت سے محروم ہو جائے گا۔ خواہ اس میں وارث بننے کے اسباب موجود بھی ہوں مانع تین ہیں۔ ① القتل ② اختلاف الدین ③ الرق (یعنی غلامی)

① القتل

اس میں سب فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مورث کو عداقت کر دے تو وہ اپنے مقتول کی جائیداد کا وارث نہیں ہوگا جیسا حدیث شریف میں ہے۔

«عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: لَيْسَ لِلْقَاتِلِ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ»^①

اور دوسری حدیث میں ہے:

«عَنْ عَمْرِو بْنِ شَعِيبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لَا

① رواه النسائي

يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا»

اس طرح فقہاء کا مقولہ بھی ہے۔ «مَنْ تَعَجَّلَ شَيْئًا قَبْلَ الْاِوَانِ عُوقِبَ بِالْحِرْمَانِ»
 امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے غلطی (القتل بالخطاء) سے اپنے مورث کو
 قتل کر دیا تو وہ اس کی جائیداد کا وارث تو ہوگا۔ لیکن اس نے جو دیت ادا کی ہے وہ اس کا
 وارث نہیں بنے گا۔ لیکن باقی ائمہ کے نزدیک وہ مطلقاً وارث نہیں ہوگا۔

② اختلاف الدین

اس سے مراد کفر اور اسلام ہے یعنی مسلم اور غیر مسلم ایک دوسرے کے وارث نہ
 ہونگے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

«عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ
 الْكَافِرُ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ» متفق علیہ

اگر کسی مسلمان نے اہل کتاب کی عورت سے شادی کی پھر خاوند یا بیوی فوت
 ہو گئے تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے۔

اگر کوئی کافر اپنے مسلم رشتہ دار کی موت کے بعد اور ترکہ کی تقسیم سے پہلے ایمان لے
 آیا تو امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک وہ وارث نہیں بنے گا۔ لیکن
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اسلام کی ترغیب دینے کے لیے اُسے وراثت میں شریک بنا لیا
 جائے گا۔

اسلام میں آزاد اور غلام کے درمیان تو ارث نہیں ہے۔ کیونکہ غلام خود اور جو کچھ وہ
 کماتا ہے وہ اس کے آقا کا ہوتا ہے۔ اس لیے اگر غلام اپنے کسی عزیز کا وارث بنتا ہے تو
 وہ جائیداد اس کے آقا کو منتقل ہو جائے گی۔ حالانکہ آقا کا میت سے کوئی تعلق نہیں ہے

اس لیے سب فقہاء کے نزدیک یہ باطل ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ «لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ إِلَّا الطَّلَاق»۔

نوٹ: کوئی وارث جب کسی مانع کی وجہ سے وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔ تو اس کی موجودگی دوسرے وارثوں کو نہ تو وراثت سے محروم کر سکتی ہے اور نہ ہی انہیں ان کے بڑے حصہ کی بجائے چھوٹے حصہ کی طرف منتقل کر سکتی ہے۔ مثلاً بیٹے نے اپنی ماں کو قتل کر دیا۔ مقتولہ نے اپنا خاوند، عینی بھائی اور قاتل بیٹا زندہ چھوڑا۔ خاوند کو اس کا بڑا حصہ (1/2) ملے گا۔ اور باقی آدھی جائیداد عینی بھائی بطور عصبہ لے گا۔ اور قاتل بیٹا محروم ہے۔ اس طرح مرتد اور غلام کی موجودگی بھی دوسرے وارثوں پر اثر انداز نہیں ہوتی۔^①



① الرجیة للماردینی، ص: ۳۶، المغنی ابن قدامة: ۶/۲۶۶-۲۶۷

ورثاء اور ان کی تعداد

○ الوارثون من الرجال (مرد وراثت) مرد جو وارث بنتے ہیں ان کی تعداد پندرہ ہے:

- ① بیٹا ② پوتا ③ باپ ④ دادا ⑤ عینی بھائی (جن کے ماں، باپ ایک ہوں) ⑥
- علاتی بھائی (جن کا باپ ایک ہی ہو اور مائیں الگ الگ ہوں) ④ اخئیانی بھائی
- (جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہوں) ⑧ عینی بھائی کا بیٹا (میت کا
- بھتیجا) ⑨ علاقی بھائی کا بیٹا ⑩ چچا (حقیقی چچا) ⑪ علاقی چچا (سوتیلے چچا) ⑫ حقیقی
- چچا کا بیٹا ⑬ علاقی چچا کا بیٹا ⑭ خاوند ⑮ آقا جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو۔

نوٹ: اگر کوئی عورت فوت ہوگی اور اس نے مذکورہ پندرہ مرد وارث زندہ چھوڑے تو ان میں سے صرف تین مرد وارث ہونگے (بیٹا، باپ اور خاوند) اور باقی ماندہ بارہ (12) محروم ہونگے۔

○ الوارثات من النساء (وارث عورتیں)

عورتیں جو وارث بنتی ہیں ان کی تعداد دس ہے۔

- ① بیٹی ② پوتی ③ ماں ④ نانی ⑤ دادی ⑥ عینی بہن ⑦ علاقی بہن ⑧ اخئیانی
- بہن ⑨ بیوی ⑩ وہ عورت جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو (المعتقة)
- نوٹ: ① اگر کوئی آدمی فوت ہو گیا اور اس نے مذکورہ دس عورتوں کو زندہ چھوڑا۔ ان میں سے صرف پانچ عورتیں وارث بنیں گی۔ بیٹی، پوتی، ماں، عینی بہن اور بیوی۔ اور باقی سب وراثت سے محروم ہونگی۔

نوٹ ۲: اگر کوئی مرد یا عورت فوت ہو جائے اور وہ مذکورہ (24) وارث زندہ چھوڑے تو ان میں سے صرف پانچ اشخاص وارث ہونگے۔ اور وہ خاوند یا بیوی، بیٹا، بیٹی، ماں، باپ ہیں اور باقی ماندہ سب وراثت سے محروم ہونگے۔



احوال الوارثین (ورثاء کی کیفیات)

ورثاء (مرد اور عورت) کی دو قسمیں ہیں۔

① اصحاب الفروض ② العصبۃ

① اصحاب الفروض

لغوی معنی: فروض، فرض کی جمع ہے۔ لغت میں فرض کا نٹے کے معنی میں آتا ہے۔ چونکہ وارث کو میت کی جائیداد سے کچھ حصہ کاٹ کر اُسے دیا جاتا ہے۔ اس لیے انہیں اصحاب الفروض کہا جاتا ہے۔

اصطلاحاً: اصحاب الفروض وہ وارث ہیں جن کو قرآن مجید یا حدیث شریف یا صحابہ کے اجماع سے میت کی جائیداد میں سے کچھ مقرر حصہ دیا گیا ہو۔ یہ درج ذیل ہیں۔

① خاوند ② باپ ③ داد ④ اخیانی بھائی ⑤ بیوی ⑥ بیٹی ⑦ پوتی ⑧ ماں ⑨ دادی ⑩ نانی ⑪ عینی بہن ⑫ علاقائی بہن ⑬ اخیانی بہن

جو فروض (حصے) ان کو دے گئے ہیں ان کی تعداد چھ ہے وہ سورۃ النساء آیت ۱۱، ۱۲ اور ۶ میں بیان کیے گئے ہیں۔

① النصف (1/2)، ② الربع (1/4)، ③ الثمن (1/8)، ④ الثلثان (2/3)،

⑤ الثلث (1/3)، ⑥ السدس (1/6)۔

ان کے علاوہ ایک ساتواں فرض بھی ہے جو اجتہاد سے لیا گیا ہے جس کو ثلث الباقی

کہتے ہیں، یہ حصہ امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سیدنا زید بن

ثابت رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے ماں کو دیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل ان شاء اللہ ماں کے باب میں آئے گی۔ اسی طرح دادا کی بھی یہ حصہ (ثلث الباقی) بعض اوقات بہن بھائیوں کی موجودگی میں دیا جاتا ہے، اس کی تفصیل ان شاء اللہ الحمد والاخوة کے باب میں آئے گی۔

② العصبۃ

لغوی معنی: عصبہ، عاصب کی جمع ہے لغت میں اس کے معنی، ایک جماعت (گروہ) باندھنا اور تقویت دینے کے آتے ہیں۔

اصطلاحاً: عصبہ وہ وارث ہیں جن کو کوئی مقرر شدہ حصہ (فرض) نہیں دیا گیا۔ اگر وہ اکیلا ہی وارث ہے تو وہ ساری جائیداد (ترکہ) لے جائے گا۔ اگر اس کے ہمراہ کوئی وارث اصحاب الفروض میں سے ہے تو صاحب فرض کو اس کا حصہ دینے کے بعد جو ترکہ باقی بچے گا وہ عصبہ لے گا۔ اور اگر کوئی حصہ باقی نہ بچا تو اُسے کچھ نہیں ملے گا۔

أقسام العصبۃ

عصبہ کی تین قسمیں ہیں:

① العصبۃ بالنفس ② العصبۃ بالغیر ③ العصبۃ مع الغیر

① العصبۃ بالنفس

وہ ایسا وارث ہے جو میت کا قریبی رشتہ دار اور مذکور ہو جس کے اور میت کے درمیان کسی عورت کا واسطہ نہ ہو۔ یہ تعداد میں (12) ہیں۔

① بیٹا ② پوتا ③ باپ ④ دادا ⑤ عینی بھائی ⑥ علاقائی بھائی ⑦ عینی بھائی کا

بیٹا یعنی بھتیجا ⑧ علاقائی بھائی کا بیٹا ⑨ عینی چچا ⑩ علاقائی چچا ⑪ عینی چچا کا بیٹا ⑫

علاقائی چچا کا بیٹا۔

العصبة بالنفس کے درجات

العصبة بالنفس کے وارثوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے درجہ کے وارثوں کی موجودگی میں باقی تین درجوں والے وارث نہیں بنتے اور دوسرے درجہ کے وارثوں کی موجودگی میں تیسرے اور چوتھے درجہ والے وارث نہیں بنتے۔ اس طرح تیسرے درجہ کے وارثوں کی موجودگی میں چوتھے درجہ والے وارث نہیں بنتے۔

پہلا درجہ: اس میں بیٹا اور پوتا آتے ہیں۔ لیکن بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں بنتا بلکہ وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

دوسرا درجہ: یہ باپ اور دادا پر مشتمل ہے۔ لیکن باپ کی موجودگی میں دادا وارث نہیں ہوتا۔

تیسرا درجہ: اس سے مراد عینی بھائی، علاقائی بھائی اور ان کے بیٹے ہیں۔ لیکن عینی بھائی کی موجودگی میں علاقائی بھائی، عینی اور علاقائی بھائیوں کے بیٹے وارث نہیں ہونگے۔ اگر عینی بھائی موجود نہ ہو تو علاقائی بھائی وارث ہوگا عینی اور علاقائی بھائیوں کے بیٹے وارث نہیں ہونگے۔ اسی طرح علاقائی بھائی کی عدم موجودگی میں عینی بھائی کا بیٹا وارث ہوگا۔ اور اس کی عدم موجودگی میں علاقائی بھائی کا بیٹا وارث ہوگا۔

چوتھا درجہ: یہ عینی چچا، علاقائی چچا اور ان کے بیٹوں پر مشتمل ہے۔ عینی چچا کی موجودگی میں علاقائی چچا اور ان کے بیٹے وارث نہیں ہونگے۔ اگر عینی چچا موجود نہ ہو تو علاقائی چچا وارث ہوگا اور عینی اور علاقائی چچاؤں کے بیٹے وارث نہیں ہونگے اسی طرح علاقائی چچا کی عدم موجودگی میں عینی چچا کا بیٹا وارث ہوگا۔ اور اس کی عدم موجودگی میں علاقائی چچا کا بیٹا وارث ہوگا۔

② العصبة بالغير

یہ چار عورتیں ہیں: ① بیٹی ② پوتی ③ عینی بہن ④ علاقائی بہن۔

ان کو جائیداد میں سے فرض حصہ آدھا ($1/2$) اور کبھی دو تہائی ($2/3$) دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اپنے بھائیوں کی موجودگی میں بطور العصبۃ بالغیر وارث بنتی ہیں۔ قرآن کریم کے قاعدہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کی رو سے مرد کو عورت سے دو گنا حصہ ملتا ہے۔ بیٹی، بیٹے کی موجودگی میں، پوتی، پوتے کی موجودگی میں اور عینی بہن، عینی بھائی کی موجودگی میں اسی طرح علاقائی بہن علاقائی بھائی کی موجودگی میں بطور العصبۃ بالغیر وارث ہوتی ہیں۔ ان کی دلیل قولہ تعالیٰ: ﴿وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ آیت میں «اخوة» سے مراد عینی بھائی، علاقائی بھائی اور ان کی بہنیں ہیں۔

③ العصبۃ مع الغیر

العصبۃ مع الغیر سے مراد دو عورتیں عینی بہن اور علاقائی بہن ہیں۔ ان کو فرض حصہ آدھا ($1/2$) اور کبھی دو تہائی ($2/3$) دیا جاتا ہے۔ لیکن بیٹی اور پوتی کی موجودگی میں بطور العصبۃ مع الغیر وارث بنتی ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مسئلہ میں بیٹا یا پوتا موجود نہ ہو۔ اور عینی بھائی اور علاقائی بھائی بھی موجود نہ ہوں۔

(نوٹ: عینی بہن جب بطور العصبۃ مع الغیر وارث بنتی ہے تو وہ عینی بھائی کے درجہ میں ہو جاتی ہے چنانچہ اس کی موجودگی علاقائی بھائی، عینی بھائی کا بیٹا، علاقائی بھائی کا بیٹا، عینی چچا، علاقائی چچا اور ان کے بیٹوں کو وراثت سے محروم کر دیتی ہے۔ اسی طرح علاقائی بہن جب بطور العصبۃ مع الغیر بنتی ہے تو وہ بھی علاقائی بھائی کے درجہ میں ہو جاتی ہے۔ اور نیچے والے سب وارثوں کو محروم کر دیتی ہے۔)



اصل مسئلہ

وراثت کے کسی بھی مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اصل مسئلہ کو جاننا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

تعریف: یہ ایسا چھوٹا عدد ہے جس سے ابتدائی تقسیم اصحاب الفروض اپنا اپنا نصیب بغیر کسر کے لیتے ہیں۔

اصل مسئلہ کو معلوم کرنے کا طریقہ

میراث کے مسائل میں ہر مسئلہ کے ورثاء کی نوعیت چونکہ مختلف ہوتی ہے۔ کبھی صرف عصبہ اور کبھی صرف اصحاب الفروض اور کبھی اصحاب الفروض اور عصبہ دونوں مختلط ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے اصل مسئلہ معلوم کرنے کے طریقے بھی مختلف ہیں۔

① اگر مسئلہ کے سب ورثاء عصبہ ہوں یا اصحاب الفروض ایک ہی قسم سے ہوں تو ان کی تعداد اصل مسئلہ ہوگی۔

مثال ①: ایک شخص فوت ہو گیا اس نے چار بیٹے یا پانچ بھائی زندہ چھوڑے تو اصل مسئلہ (4) ہو گا یا (5) ان کی تعداد کے مطابق۔

مثال ②: ایک شخص فوت ہو گیا اس نے تین بیٹیاں یا چار بہنیں زندہ چھوڑیں تو اصل مسئلہ (3) ہو گا یا (4) ان کی تعداد کے مطابق۔

③ اگر مسئلہ کے سب ورثاء عصبہ مذکر اور مونث یعنی العصبۃ بالغیر ایک ہی قسم سے

ہوں۔ جیسے بیٹا اور بیٹی یا بھائی اور بہن تو قرآنی قاعدہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے تحت مذکر کو دو اور مؤنث کو ایک شمار کریں گے اور ان کی تعداد کا مجموعہ اصل مسئلہ ہوگی۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوا اس نے دو بیٹے اور تین بیٹیاں زندہ چھوڑیں تو اس کا اصل مسئلہ سات ہوگا۔ ہر بھائی کو دو اور ہر بہن کو ایک شمار کریں گے۔

③ اگر کسی مسئلہ میں صرف ایک ہی صاحب فرض اور دوسرے وارث عصبہ ہوں۔ تو اصل مسئلہ صاحب فرض کے نصیب کی کسر ہوگا۔ [کسر اس عدد کو کہتے ہیں جو خط کے نیچے (بٹا) لکھا ہوتا ہے مثلاً $(\frac{1}{4})$ میں کسر (4) ہے۔]

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس نے بیوی اور بیٹا زندہ چھوڑا اس مثال میں بیوی کو جائیداد کا $(\frac{1}{8})$ ملتا ہے اور بیٹا بطور عصبہ وارث ہے۔ بیوی کے نصیب $(\frac{1}{8})$ کی کسر (8) ہے اس لیے اصل مسئلہ (8) ہوگا۔

④ اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ اصحاب الفروض ہوں تو اس مسئلہ کا اصل معلوم کرنے کے لیے درج ذیل عمل کرنا ہوگا۔

میراث کے علماء نے چھ مقدرہ فروض کو دو گروپوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلے گروپ میں $(\frac{1}{2})$ ، $(\frac{1}{4})$ اور $(\frac{1}{8})$ ہیں جبکہ دوسرے گروپ میں $(\frac{2}{3})$ ، $(\frac{1}{3})$ اور $(\frac{1}{6})$ ہیں۔

① اگر کسی میت کے سب وارثوں کے فروض کا تعلق صرف پہلے گروپ سے ہے یا صرف دوسرے گروپ سے ہے تو اصل مسئلہ ان وارثوں کے نصیب کی بڑی کسر ہوگا۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے بیوی، بیٹی اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔ اس مثال میں بیوی کا نصیب $(\frac{1}{8})$ ہے اور بیٹی کا $(\frac{1}{2})$ اور باقی بھائی بطور عصبہ لے گا۔ بیوی کے

نصیب کی کسر 8، 2 سے بڑی ہے اس لیے اصل مسئلہ 8 ہوگا۔

مثال ۲: ایک عورت فوت ہوگئی اس نے دو بیٹیاں، ماں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔ اس مثال میں دو بیٹیوں کا نصیب $(\frac{2}{3})$ ہے اور ماں کا نصیب $(\frac{1}{6})$ ہے اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ ماں کے نصیب کی کسر (6) سب سے بڑی ہے اس لیے اصل مسئلہ (6) ہوگا۔

(ب): اگر کسی مسئلہ میں وارثوں کے فروض کا تعلق پہلے اور دوسرے دونوں گروپوں سے ہے یعنی کچھ وارثوں کے فروض کا تعلق پہلے گروپ سے ہے اور کچھ کا تعلق دوسرے گروپ سے ہے تو اس صورت میں اصل مسئلہ معلوم کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے۔

(i) اگر مسئلہ میں کوئی وارث پہلے گروپ میں سے نصف $(\frac{1}{2})$ کا حقدار ہو اور بقیہ ورثاء دوسرے گروپ میں سے کسی بھی نصیب کے حقدار ہوں تو اس اصل مسئلہ ہمیشہ (6) ہوگا۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی۔ اس نے خاوند، ماں اور اخیانی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

6			حل اس مثال میں خاوند کو $(\frac{1}{2})$ ملے گا۔ ماں کو $(\frac{1}{3})$ اخیانی
3	خاوند	$\frac{1}{2}$	بھائی کو $(\frac{1}{6})$ ملے گا۔ اس کا اصل مسئلہ (6) ہے کیونکہ
2	ماں	$\frac{1}{3}$	$(\frac{1}{2})$ کا تعلق پہلے گروپ سے ہے اور $(\frac{1}{3})$ ، $(\frac{1}{6})$
1	اخیانی بھائی	$\frac{1}{6}$	کا تعلق دوسرے سے ہے۔

(ii) مسئلہ میں اگر کوئی وارث پہلے گروپ میں سے ربع $(\frac{1}{4})$ کا حقدار ہو اور بقیہ دوسرے گروپ میں سے کسی بھی نصیب کے حقدار ہوں۔ تو اصل مسئلہ ہمیشہ (12) ہوگا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنی بیوی، ماں اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔

12	حل اس مثال میں بیوی کو (1/4) ملے گا۔ ماں کو (1/3) اور	
3	بیوی	1/4
4	ماں	1/3
5	بھائی	ع

بھائی بطور عصبہ باقی لے گا۔ اس کا اصل مسئلہ (12)

ہے کیونکہ (1/4) کا تعلق پہلے گروپ ہے اور (1/3) کا

تعلق دوسرے گروپ سے ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی

(1/2) کا حقدار ہو تو اصل مسئلہ پھر بھی (12) ہے۔

(iii) اگر کوئی وارث پہلے گروپ میں سے ثمن (1/8) کا حقدار ہے اور بقیہ وراثت دوسرے

گروپ میں سے کسی بھی نصیب کے حقدار ہوں تو اصل مسئلہ ہمیشہ (24) ہوگا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنی بیوی، 2 بیٹیاں، ماں اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔

24	حل اس مثال میں بیوی کو (1/8) ملے گا۔ 2 بیٹیوں کو (2/3)	
3	بیوی	1/8
16	2 بیٹیاں	2/3
4	ماں	1/6
1	بھائی	ع

ماں کو (1/6) ملے گا اور بھائی بطور عصبہ باقی لے گا۔

اس کا اصل مسئلہ (24) ہے کیونکہ (1/8) کا تعلق پہلے گروپ

سے ہے اور (2/3)، (1/6) کا تعلق دوسرے گروپ سے

اس صورت میں اگر کوئی وارث (1/2) کا حقدار ہو تو

اصل پھر بھی (24) ہی ہوگا۔

یہ تمام اصول و ضوابط اپنی جگہ؛ لیکن اصل مسئلہ معلوم کرنے کا ایک سادہ طریقہ یہ بھی

ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں اصحاب الفروض جیسے بھی ہوں، ان کے حصوں کی کسروں کا

ذواضعاف اقل حاصل کریں وہ اس مسئلہ کا اصل ہوگا۔



احوال اصحاب الفروض (اصحاب الفروض کے حصوں کا بیان)

① خاوند کی وراثت

میراث میں خاوند کی دو حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: خاوند کو فوت شدہ بیوی کے ترکہ کا (1/2) نصف حصہ ملتا ہے۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو، یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا یا پوتی میں سے کوئی بھی نہ ہو۔
مثال: ایک عورت فوت ہوگئی۔ اس نے اپنا خاوند اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔

2		
1	خاوند	1/2
1	بھائی	ع

حل: خاوند کو (1/2) ملے گا کیونکہ بیوی کی کوئی اولاد نہیں ہے

اور باقی ترکہ بھائی بطور عصبہ لے گا۔ اس کا اصل (2)

ہے۔ خاوند کو (1) اور باقی (1) بھائی لے گا۔

دوسری حالت: خاوند کو بیوی کی جائیداد کا چوتھا حصہ (1/4) ملے گا۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد زندہ ہو (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) خواہ اس خاوند سے ہو یا کسی سابقہ خاوند سے ہو۔ یا ولد الزنی (حرامی) ہو۔ کیونکہ اُسے ماں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگی اس نے اپنا خاوند اور بیٹا زندہ چھوڑا۔

4		
1	خاوند	1/4
3	بیٹا	ع

حل: خاوند کو (1/4) ملے گا کیونکہ بیٹا موجود ہے۔ اور باقی

بیٹا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (4) ہے۔ خاوند کو (1)

اور باقی (3) بیٹا بطور عصبہ لے گا۔

خاوند کی دونوں حالتوں کی دلیل: قرآن کریم سورۃ النساء میں ہے

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ﴾ (سورۃ النساء: 12/4)

② بیوی کی وراثت

میراث میں بیوی کی دو حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: بیوی اپنے متوفی خاوند کی جائیداد میں سے چوتھے حصہ ($\frac{1}{4}$) کی وارث

ہوگی۔ اگر خاوند کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) موجود نہ ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنی بیوی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

4

1	بیوی	$\frac{1}{4}$
3	چچا	ع

بیوی کو ($\frac{1}{4}$) ملے گا اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا اصل مسئلہ

(4) ہے۔ بیوی کو (1) ملا اور باقی (3) چچا بطور عصبہ لے گا۔

دوسری حالت: بیوی کو متوفی خاوند کے ترکہ میں سے ($\frac{1}{8}$) ملے گا۔ اگر متوفی کی کوئی اولاد

موجود ہو۔ چاہے وہ اولاد اس بیوی کے بطن سے ہو یا کسی دوسری بیوی کے بطن سے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی اور بیٹا زندہ چھوڑا۔

8

1	بیوی	$\frac{1}{8}$
7	بیٹا	ع

حل، بیوی کو ($\frac{1}{8}$) ملے گا کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے

اور باقی بیٹا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (8) ہے۔

بیوی (1) اور باقی (7) بیٹا بطور عصبہ لے گا۔

نوٹ: اگر کسی خاوند کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو وہ سب کی سب الربع یا الثمن

($\frac{1}{4}$ یا $\frac{1}{8}$) حصوں میں برابر برابر کی شریک ہوں گی۔

بیوی کی دونوں حالتوں کی دلیل

قَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾ (سورة النساء: ۱۲/۴)



③ بیٹی کی وراثت

میراث میں بیٹی کی تین حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: بیٹی کو میت کا نصف ترکہ ($\frac{1}{2}$) ملے گا۔ اگر وہ اکیلی ہو اور اس کے ہمراہ میت کا کوئی بیٹا موجود نہ ہو۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی، بیٹی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

8		
1	بیوی	$\frac{1}{8}$
4	بیٹی	$\frac{1}{2}$
3	چچا	ع

حل: بیوی کو ($\frac{1}{8}$) ملے گا کیونکہ میت کی بیٹی موجود ہے۔ بیٹی کو ($\frac{1}{2}$) ملے گا کیونکہ وہ اکیلی ہے۔ اور اس کے ہمراہ میت کا بیٹا موجود نہیں ہے، چچا عصبہ ہے۔ اصل مسئلہ (8) ہے۔ بیوی کو (1) بیٹی کو (4) اور باقی (3) چچا لے گا۔

مثال ②: ایک عورت فوت ہوگی اس نے اپنا خاوند، بیٹی اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔

4		
1	خاوند	$\frac{1}{4}$
2	بیٹی	$\frac{1}{2}$
1	بھائی	ع

حل: خاوند کو ($\frac{1}{4}$) ملے گا کیونکہ بیٹی موجود ہے۔ بیٹی کو ($\frac{1}{2}$) ملے گا کیونکہ وہ اکیلی ہے اور بھائی بطور عصبہ وارث ہے۔ اصل مسئلہ (4) ہے۔ خاوند کو (1) بیٹی کو (2) اور باقی (1) بھائی بطور عصبہ لے گا۔

دوسری حالت: بیٹی کو دو تہائی ($\frac{2}{3}$) ملے گا اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں اور میت کا بیٹا بھی موجود نہ ہو، اس کا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، دو بیٹیاں اور چچا زندہ چھوڑا۔

12	حل خاوند کو (1/4) ملے گا۔ دو بیٹیوں کو (2/3) کیونکہ وہ ایک سے	
3	خاوند	1/4 زیادہ ہیں اور بیٹا موجود نہیں ہے۔ اور چچا بطور عصبہ
8	2 بیٹیاں	2/3 وارث ہے۔ اصل مسئلہ (12) ہے خاوند کو (3) دو بیٹیوں
1	چچا	ع کو (8) ہر ایک کو (4) اور باقی (1) چچا بطور عصبہ لے گا۔

تیسری حالت: بیٹی بطور عصبہ وارث ہوگی۔ میت کے بیٹے کی موجودگی میں اور جائیداد ان کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيْنَ﴾ کے قاعدہ کے مطابق تقسیم ہوگی۔ یعنی بیٹے کو دو حصے ملیں گے اور بیٹی کو ایک حصہ۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی، اپنا خاوند، بیٹی اور بیٹا زندہ چھوڑا۔

4	حل خاوند کو (1/4) ملے گا۔ بیٹی اور بیٹا دونوں عصبہ ہیں۔	
1	خاوند	1/4 اصل مسئلہ (4) خاوند کو (1) اور باقی (3) بیٹی اور
1	بیٹی	ع بیٹے کے درمیان تقسیم کیے جائیں گے چنانچہ بیٹی کو
2	بیٹا	ع (1) ملا، اور بیٹے کو (2) ملے۔

بیٹی کی تینوں حالتوں کی دلیل

قَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيْنَ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾ (سورة النساء: 1/4)

۴) پوتی کی وراثت

پوتی سے مراد میت کے بیٹے کی بیٹی، میت کے پوتے کی بیٹی ہے۔ اور نیچے تک۔
میراث میں پوتی کی پانچ حالتیں ہیں

پہلی حالت: پوتی کو (1/2) ملے گا۔ اگر وہ اکیلی ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی یا پوتا موجود نہ ہوں۔ (پوتا چاہے اس کا عینی بھائی ہو یا اس کے چچا کا بیٹا ہو)
مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی، پوتی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

8		
1	بیوی	1/8
4	پوتی	1/2
3	چچا	ع

حل،
بیوی کو (1/8) ملے گا۔ پوتی کو (1/2) اور چچا عصبہ۔
اصل مسئلہ (8) بیوی کو (1) ملا، پوتی کو (4) اور باقی
(3) چچا کو بطور عصبہ ملے گا۔

دوسری حالت: پوتی کو جائیداد کا دو تہائی (2/3) ملے گا۔ اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں اور میت کا بیٹا، بیٹی اور پوتا موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، دو پوتیاں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

24		
3	بیوی	1/8
16	2 پوتیاں	2/3
5	چچا	ع

حل، بیوی کو (1/8) ملے گا۔ دو پوتیاں کو (2/3) اور چچا بطور
عصبہ وارث ہوگا۔ اصل مسئلہ (24) ہے، بیوی کو
(3) ملے دو پوتیوں کو (16) اور باقی (5) چچا بطور
عصبہ لے گا۔

تیسری حالت: پوتی کو جائیداد کا چھٹا حصہ ($\frac{1}{6}$) ملے گا چاہے پوتیاں ایک سے زیادہ ہوں اگر ان کے ہمراہ میت کی ایک بیٹی موجود ہو، (تَكْمَلَةُ لِلثَّلَاثِينَ) یعنی بیٹیوں کے حصے ($\frac{2}{3}$) کو پورا کرنے کے لیے۔ جب میت کا بیٹا اور پوتا بھی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، بیٹی 2 پوتیوں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

24	حلہ، بیوی کو ($\frac{1}{8}$) ملے گا۔ بیٹی کو ($\frac{1}{2}$) دو پوتیوں کو ($\frac{1}{6}$)		
3	بیوی	$\frac{1}{8}$	(تکملة للثلاثين) اور چچا عصبہ ہے۔ اس کا اصل
12	بیٹی	$\frac{1}{2}$	مسئلہ (24) ہے۔ بیوی کو (3) ملیں گے، بیٹی
4	2 پوتیاں	$\frac{1}{6}$	کو (12) دو پوتیاں کو (4) ہر ایک کو (2) اور باقی
5	چچا	ع	(5) چچا بطور عصبہ لے گا۔

چوتھی حالت: پوتی میت کے پوتے کی موجودگی میں عصبہ بن کر وارث ہوگی، پوتا دو حصے لے گا اور پوتی ایک حصہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَّيْنَ﴾ کے قاعدہ کے تحت۔ جب میت کا بیٹا موجود نہ ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، بیٹی، پوتی اور پوتے کو زندہ چھوڑا۔

8	8	حلہ، بیوی کو ($\frac{1}{8}$) ملے گا۔ بیٹی کو ($\frac{1}{2}$) پوتا اور پوتی	
1	1	بیوی	$\frac{1}{8}$ بطور عصبہ وارث ہونگے اصل مسئلہ (8) ہے۔
4	4	بیٹی	بیوی کو (1) ملا بیٹی کو (4) اور باقی (3) پوتی
1	3	پوتی	اور پوتالیں گے۔ ان میں سے پوتی کو (1)
2		پوتا	اور پوتے کو (2) ملیں گے۔

نوٹ: جب کبھی عورتوں کا حصہ ($\frac{2}{3}$) پورا ہو جائے اور پوتی وراثت سے محروم ہو رہی

ہو تو اپنے نیچے والے پڑپوتے یا شکر پوتے کی موجودگی میں بھی عصبہ بن کر وارث بن جاتی ہے۔

مثال: جب پوتی، پڑپوتے (ابن ابن الابن) کی وجہ سے وارث ہوتی ہے۔ ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی، دو بیٹیاں، پوتی اور پڑپوتے کو زندہ چھوڑا۔

24			حل، بیوی (1/8) لے گی، دو بیٹیاں (2/3)، پوتی، پڑپوتے
3	بیوی	1/8	کے ساتھ مل کر بطور عصبہ باقی لیں گے۔ اصل مسئلہ (24)
16	2 بیٹیاں	2/3	ہے بیوی کو (3) ملے دو بیٹیوں کو (16) ہر ایک کو (8) اور
5	پوتی	ع	باقی (5) پوتی اور پڑپوتا بطور عصبہ (لِلذَّكَرِ مِثْلُ
	پڑپوتا	ع	حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ) کی رو سے لیں گے۔ اس مسئلہ میں

پڑپوتا موجود نہ ہو تو عورتوں کے دو تہائی (2/3) حصے پورے ہو جانے کی وجہ سے پوتی کو جائیداد میں سے کچھ بھی نہ ملتا۔

پانچویں حالت: پوتی میت کے بیٹے کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دو بیٹیوں کی موجودگی میں بھی وراثت سے محروم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عورتوں کا حصہ دو تہائی (2/3) دو بیٹیوں کے درمیان پورا ہو گیا ہے۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، بیٹا اور پوتی کو زندہ چھوڑا۔

4			حل خاوند (1/4) لے گا۔ اور باقی ترکہ بیٹا بطور عصبہ لے گا۔
1	خاوند	1/4	اور پوتی بیٹے کی موجودگی کی وجہ سے محروم ہے۔
3	بیٹا	ع	اصل مسئلہ (4) ہے خاوند کو (1) ملا اور باقی (3) بیٹا
X	پوتی	م	لے گا۔ جبکہ پوتی وراثت سے محروم ہے۔

مثال ۲: ایک عورت فوت ہوگئی۔ اپنے خاوند، دو بیٹیوں، پوتی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

12			حل خاوند (1/4) لے گا۔ 2 بیٹیاں (2/3) پوتی عورتوں کا حصہ
3	خاوند	1/4	دو تہائی (2/3) پورا ہو جانے کی وجہ سے محروم ہے
8	2 بیٹیاں	2/3	اور باقی بھائی بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (12) ہے۔
x	پوتی	م	خاوند کو (3) ملے دو بیٹیوں کو (8) ہر ایک کو (4) پوتی
1	بھائی	ع	وراثت سے محروم ہے اور باقی (1) بھائی لے گا۔

پوتی کی وراثت کے دلائل

① سب مفسرین اس پر متفق ہیں کہ

قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ.....﴾ (سورة النساء: ۱۱/۴)

میں لفظ (اولاد) سے مراد متوفی کی صلبی اولاد ہیں، اور صلبی اولاد کی عدم موجودگی میں پوتا بیٹے کے درجہ میں آجاتا ہے اور پوتی بیٹی کے درجے میں آجاتی ہے۔

پوتی کی تیسری حالت کی دلیل

حَدِيثُ هَزِيلِ بْنِ شَرْحَبِيلٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسُلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ ابْنَةِ وَابْنَةِ ابْنِ وَأَخْتِ شَقِيقَةَ فَقَالَ: لَا ابْنَتَهُ النِّصْفَ وَلَا اخْتِ النِّصْفَ وَلَمْ يُوْرثَا ابْنَةَ الْإِبْنِ شَيْئًا وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ سَيَتَابِعُنَا، فَأَتَاهُ الرَّجُلُ فَسَأَلَهُ وَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهِمَا: قَالَ قَدْ ضَلَلْتَ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ وَلَكِنْ سَأَقْضِي فِيهَا بِقَضَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم لابنتہ النصف ولابنة الابن السدس تکملة للثلثین وما بقى ففلاخت الشقیقة فجاء إلى أبی موسی فأخبره بجواب ابن مسعود رضی اللہ عنہ فقال لا تسألونی عن شیئی مادام هذا الحبر فیکم» (زواہ البخاری، والترمذی، وابن ماجہ)

”ہزیریل بن شریبیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس نے کہا: ایک آدمی سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بیٹی پوتی اور عینی بہن کی وراثت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹی آدمی جائیداد لے گی اور باقی آدمی عینی بہن لے گی، اور پوتی وراثت سے محروم ہے۔ اور مزید کہا کہ تم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی جا کر پوچھ لو، وہ بھی ہماری موافقت کریں گے، چنانچہ آدمی ان کے پاس گیا اور مذکورہ مسئلہ کا حل پوچھا۔ اور ان کے جواب میں سے بھی مطلع کیا اور بتایا کہ انہوں نے کہا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھو وہ بھی ہماری موافقت کریں گے۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اگر میں ان کی موافقت کروں گا تو میں ہدایت پر نہیں ہوں گا۔ میں تمہیں اس مسئلہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ سے مطلع کرتا ہوں۔ آپ نے بیٹی کو آدمی جائیداد دی اور پوتی کو چھٹا حصہ (تکملة للثلثین) دیا اور باقی عینی بہن کو دیا۔ تو وہ آدمی دوبارہ سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جواب سے مطلع کیا۔ تو انہوں نے کہا جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے تو مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔“ (بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ)



⑤ باپ کی وراثت

میت کے باپ کی تین حالتیں ہیں

پہلی حالت: باپ بطور عصبہ وارث ہوگا جب میت کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتایا پوتی) موجود نہ ہو۔ اگر باپ اکیلا ہی وارث ہے تو وہ ساری جائیداد لے گا۔ اور اگر اس کے ہمراہ کوئی اور صاحب فرض ہے تو اس کا حصہ دینے کے بعد جو باقی بچے گا وہ باپ کا ہوگا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی اور باپ کو زندہ چھوڑے۔

4		
1	بیوی	$\frac{1}{4}$
3	باپ	ع

حل بیوی ($\frac{1}{4}$) لے گی اور باقی باپ کو بطور عصبہ ملے گا۔
اصل مسئلہ (4) ہے۔ بیوی کو (1) حصہ ملا اور باقی (3) باپ بطور عصبہ لے گا۔

دوسری حالت: باپ کو جائیداد کا ($\frac{1}{6}$) ملے گا، یعنی وہ صاحب الفرض کے حیثیت سے وارث ہوگا۔ جب میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنا باپ اور بیٹا زندہ چھوڑے۔

6		
1	باپ	$\frac{1}{6}$
5	بیٹا	ع

حل باپ ($\frac{1}{6}$) لے گا اور بیٹا بطور عصبہ وارث ہے۔
اصل مسئلہ (6) ہے۔ باپ کو (1) حصہ ملا اور باقی (5) بیٹا لے گا۔

تیسری حالت: باپ دو حصوں کا مستحق ہوگا پہلے $(\frac{1}{6})$ فرضاً پھر عصبہ بن کر باقی لے گا۔ جب میت کی بیٹی یا پوتی موجود ہو۔ لیکن بیٹا اور پوتا موجود نہ ہو۔ اصحاب الفروض کے حصوں کے بعد اگر کوئی حصہ باقی نہ بچا تو وہ صرف $(\frac{1}{6})$ کا وارث ہوگا۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنا باپ اور بیٹی کو زندہ چھوڑا۔

6	حل بیٹی کو $(\frac{1}{2})$ ملے گا۔ باپ کو پہلے $(\frac{1}{6})$ اور پھر جو باقی	
3	بیٹی	$\frac{1}{2}$ بچا اُسے بطور عصبہ ملے گا۔ اصل مسئلہ (6) ہے۔ بیٹی کو
2+1	باپ	$\frac{1}{6}$ ع (3) ملے۔ باپ پہلے ایک حصہ (1) فرضاً اور پھر باقی (2)

بطور عصبہ لے گا۔ اس طرح باپ کو کل (3) ملیں گے۔

مثال ②: ایک عورت فوت ہوئی۔ اس نے اپنی ماں، دو بیٹیاں اور باپ زندہ چھوڑا۔

6	حل ماں کو $(\frac{1}{6})$ ، دو بیٹیوں کو $(\frac{2}{3})$ ملے گا۔ باپ پہلے $(\frac{1}{6})$	
1	ماں	$\frac{1}{6}$ بطور صاحب فرض اور باقی بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ
4	2 بیٹیاں	$\frac{2}{3}$ (6) ہے ماں کو (1) دو بیٹیوں کو (4) باپ کو (1)
0+1	باپ	$\frac{1}{6}$ ع حصہ دینے کے بعد اصل مسئلہ میں سے کچھ باقی نہیں

بچا۔ اس لیے اُسے مزید کچھ نہیں ملے گا۔

باپ کی وراثت کی تینوں حالتوں کی دلیل

قَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ

لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبُوهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ﴾ (سورة النساء: ۱۱/۴)

لفظ ”ولد“ سے مراد بیٹا، بیٹی، پوتا اور پوتی ہے۔ ان کی موجودگی میں باپ کو السدس

($\frac{1}{6}$) ملے گا۔ اور ان کی عدم موجودگی میں اگر وارث ماں اور باپ ہی ہوں تو ماں کو الثلث ($\frac{1}{3}$) ملے گا۔ لیکن آیت مبارکہ میں باپ کے حصے کا ذکر نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ بطور عصبہ باقی جو الثلثین ($\frac{2}{3}$) ہے لے گا۔

اسی طرح اگر باپ کے ہمراہ صرف بیٹی یا پوتی ہو تو باپ اپنا حصہ السدس ($\frac{1}{6}$) لینے کے بعد جو باقی بچے گا وہ بطور عصبہ لے گا۔ کیونکہ وہی بیٹی کی عدم موجودگی میں میت کے قریب ترین مذکر عصبہ ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

«عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَقُّوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ» رواه البخاری و مسلم

”وراثت حق داروں تک دے دو باقی جو بچے تو قریب ترین مرد کے لیے ہے۔“



⑥ ماں کی وراثت

اگر کسی عورت کا بیٹا یا بیٹی فوت ہو جائے تو وہ (ماں) ان کی جائیداد کی وارث ہوتی ہے۔

میراث میں میت کی ماں کی تین حالتیں ہیں

پہلی حالت: ماں جائیداد کے ایک تہائی ($\frac{1}{3}$) حصے کی وارث ہوتی ہے۔ جب میت کی

کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) موجود نہ ہو۔ اور میت کے دو یا دو سے زیادہ

بھائی، بہن یا ایک بھائی اور ایک بہن موجود نہ ہوں۔ چاہے وہ عینی ہوں یا علاتی یا

اخینافی یا مختلط ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اور اپنی ماں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔ یا اپنی ماں اور ایک

بھائی کو زندہ چھوڑا۔

3		
1	ماں	$\frac{1}{3}$
2	چچا بھائی	ع

حل ان دونوں مثالوں میں ماں کو ($\frac{1}{3}$) ملے گا اور

باقی چچا یا بھائی بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (3) ہے۔

ماں کو (1) ملا اور باقی (2) چچا یا بھائی لے گا۔

دوسری حالت: ماں کو چھٹا حصہ ($\frac{1}{6}$) ملے گا۔ جب ماں کے ہمراہ میت کی کوئی اولاد

موجود ہو یا میت کے دو بھائی یا دو بہنیں یا ایک بھائی اور ایک بہن موجود ہو۔ چاہے

وہ وارث ہوں یا کسی وجہ سے وراثت سے محروم ہوں۔

مثال ①: ایک شخص فوت ہو گیا۔ اپنی ماں اور بیٹا کو زندہ چھوڑا۔

6

1	ماں	$\frac{1}{6}$
5	بیٹا	ع

حل، ماں کو بیٹے کی موجودگی کی وجہ سے $(\frac{1}{6})$ ملے گا۔ اور باقی جائیداد بیٹا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (6) ہے ماں کو (1) ملا اور باقی (5) حصے بیٹا لے گا۔

مثال ۲: ایک شخص فوت ہو گیا اور اپنی ماں اور دو عینی بھائی زندہ چھوڑے۔

6

1	ماں	$\frac{1}{6}$
5	2 بھائی	ع

حل ماں کو $(\frac{1}{6})$ ملے گا اور باقی دونوں بھائی بطور عصبہ لیں گے۔ اصل مسئلہ (6) ہے۔ ماں کو (1) ملا۔ اور باقی (5) دونوں بھائی لیں گے۔

تیسری حالت: ماں کو ثلث الباقی $(\frac{1}{3})$ ملتا ہے یہ صرف دو مسئلوں میں ملتا ہے جنہیں عمریتین کہتے ہیں۔ (1) خاوند، ماں اور باپ (2) بیوی، ماں اور باپ، ان دونوں مسئلوں میں خاوند اور بیوی کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو حصے بچتے ہیں ان کا ثلث $(\frac{1}{3})$ ماں کو دیا جائے گا پھر اس کے بعد جو باقی بچے گا اُسے باپ بطور عصبہ لے گا، بشرطیکہ ان دونوں مسئلوں میں، بیٹا، بیٹی یا (ایک سے زیادہ بہن بھائی) موجود نہ ہوں۔

مثال ۱: ایک عورت فوت ہو گئی۔ اپنا خاوند، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔

6

3	خاوند	$\frac{1}{2}$
1	ماں	$\frac{1}{3}$ باقی
2	باپ	ع

حل خاوند کو $(\frac{1}{2})$ ملے گا۔ ماں کو $(\frac{1}{3})$ الباقی اور باقی باپ بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (3) ملے، ماں کو (1) باقی (2) باپ بطور عصبہ لے گا۔

مثال ۲: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔

12

حل

3	بیوی	$\frac{1}{4}$
3	ماں	$\frac{1}{3}$ باقی
6	باپ	ع

بیوی کو ($\frac{1}{4}$) ملے گا۔ ماں کو ($\frac{1}{3}$ الباقی) اور باقی باپ بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (3) ملے۔ ماں کو (3) اور باقی (6) باپ لے گا۔

ماں کی وراثت کی دلیلیں

پہلی اور دوسری حالت کی دلیل

قَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبُوهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ وَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ

السُّدُسُ﴾ (سورة النساء: ۱۱/۴)

تیسری حالت کی دلیل

امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک عورت فوت ہو گئی، اس نے اپنا خاوند، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔ قاعدہ کی رو سے اس کا حل یہ تھا کہ خاوند کو ($\frac{1}{2}$) لیتا ماں ($\frac{1}{3}$) اور جو باقی بچتا اسے باپ لیتا۔ اس کا اصل مسئلہ (6) ہے۔ خاوند کو (3) ملتے ماں کو (2) اور باقی (1) باپ بطور عصبہ لیتا۔ اس تقسیم سے ماں کو باپ سے دو گنا ملا ہے۔ باپ نے امیر المومنین سے شکایت کی کہ ماں جو کہ میری بیوی ہے اسے مجھ سے دو گنا کیسے ملا۔ اور کہا کہ کسی حالت میں بھی بیوی کو خاوند سے دو گنا نہیں ملتا۔ بلکہ اس کے برعکس خاوند ہمیشہ دو گنا لیتا ہے۔ دوسری یہ بات کہ اگر ہم دونوں (ماں، باپ) اکیلے ہی میت کے وارث ہوتے تو قرآن کی رو سے ماں کو ($\frac{1}{3}$) ملتا اور باقی ($\frac{2}{3}$) مجھے

ملتے۔ اس لیے مذکورہ تقسیم صحیح نہیں ہے مجھے میرا حق ملنا چاہیے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کا حل یوں نکالا کہ ہم خاوند کو پہلے اس کا حصہ (1/2) دے دیتے ہیں اور جو جائیداد باقی بچے گی اس میں سے ماں کو (1/3) دیتے ہیں اور جو باقی بچے گا باپ لے گا۔ چنانچہ باپ اس تقسیم پر راضی ہو گیا۔

درحقیقت پہلے مسئلے (خاوند، ماں اور باپ) میں ماں کو (1/6) چھٹا حصہ ملتا ہے اور دوسرے مسئلے (بیوی، ماں، باپ) میں ماں کو (1/4) چوتھا حصہ ملتا ہے، ماں بھی اس تقسیم پر راضی ہوگی کیونکہ اسے ماں کے روپ میں بعض اوقات چھٹا حصہ (1/6) ملتا ہے اور کبھی بیوی کے روپ میں (1/4) بھی ملتا ہے۔

ان دونوں مسئلوں کو المسئلین العمریتین کہا جاتا ہے کیونکہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں واقع ہوئے تھے۔ اس طرح انہیں مسئلین غراوین بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ستاروں کی مانند روشن اور مشہور ہیں۔



④ عینی بہن کی وراثت (الاحت الشقیقة)

عینی بہن میت کی وہ بہن ہے جن کے ماں اور باپ ایک ہی ہوں۔

عینی بہن کی میراث میں پانچ حالتیں ہیں

پہلی حالت: عینی بہن اپنے متوفی بھائی کی جائیداد کا نصف حصہ ($\frac{1}{2}$) لے گی۔ جب وہ

اکیلی ہو اور میت کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) موجود نہ ہو اور نہ ہی باپ، دادا

اور کوئی عینی بھائی موجود ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنی بیوی، عینی بہن اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

4		
1	بیوی	$\frac{1}{4}$
2	عینی بہن	$\frac{1}{2}$
1	چچا	ع

حل بیوی کو ($\frac{1}{4}$) ملے گا، عینی بہن ($\frac{1}{2}$) لے گی اور باقی

جائیداد چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (4) ہے بیوی

کو (1) ملا۔ عینی بہن کو (2) اور باقی (1) چچا لے گا۔

دوسری حالت: بہن کو جائیداد کا دو تہائی حصہ ($\frac{2}{3}$) ملے گا۔ جب وہ ایک سے زیادہ

ہوں۔ اور ان کے ہمراہ میت کی کوئی اولاد، باپ، دادا یا عینی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی ماں، دو عینی بہنیں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

6		
1	ماں	$\frac{1}{6}$
4	2 عینی بہنیں	$\frac{2}{3}$
1	چچا	ع

حل ماں کو ($\frac{1}{6}$) ملے گا کیونکہ دو بہنیں موجود ہیں، دو

بہنوں کو ($\frac{2}{3}$) باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔

اصل مسئلہ (6) ہے ماں (1) لے گی۔ دو بہنیں کو

(4) ہر ایک کو (2) اور باقی (1) چچا لے گا۔

تیسری حالت: عینی بہن چاہے ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں، اپنے عینی بھائی کی موجودگی میں العصبۃ بالغیر بن کر وارث ہوگی ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيْنَ﴾ کی رو سے بھائی دو حصے لے گا اور بہن ایک حصہ لے گی۔ بشرطیکہ میت کی کوئی مذکر اولاد، باپ یا دادا موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنی بیوی، عینی بہن اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

4	4		
1	1	بیوی	1/4
1	3	عینی بہن	ع
2		عینی بھائی	ع

حل اصل مسئلہ (4) ہے بیوی (1/4) یعنی ایک حصہ

لے گی۔ باقی (3) بھائی اور بہن بطور عصبہ لیں

گے۔ بھائی کو (2) اور بہن کو (1) ملے گا۔

چوتھی حالت: عینی بہن میت کی بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں العصبۃ مع الغیر بن کر وارث ہوگی بشرطیکہ میت کی مذکر اولاد (بیٹا، پوتا) باپ، دادا اور عینی بھائی موجود نہ ہوں عینی بہن چاہے ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں۔

مثال: ایک عورت فوت ہو گئی۔ اس نے اپنا خاوند، بیٹی اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

4		
1	خاوند	1/4
2	بیٹی	1/2
1	عینی بہن	ع

حل اس مثال کا اصل مسئلہ (4) ہے۔ خاوند کو (1/4)، (1)

حصہ ملا، بیٹی کو (1/2) یعنی (2) ملے اور باقی (1) عینی

بہن بطور العصبۃ مع الغیر لے گی۔

نوٹ: عینی بہن جب بطور عصبہ مع الغیر وارث بنتی ہے تو وہ عینی بھائی کے درجہ میں ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ علاقہ عینی، علاقہ بھائی کے بیٹے، چچا اور ان کے بیٹوں کو

وارثت سے محروم کر دیتی ہے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی ماں، بیٹی، عینی بہن اور علاقائی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

6		
1	ماں	$\frac{1}{6}$
3	بیٹی	$\frac{1}{2}$
2	عینی بہن	ع
X	علاقائی بھائی	م

حل: اس کا اصل مسئلہ (6) ہے، ماں کو ($\frac{1}{6}$) ایک حصہ ملا۔

بیٹی کو ($\frac{1}{2}$)، (3) ملے۔ اور باقی (2) عینی بہن

بطور عصبہ لے گی۔ اور علاقائی بھائی کو عینی بہن نے وراثت

سے محروم کر دیا۔

پانچویں حالت: عینی بہن مندرجہ ذیل وارثوں کی موجودگی کی وجہ سے وراثت سے محروم

ہوگی۔ ① بیٹا، ② پوتا، ③ باپ، ④ دادا۔

نوٹ: دادا سے متعلق فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک دادا سب

بھائی بہنوں کو وراثت سے محروم کر دیتا ہے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا صرف اخیانی بھائی اور بہن کو وراثت سے محروم کرتا ہے لیکن

عینی اور علاقائی بھائی بہنیں اس کی موجودگی میں وارث ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل

دادا کی وراثت کے باب میں بیان کی جائے گی۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی، بیٹا اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

8		
1	ماں	$\frac{1}{8}$
7	بیٹا	ع
X	عینی بہن	م

حل: بیوی کو ($\frac{1}{8}$) ملے گا۔ اور باقی بیٹا بطور عصبہ لے گا اور

عینی بہن بیٹے کی وجہ سے محروم ہے۔ اصل مسئلہ

(8) ہے، بیوی کو (1) ملا، بیٹے کو باقی (7) حصے ملے

اور عینی بہن محروم ہے۔

مثال ۲: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنی بیوی، باپ اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

4		
1	بیوی	1/4
3	باپ	ع
X	عینی بہن	م

حل، اصل مسئلہ (4) ہے بیوی کو (1/4)، (1) ملا۔ اور باقی

(3) باپ بطور عصبہ لے گا۔ اور عینی بہن باپ

کی وجہ سے وراثت سے محروم ہے۔

عینی بہن کی وراثت کی دلیلیں

پہلی، دوسری، تیسری اور پانچویں حالت کی دلیل

① ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَّةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ
وَلَهُ أُخْتُ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ
كَانَتْ أُثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا التُّلْثَانُ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً
فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ بَيْنَ اللَّهِ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمٌ﴾ (سورة النساء: ۴/۱۷۶)

مذکورہ آیت میں لفظ ”أُخْتُ“ سے مراد عینی اور علاقائی بہن ہے کیونکہ بعض حالتوں میں وہ بطور عصبہ وارث بنتی ہیں۔ اور اس آیت میں اس کا ذکر بھی ہے کہ کب بطور عصبہ وارث ہونگی۔ لفظ ”أُخْتُ“ سے اخیانی بہن ہرگز مراد نہیں۔ کیونکہ وہ بطور عصبہ وارث نہیں ہوتی بلکہ وہ تو اصحاب الفروض میں سے ہے۔ (1/6) اور (1/3) کی وارث ہوتی ہیں۔ نیز اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ باپ، بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں عینی اور علاقائی بہنیں وراثت سے محروم ہو جاتی ہیں۔

آیت میں لفظ ”ولد“ سے مراد بیٹا اور پوتا ہے اس سے بیٹی یا پوتی مراد نہیں ہے۔

کیونکہ آیت «هُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ» میں صراحت ہے کہ ولد یعنی بیٹے کی موجودگی میں عینی بھائی، عینی بہن وارث نہیں ہوتے۔ لیکن بیٹی کی موجودگی میں وہ بطور عصبہ وارث ہوتے ہیں۔

② «قَدْ رَوَى عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سَبْعَ أَخَوَاتٍ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَخَ فِي وَجْهِ، فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَوْصِنِي لِأَخَوَاتِي بِالثُّلُثِ؟ فَقَالَ أَحْسَنَ قُلْتُ بِالشُّطْرِ قَالَ أَحْسَنَ، ثُمَّ خَرَجَ وَتَرَكَنِي، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَقَالَ لَا أَرَاكَ تَمُوتُ فِي وَجْعِكَ هَذَا، وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْزَلَ فَبَيْنَ الَّذِي لِأَخَوَاتِكَ فَجَعَلَ لَهُنَّ الثُّلُثِينَ» (رواه ابوداود)

چوتھی حالت کی دلیل

اس حالت کی دلیل: حدیث ہذیل بن شریبیل ہے جو پوتی کے باب میں مذکور ہے جس میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور عینی بہن کی وراثت سے متعلق پوچھا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: «لِإِبْنَتِهِ النِّصْفَ وَإِلِابْنَةِ الْإِبْنِ السُّدُسَ تَكْمِلَةً لِلثُّلُثِينَ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأَخْتِ الشَّقِيقَةِ» (رواه البخاری، والترمذی، وابن ماجہ)



۸ علاقی بہن کی وراثت

علاقی بہن میت کی وہ بہن ہے جن کا باپ اور میت کا باپ ایک ہی ہو، اور دونوں کی ماں الگ الگ ہوں۔

علاقی بہن کی وراثت میں چھ (6) حالتیں ہیں

پہلی حالت: علاقی بہن اپنے بھائی کی جائیداد کا نصف حصہ ($\frac{1}{2}$) لے گی۔ جب وہ اکیلی ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ، دادا، عینی بھائی، عینی بہن اور علاقی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی، علاقی بہن اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

4		
1	بیوی	$\frac{1}{4}$
2	علاقی بہن	$\frac{1}{2}$
1	چچا	ع

حل بیوی ($\frac{1}{4}$) لے گی، علاقی بہن ($\frac{1}{2}$) اور باقی جائیداد

چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (4) ہے بیوی کو (1)

ملا، علاقی بہن کو (2) اور باقی (1) چچا لے گا۔

دوسری حالت: علاقی بہن جائیداد کا دو تہائی حصہ ($\frac{2}{3}$) لے گی۔ جب وہ ایک سے

زیادہ ہوں۔ اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ، دادا، عینی بھائی، عینی بہن اور

علاقی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اور اپنی بیوی، دو علاقی بہنیں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

12	حل بیوی (1/4) لے گی، دو علاقی بہنیں (2/3) اور باقی چچا	
3	بیوی	1/4
8	2 علاقی بہن	2/3
1	چچا	ع

بظور عصبہ لے گا اصل مسئلہ (12) ہے، بیوی کو (3) ملے گا دو علاقی بہنوں کو (8) ہر ایک کو (4) اور باقی (1) چچا لے گا۔

تیسری حالت: علاقی بہن چاہے ایک ہو یا زیادہ اسے میت کی عینی بہن کی موجودگی میں

ترکہ کا چھٹا حصہ (1/6) «تکملة للثلثین» ملے گا۔ جب میت کی اولاد، باپ، دادا،

عینی بھائی اور علاقی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، عینی بہن، علاقی بہن اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

12	حل بیوی کو (1/4) ملے گا۔ عینی بہن کو (1/2)، علاقی بہن	
3	بیوی	1/4
6	عینی بہن	1/2
2	علاقی بہن	1/6
1	چچا	ع

کو (1/6) «تکملة للثلثین» اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (3) ملے، عینی بہن کو (6) علاقی بہن کو (2) باقی (1) چچا لے گا۔

چوتھی حالت: علاقی بہن چاہے ایک ہو یا زیادہ میت کی بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں بطور

العصبہ مع الغير وارث بنتی ہے۔ جب میت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا، عینی بھائی،

عینی بہن اور علاقی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، بیٹی، پوتی اور علاقی بہن کو زندہ چھوڑا۔

24

حل بیوی کو (1/8)، بیٹی کو (1/2)، پوتی کو (1/6) ملے گا

3	بیوی	1/8
12	بیٹی	1/2
4	پوتی	1/6
5	علاقی بہن	ع

«تکملة للثلثین» اور علاقی بہن بطور العصبۃ مع

الغیر وارث ہے۔ اصل مسئلہ (24) ہے۔ بیوی (3)

بیٹی (12) پوتی (4) لے گی اور باقی (5) علاقی بہن

بطور عصبہ لے گی۔

نوٹ: علاقی بہن جب العصبۃ مع الغیر وارث بنتی ہے تو علاقی بھائی کے درجہ میں ہو جاتی

ہے اور جن وارثوں کو بھائی محروم کرتا ہے یہ بھی انہیں وراثت سے محروم کر دیتی ہے۔

پانچویں حالت: علاقی بہن، علاقی بھائی کی موجودگی میں بطور العصبۃ بالغیر وارث

بنتی ہے۔ جب ان کے ہمراہ میت کا بیٹا، پوتا، باپ اور عینی بھائی موجود نہ ہوں۔

﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَّيْنَ﴾ کی رو سے علاقی بھائی، علاقی بہن سے دو گنا لے گا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، بیٹی، علاقی بھائی اور علاقی بہن کو زندہ چھوڑا۔

8	8
---	---

حل بیوی کو (1/8) بیٹی کو (1/2) ملیں گے اور باقی علاقی

1	1	بیوی	1/8
4	4	بیٹی	1/2
2	3	علاقی بھائی	ع
1		علاقی بہن	ع

بھائی اور علاقی بہن بطور عصبہ لیں گے۔ اصل

مسئلہ (8) ہے بیوی کو (1) ملا۔ بیٹی کو (4) اور

باقی (3) علاقی بھائی بہن لیں گے۔ ان میں سے

علاقی بھائی (2) لے گا اور علاقی بہن (1) لے گی۔

چھٹی حالت: علاقی بہن مندرجہ ذیل وارثوں کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہوگی۔

① بیٹا، ② پوتا، ③ باپ، ④ عینی بھائی، ⑤ عینی بہن جب وہ بطور العصبۃ مع

الغیر وارث بنے، (6) دو یا دو سے زیادہ عینی بہنوں کی موجودگی میں جب وہ

(2/3) دو تہائی کی وارث ہوں۔ اور علاقائی بہن کے ہمراہ علاقائی بھائی موجود نہ ہو۔ اگر بھائی موجود ہو تو دونوں بطور عصبہ باقی ترکہ کے مستحق ہوں گے۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنا بیٹا یا پوتا اور علاقائی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل: ساری جائیداد بیٹا لے گا یا پوتا لے گا۔ علاقائی بہن وراثت سے محروم رہے گی۔

مثال ②: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی ماں، عینی بھائی اور علاقائی بہن کو زندہ چھوڑا۔

6			حل ماں (1/6) لے گی باقی عینی بھائی بطور عصبہ لے گا۔
1	ماں	1/6	علاقائی بہن عینی بھائی کی وجہ سے محروم ہو گئی۔ اصل
5	عینی بھائی	ع	مسئلہ (6) ماں کو (1) ملا۔ باقی (5) عینی بھائی کو ملے
X	علاقائی بہن	م	اور علاقائی بہن وراثت سے محروم ہے۔

مثال ③: ایک عورت فوت ہو گئی۔ اپنا باپ اور علاقائی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل: ساری جائیداد باپ لے گا۔ علاقائی بہن باپ کی موجودگی کی وجہ سے وراثت سے محروم ہے۔

مثال ④: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، بیٹی، عینی بہن اور علاقائی بہن کو زندہ چھوڑا۔

8			حل، اصل مسئلہ (8) ہے بیوی کو (1/8)، (1) حصہ ملے۔
1	بیوی	1/8	بیٹی کو (1/2)، (4) ملے عینی بہن کو بطور العصبہ مع
4	بیٹی	1/2	الغیر باقی (3) ملے۔ علاقائی بہن وراثت سے محروم ہے۔
3	عینی بہن	ع	
X	علاقائی بہن	م	

مثال ⑤: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنی بیوی، دو عینی بہنیں، علاقائی بہن اور چچا کو

زندہ چھوڑا۔

12		
3	بیوی	1/4
8	دو عینی بہنیں	2/3
X	علاقائی بہن	م
1	چچا	ع

حمل، بیوی کو (1/4) ملے گا۔ دو عینی بہنوں کو (2/3) ملیں گے

ان کے درمیان تلتین پورے ہو گئے۔ اس لیے علاقائی بہن

وراثت سے محروم ہو گئی۔ اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔

اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (3) ملے۔ دو عینی بہنوں

کو (8) ہر ایک کو (4) ملے۔ علاقائی بہن محروم ہے اور

باقی (1) چچا لے گا۔

علاقائی بہن کی وراثت کی دلیلیں

علاقائی بہن کو جملہ حالتوں کی دلیلیں وہی ہیں جو عینی بہن کے باب میں مذکورہ ہیں کیونکہ سورہ النساء کی آیت ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَّةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَ لَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنِ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثَّلَاثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَ نِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ بَيْنَ اللَّهِ لَكُمْ أَن تَصِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٥﴾ میں لفظ ”الاخت“ سے مراد عینی بہن ہے اور اس کی عدم موجودگی میں علاقائی بہن کو بھی شامل ہے۔

اس طرح العصبہ مع الغیر کی دلیل حدیث ہزریل بن شریبیل رضی اللہ عنہ ہے جو پوتی کے باب میں مذکور ہے جس میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بہن کو بیٹی کی موجودگی میں بطور عصبہ وارث بنایا ہے۔



مشقی سوال

درج ذیل سوالوں کو حل کریں۔ اصل مسئلہ معلوم کریں، ہر وارث کو اصل مسئلہ سے اس کا حصہ دیں۔ اگر کوئی وارث، وراثت سے محروم ہے تو اس کی وجہ بیان کریں۔ ایک شخص فوت ہو گیا اور درج ذیل وارثوں کو زندہ چھوڑا۔

- ① خاوند، ماں، بیٹی، پوتی۔
- ② ماں، باپ، عینی بھائی۔
- ③ خاوند، ماں، باپ اور بیٹا۔
- ④ بیوی، ماں اور دو عینی بھائی۔
- ⑤ بیوی، ماں، باپ اور علاتی بھائی۔
- ⑥ خاوند، ماں، باپ اور دو عینی بہنیں۔
- ⑦ خاوند، ماں، بیٹی اور چچا۔
- ⑧ بیوی، ماں، بیٹی اور بیٹا۔
- ⑨ بیوی، ماں، عینی بھائی اور عینی بہن۔
- ⑩ خاوند، دو عینی بہنیں، علاتی بہن اور چچا۔



⑨ اخیانی بھائی اور بہن کی وراثت

تعریف: اخیانی بھائی اور بہن میت کے وہ بھائی بہن ہیں جن کی ماں تو ایک ہو لیکن باپ جدا جدا ہوں۔

اخیانی بھائی اور بہن کی وراثت میں تین حالتیں ہیں

پہلی حالت: اخیانی بھائی اور بہن کو جائیداد کا چھٹا حصہ ($\frac{1}{6}$) ملے گا جب وہ اکیلا یا اکیلی ہو اور میت کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) باپ اور دادا موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، اخیانی بھائی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

12			محل بیوی کو ($\frac{1}{4}$) اور اخیانی بھائی کو ($\frac{1}{6}$) ملے گا۔ اور
3	بیوی	$\frac{1}{4}$	باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (12) بیوی کو
2	اخیانی بھائی	$\frac{1}{6}$	(3) اور اخیانی بھائی کو (2) ملے اور باقی (7) چچا
7	چچا	ع	بطور عصبہ لے گا۔

نوٹ: مذکورہ مثال میں اگر اخیانی بھائی کی جگہ اخیانی بہن ہو تو اسے بھی ($\frac{1}{6}$) ہی ملے گا۔

دوسری حالت: اخیانی بھائی اور بہن کو جائیداد کا ایک تہائی حصہ ($\frac{1}{3}$) ملتا ہے۔ اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں۔ چاہے وہ سب بھائی ہوں یا سب بہنیں ہوں یا مختلط ہوں۔ جب میت کی کوئی اولاد، باپ اور دادا موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، ماں، دو اخیانی بہنیں اور چچا زندہ چھوڑا۔

12	حل بیوی کو (1/4)، ماں کو (1/6) اور دو اخیانی بہنوں کو (1/3)	
3	بیوی	1/4
2	ماں	1/6
4	2 اخیانی بہنیں	1/3
3	چچا	ع

ملے گا۔ اور چچا بطور عصبہ وارث ہے۔ اصل مسئلہ (12) ہے۔ بیوی کو (3)، ماں کو (2) اور دو اخیانی بہنوں کو (4) ملے ہر ایک کو (2) اور باقی (3) چچا لے گا۔

نوٹ ①: مذکورہ مثال میں دو بہنوں کی بجائے ایک اخیانی بہن اور ایک اخیانی بھائی ہو تو وہ بھی (1/3) میں برابر شریک گئے۔ اور ہر ایک کو (2، 2) حصے ملے گئے۔

نوٹ ②: اخیانی بھائی اور بہن کبھی بھی بطور عصبہ وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی اخیانی بھائی اپنی بہن سے دو گنا حصہ لیتا ہے۔

تیسری حالت: اخیانی بھائی اور بہن میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) باپ اور دادا کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہوتے ہیں۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، بیٹا اور دو اخیانی بھائی زندہ چھوڑے۔

8	حل بیوی کو (1/8) ملے گا۔ باقی بیٹا بطور عصبہ لے گا۔ اور	
1	بیوی	1/8
7	بیٹا	ع
X	2 اخیانی بھائی	م

دونوں اخیانی بھائی محروم ہیں۔

نوٹ: بیٹے کی جگہ اگر باپ یا دادا ہوں تو پھر بھی دونوں بھائی وراثت سے محروم ہونگے لیکن بیوی کو (1/4) ملے گا۔

مثال ②: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، بیٹی، دو اخیانی بہنیں اور چچا زندہ چھوڑا۔

8		
1	بیوی	1/8
4	بیٹی	1/2
x	2 اخیانی بہنیں	م
3	چچا	ع

حل بیوی کو (1/8) ملے گا۔ بیٹی کو (1/2) دونوں بہنیں، بیٹی کی وجہ سے محروم ہیں اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (8) ہے۔ بیوی کو (1) ملا، بیٹی کو (4) ملے اور باقی (3) چچا لے گا۔ دونوں اخیانی بہنیں وراثت سے محروم ہیں۔

اخیانی بھائی، بہن کی وراثت کی دلیلیں

قَوْلُهُ تَعَالَى فِي سُورَةِ النَّسَاءِ: ﴿إِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوْ امْرَأَةً وَوَلَّهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ﴾ (سورة النساء: 12/4)

مفسرین کے درمیان

لفظ ”كَلَالَةٌ“ کے معنی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک کلالہ اسے کہتے ہیں ”مَنْ لَا وَلَدَ لَهُ وَلَا وَالِدٌ“ یعنی جس کے وارثوں میں کوئی اولاد اور باپ موجود نہ ہو۔ یہ سیدنا ابوبکر، زید بن ثابت، ابن مسعود رضی اللہ عنہم کی رائے ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ سیدنا البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ «قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: يَسْتَفْنُونَكَ فِي الْكَلَالَةِ فَمَا الْكَلَالَةُ؟ قَالَ: تَجْزِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ» (رواه ابوداؤد)۔

مذکورہ آیت ہی آیت الصیف ہے کیونکہ یہ ایام صیف میں نازل ہوئی تھی۔ اس میں اخیانی بھائی اور بہن کی میراث بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ بطور عصبہ بھی وارث نہیں ہوتے۔



المسئلة المشتركة

میراث کے مسائل میں کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ اصحاب الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد عصبہ کے لیے کوئی جائیداد باقی نہیں بچتی حالانکہ وہ بعض دیگر وارثوں کی نسبت میت سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس طرح کا ایک مسئلہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیش آیا۔ جب ایک عورت فوت ہوگی، اپنا خاوند، ماں دو اخیانی بھائی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خاوند کو (1/2) دیا، ماں کو (1/6)، دو اخیانی بھائیوں کو (1/3) دیا اور عینی بھائی کو عصبہ قرار دیا۔ اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (3) ملے، ماں کو (1) اور اخیانی بھائیوں کو (2) اس طرح عینی بھائی کے لیے کچھ باقی نہیں بچا جسے وہ بطور عصبہ لیتا۔ حالانکہ وہ اخیانی بھائیوں کی نسبت میت سے زیادہ قریب ہے۔ پھر ایک سال بعد اسی طرح کا ایک اور مسئلہ درپیش آیا۔ جس میں عینی بھائی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ میرے اخیانی بھائیوں کی ماں اور میری ماں ایک ہی تو ہے لہذا اس ناٹے مجھے بھی کچھ نہ کچھ ملنا چاہے اور مزید وضاحت کی۔ «يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَبْ أَنْ أَبَانَا حَجْرًا مُلْقَى فِي الْيَمِّ - أَلَسْنَا أَوْلَادَ أُمَّ وَاحِدَةٍ - وَفِي رَوَايَةٍ - هَبْ أَنْ أَبَانَا حِمَارًا» ”یعنی امیر المؤمنین آپ تصور کر لیں کہ ہمارا باپ پتھر تھا جس کو سمندر میں پھینک دیا گیا ہو لیکن ہماری ماں تو ایک ہی ہے۔ دوسری روایت میں آپ تصور کریں ہمارا باپ گدھا تھا۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قول کو درست خیال کیا۔ چنانچہ انہوں نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے مشورہ کرنے کے بعد اس مسئلہ کا حل یوں فرمایا کہ عینی بھائی اور اخیانی بھائی سارے کے سارے (1/3) میں برابر کے شریک ہوں گے۔ یعنی عینی بھائی بطور اخیانی بھائی شریک ہوا۔

حل

6		
3	خاوند	1/2
1	ماں	1/6
2	2 اخیانی بھائی	1/3
	عینی بھائی	

اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (3) ملے، ماں کو (1) ملا، دو اخیانی بھائیوں اور عینی بھائی کو (2) ملے۔

امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کی بھی یہی رائے ہے۔ لیکن امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عینی بھائی چونکہ العصبۃ بالنفس ہے اس کے لیے اگر کچھ نہیں بچا تو وہ محروم ہوگا۔

نوٹ: اگر عینی بھائی کے ہمراہ عینی بہن بھی موجود ہو تو وہ بھی عینی اور اخیانی بھائیوں کے ساتھ برابر کی حصہ دار ہوگی۔ اس طرح اخیانی بہن بھی جملہ بھائیوں کے ساتھ برابر کی حصہ دار ہوگی۔

شروط المسئلة المشتركة

مسئلہ مشترکہ میں مندرجہ ذیل شروط کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی کم ہوئی تو وہ مسئلہ مشترکہ نہیں ہوگا۔

- ① مسئلہ میں خاوند کا ہونا ضروری ہے اگر اس کی جگہ بیوی ہو تو پھر مسئلہ مشترکہ نہیں ہوگا۔
- ② اخیانی بھائیوں اور بہنوں کی تعداد کم از کم دو ہو۔ اگر دو سے کم ہوئے تو مسئلہ مشترکہ

نہیں ہوگا۔

- ③ مسئلہ میں عینی بھائی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر اس کی بجائے میت کا علاقائی بھائی ہو تو مسئلہ مشترکہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کی مائیں الگ الگ ہیں۔ علاقائی بھائی محروم ہوگا۔
- ④ اگر عینی بھائی کی بجائے مسئلہ میں عینی بہن ہو تو مسئلہ مشترکہ نہیں ہوگا کیونکہ ایسی صورت میں عینی بہن جائیداد میں (1/2) کی وارث ہوگی۔ اور مسئلہ میں عمول واقع ہوگا۔
- اس مسئلہ کو مسئلہ مشترکہ کے علاوہ ”مسئلہ حماریہ، مسئلہ حجریہ اور مسئلہ یمیہ“ بھی کہا جاتا ہے۔



⑩ دادی اور نانی کی وارثت

دادی سے مراد باپ کی ماں اور باپ کی ماں کی ماں یعنی دادی پڑدادی وغیرہ ہیں۔ اور نانی سے مراد ماں کی ماں اور ماں کی ماں کی ماں یعنی نانی اور پڑنانی وغیرہ ہیں۔ دادا کی ماں کی وارثت کے بارہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی ماں وارث ہے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ وارث نہیں ہے کیونکہ اس کی وارثت کے بارہ میں کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔

دادی اور نانی کی وارثت میں دو حالتیں ہیں

پہلی حالت: دادی اور نانی کو جائیداد کا چھٹا حصہ ($\frac{1}{6}$) ملتا ہے چاہے دادی یا نانی اکیلی ہو چاہے دونوں اکٹھی مسئلہ میں موجود ہوں، اگر وہ دونوں ایک ہی درجہ میں ہوں تو ($\frac{1}{6}$) ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ جب میت کی ماں موجود نہ ہو۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، دادی یا نانی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

12			
3	بیوی	$\frac{1}{4}$	چچا اور بیوی کو ($\frac{1}{4}$)، دادی / نانی کو ($\frac{1}{6}$) ملے گا۔ اور چچا بطور عصبہ وارث ہے۔ اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (3) ملے دادی / نانی کو (2) اور باقی (7) چچا بطور عصبہ لے گا۔
2	دادی / نانی	$\frac{1}{6}$	
7	چچا	ع	

مثال ②: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، دادی، نانی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

12	12		
3	3	بیوی	$\frac{1}{4}$
1	2	دادی	$\frac{1}{6}$
1		نانی	
7	7	چچا	ع

حل بیوی کو $(\frac{1}{4})$ ملا، دادی اور نانی دونوں کو $(\frac{1}{6})$ ملا، اور چچا عاصب ہے۔ اس کا اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (4) ملے دادی اور نانی کو (2) ہر ایک کو (1) ملا، اور باقی (7) چچا بطور عصبہ لے گا۔

دوسری حالت: دادی اور نانی مندرجہ ذیل وارثوں کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہوتی ہیں۔

(i) ماں: میت کی ماں کی موجودگی میں دادی اور نانی دونوں وراثت سے محروم ہوں گی۔
مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی ماں، دادی، نانی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

3			
1	ماں	$\frac{1}{3}$	
X	دادی	م	
X	نانی	م	
2	بھائی	ع	

حل ماں کو $(\frac{1}{3})$ ملا، دادی اور نانی وراثت سے محروم اور بھائی عصبہ ہے۔ اصل مسئلہ (3) ہے۔ ماں کو (1) ملا اور باقی (2) بھائی بطور عصبہ لے گا۔

(ii) باپ: میت کے باپ کی موجودگی سے صرف دادی وراثت سے محروم ہوگی لیکن نانی $(\frac{1}{6})$ کی حقدار ہے۔ لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باپ دادی کو محروم نہیں کرتا،
مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اور اپنا باپ، دادی اور نانی کو زندہ چھوڑا۔

حل: اس مثال میں نانی کو $(\frac{1}{6})$ ملے گا اور باقی جائیداد باپ بطور عصبہ لے گا۔ دادی باپ کی وجہ سے محروم ہوگئی۔

(iii) قریب والی دادی (ام الاب) بعید والی پڑدادی (ام ام الاب) اور پڑنانی (ام

ام الام (کو وراثت سے محروم کر دے گی۔ اسی طرح قریب والی نانی (ام الام) دور والی پڑ نانی اور پڑ دادی کو وراثت سے محروم کر دے گی۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قریب والی نانی دور والی سب داویوں اور نانیوں کو وراثت محروم کر دیتی ہے۔ جبکہ قریب والی دادی صرف دور والی داویوں کو وراثت سے محروم کرتی ہے لیکن دور والی نانیاں قریب والی دادی کے ہمراہ چھٹے حصہ (1/6) میں برابر کی شریک ہوں گی۔

دادی اور نانی کی وراثت کی دلیل

① «عَنْ بَرِيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُونَهَا أُمٌّ» (رواه ابوداود)

② رواه قبيصة بن ذؤيب قال: جَاءَتْ الْجَدَّةُ (أُمُّ الْأُمِّ) إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَ ابْنَتِي مَاتَ وَقَدْ أَخْبَرْتُ أَنْ لِي فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَجِدُ لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنْ حَقٍّ وَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى لَكَ شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ، فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَنْفَذَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ - وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ جَاءَتْ أُمُّ الْأَبِ إِلَيْهِ طَلَبَتْ مِيرَاثَهَا، فَقَالَ أَنْ ذَلِكَ السُّدُسَ بَيْنَكُمَا هُوَ لِمَنْ أَنْفَرَدَ مِنْكُمَا» (رواه ابوداود، موطأ، ابن ماجه، والترمذی وقال حديث حسن صحيح)

③ «عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَثَ جَدَّةٍ سُدُسًا» (رواہ ابن ماجہ)

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دادی اور نانی کی میراث چھٹا حصہ (1/6) ہی ہے۔ وہ ایک ہو یا ایک زیادہ۔ اگر زیادہ ہوں تو چھٹا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔



⑪ دادا کی وارثت

دادا سے مراد میت کے باپ کا باپ اور باپ کے باپ کا باپ ہے۔ اگر میت اور دادا کے درمیان کسی عورت کا واسطہ آجائے (اب ام الاب) اور (اب الام) یعنی نانا، پڑنانا وغیرہ تو ان کو فاسد دادا کہتے ہیں۔ وہ صاحب فرض نہیں ہوتا کیونکہ وہ ذوالارحام میں سے ہے۔

دادا کی میراث میں پانچ حالتیں ہیں

پہلی حالت: دادا بطور عصبہ وارث ہوتا ہے جب میت کا باپ، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنی بیوی اور دادا کو زندہ چھوڑا۔

4		
1	بیوی	$\frac{1}{4}$
3	دادا	ع

حل بیوی کو ($\frac{1}{4}$) ملا۔ اور باقی دادا بطور عصبہ لے گا۔

اصل مسئلہ (4) ہے۔ بیوی کو (1) ملا، اور باقی

(3) دادا لے گا۔

دوسری حالت: دادا کو جائیداد کا چھٹا حصہ ($\frac{1}{6}$) ملتا ہے جب میت کا باپ موجود نہ ہو

لیکن میت کا بیٹا، پوتا موجود ہو۔

مثال: ایک عورت فوت ہو گئی اور اپنا خاوند، دادا اور بیٹا کو زندہ چھوڑا۔

12

حل

3	خاوند	$\frac{1}{4}$
2	دادا	$\frac{1}{6}$
7	بیٹا	ع

خاوند کو ($\frac{1}{4}$) ملے۔ دادا کو ($\frac{1}{6}$) اور بیٹا عاصب ہے۔

اصل مسئلہ (12) ہے خاوند کو (3) اور دادا کو (2) ملے

اور باقی (7) بیٹا بطور عصبہ لے گا۔

تیسری حالت: دادا بطور صاحب فرض اور بطور عصبہ دونوں حیثیتوں سے وارث ہوتا

ہے۔ یعنی پہلے چھٹا حصہ ($\frac{1}{6}$) فرضاً لیتا ہے اور پھر باقی بطور عصبہ لیتا ہے۔ جب

میت کی بیٹی، پوتی موجود ہو لیکن میت کا باپ، بیٹا اور پوتا موجود نہ ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، بیٹی اور دادا کو زندہ چھوڑا۔

24		
3	بیوی	$\frac{1}{8}$
12	بیٹی	$\frac{1}{2}$
5+4	دادا	$\frac{1}{6} + ع$

حل، بیوی ($\frac{1}{8}$) لے گی۔ بیٹی ($\frac{1}{2}$) اور دادا پہلے ($\frac{1}{6}$)

اپنا حصہ لے گا پھر باقی بطور عصبہ لے گا۔ اصل

مسئلہ (24) ہے بیوی کو (3) بیٹی (12) دادا نے

پہلے (4) اپنا حصہ لیا پھر باقی (5) حصے بطور عصبہ

لیے کل (9) لیے۔

چوتھی حالت: اگر میت کا باپ موجود ہو تو دادا وارثت سے محروم ہوگا۔ اس طرح قریب

والے دادا (باپ کا باپ) کی موجودگی میں دور والا دادا (باپ کے باپ کا باپ)

وراثت سے محروم ہوگا۔ یعنی دادا کی موجودگی میں پڑدادا محروم ہوگا کیونکہ قاعدہ

معروف ہے «مَنْ أَدْلَى إِلَى الْمَيِّتِ بِوَأَسْطَةِ لَا يَرِثُ مَعَ وَجُودِ ذَلِكَ

الْوَأَسِطَةِ»۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی ماں، باپ اور دادا زندہ چھوڑا۔

3		
1	ماں	1/3
2	باپ	ع
x	دادا	م

حل ماں (1/3) لے گی اور باقی باپ بطور عصبہ لے گا۔

اور دادا باپ کی موجودگی کی وجہ سے وراثت سے

محروم ہے۔ اصل مسئلہ (3) ہے ماں کو (1) ملا، اور

باقی (3) باپ کو ملے اور دادا محروم ہے۔

دادا کی وراثت کی چار حالتوں کی دلیل

قرآن کریم میں بہت سی آیات میں دادا کو باپ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مثلاً ﴿يَا بَنِي

آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ اس میں کوئی شک نہیں کہ آدم ﷺ ہم

میں سے کسی کے بھی حقیقی باپ نہیں ہیں بلکہ وہ ہم سب کے جد اعلیٰ ہیں۔ اسی طرح

سیدنا یوسف ﷺ کا کہنا ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ﴾ انہوں نے

سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسحاق ﷺ کو باپ کہا ہے حالانکہ وہ دادا اور پڑدادا ہیں۔ اس

سے ثابت ہوتا ہے کہ دادا کی وراثت باپ کی عدم موجودگی میں حقیقی باپ والی ہی

ہے۔ چنانچہ دادا کی وراثت کی دلیلیں وہی ہیں جو باپ کی وراثت کے باب میں

گزر چکی ہیں۔ علاوہ ازیں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ «قَالَ: أَنَّ رَجُلًا

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ ابْنِي مَاتَ فَمَالِي مِنْ مِيرَاثِهِ؟

قَالَ لَكَ السُّدُسُ» (رواہ احمد و ابو داود)

پانچویں حالت: دادا اور بھائیوں کی میراث

اس مسئلہ میں سب فقہاء کا اتفاق ہے کہ اخیانی بھائی اور اخیانی بہن دادا کی موجودگی

میں وراثت سے محروم ہوتے ہیں۔ کیونکہ اخیانی بھائی اور بہن صرف کلالۃ کے وارث

بنتے ہیں اور کلالۃ کے معنی ہیں «مَنْ لَمْ يَتْرِكْ وَالِدًا وَلَا وَلَدًا» چونکہ باپ کی عدم

موجودگی میں دادا اس کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس لیے دادا کی موجودگی میں اخیانی بھائی

بہن وراثت سے محروم ہونگے۔

لیکن عینی اور علاقائی بھائی بہنوں کی وراثت کے بارے میں جب دادا موجود ہو فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا سب بھائی بہنوں یعنی عینی، علاقائی اخیافی کو وراثت سے محروم کر دیتا ہے اور یہی مذہب سیدنا ابوبکر، عبداللہ بن عباس، ابی بن کعب معاذ بن جبل وغیرہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں عینی اور علاقائی بھائی بہن وارث ہونگے اور دادا اور ان کو محروم نہیں کرتا اور یہی مذہب سیدنا علی، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے نیز امام ابوحنیفہ کے تلامیذ ابو یوسف اور محمد بن الحسن کا بھی یہی قول ہے۔ اور یہی مذہب اولہ کے لحاظ سے راجح معلوم ہوتا ہے۔

عینی، علاقائی بھائی بہنوں کی موجودگی میں دادا کی وراثت کی تین حالتیں ہیں

پہلی حالت: اگر دادا کے ہمراہ صرف عینی بھائی اور عینی بہن یا صرف علاقائی بھائی اور علاقائی بہن ہوں اور مسئلہ میں ان کے ساتھ صاحب فرض (خاوند، بیوی، بیٹی، پوتی، یا ماں) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو دادا کو اس صورت میں کل جائیداد کا ایک تہائی $(\frac{1}{3})$ یا مقاسمہ میں سے جو بہتر ہوگا وہ دیا جائے گا۔

مقاسمہ کی تعریف: مقاسمہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی [آپس میں تقسیم کرنا ہے] لیکن علم الفرائض کی اصطلاح میں ”دادا کو عینی بھائی اور علاقائی بھائی تصور کیا جائے گا۔ اور ان کے ہمراہ بطور عصبہ وارث ہوگا۔ عینی اور علاقائی بہن سے دو گنا لے گا۔“

نوٹ ①: اگر دادا کے ہمراہ دو بھائی یا چار بہنیں ہوں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں تو

دادا کے لیے $(\frac{1}{3})$ اور مقاسمہ دونوں برابر ہونگے۔

② اگر دادا کے ہمراہ ایک عینی بھائی یا دو عینی بہنیں یا ایک غلاتی بھائی یا دو غلاتی بہنیں ہوں تو دادا کے لیے مقاسمہ بہتر ہوگا۔

③ اگر دادا کے ہمراہ تین عینی بھائی یا چھ عینی بہنیں یا اس سے زیادہ ہوں تو دادا کے لیے جائیداد کا $(\frac{1}{3})$ بہتر ہوگا۔

مثال ①: دادا کے لیے مقاسمہ اور $(\frac{1}{3})$ دونوں برابر ہیں ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنا دادا دو عینی بھائی یا دو غلاتی بھائی زندہ چھوڑے۔

3		
1	دادا	مقاسمہ
2	2 عینی بھائی	

3		
1	دادا	$\frac{1}{3}$
2	2 عینی بھائی	ع

دادا کے لیے مقاسمہ اور $(\frac{1}{3})$ دونوں برابر ہیں۔ اصل مسئلہ (③) ہے دادا کو دونوں حالتوں میں (①) ملتا ہے۔

مثال ②: دادا کے لیے مقاسمہ بہتر ہے۔ ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنا دادا اور ایک عینی بھائی زندہ چھوڑا یا دادا اور دو عینی بہنیں زندہ چھوڑیں۔

2		
1	دادا	مقاسمہ
1	1 عینی بھائی	

3		
1	دادا	$\frac{1}{3}$
2	1 عینی بھائی	ع

اگر دادا کو $(\frac{1}{3})$ دیں تو بھائی کو دادا سے دو گنا ملتا ہے۔ اس لیے دادا کے لیے مقاسمہ

بہتر ہے جس میں دادا کو آدھی جائیداد ملتی ہے۔

مثال ۳: دادا کے لیے جائیداد کا $(\frac{1}{3})$ بہتر ہے۔ ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنا دادا اور تین عینی یا علاقائی بھائی زندہ چھوڑے۔

4		
1	دادا	مقاسمہ
3	3 عینی بھائی	

3		
1	دادا	$\frac{1}{3}$
2	3 عینی بھائی	ع

حل

اگر دادا کو جائیداد کا $(\frac{1}{3})$ دیں تو دادا کو تین عینی بھائیوں کی نسبت زیادہ ملتا ہے اور مقاسمہ کی صورت میں دادا کو $(\frac{1}{4})$ ملتا ہے۔ چنانچہ $(\frac{1}{3})$ دادا کے لیے بہتر ہے۔

دوسری حالت: اگر دادا کے ہمراہ عینی بھائی بہن اور علاقائی بھائی بہن دونوں موجود ہوں تو عینی اور علاقائی بھائی ایک گروپ بنا کر دادا کو جائیداد کا $(\frac{1}{3})$ حصہ لینے پر مجبور کر دیتے ہیں اور جب دادا اپنا حصہ لے لیتا ہے تو عینی بھائی اپنے علاقائی بھائی کو وراثت سے محروم کر دیتا ہے اور باقی جائیداد یعنی $(\frac{2}{3})$ وہ اکیلا ہی لے لیتا ہے۔ جب مسئلہ میں ان کے ساتھ کوئی صاحب فرض (خاوند، بیوی، بیٹی، پوتی، ماں) موجود نہ ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اپنا دادا، عینی بھائی اور دو علاقائی بھائی زندہ چھوڑے۔

3		
1	دادا	$\frac{1}{3}$
2	عینی بھائی	ع
x	2 علاقائی بھائی	م

حل اس مثال میں عینی اور علاقائی بھائیوں نے گروپ کر بنا

دادا کو $(\frac{1}{3})$ لینے پر مجبور کر دیا کیونکہ مقاسمہ کی نسبت

$(\frac{1}{3})$ دادا کے لیے بہتر ہے۔ اصل مسئلہ (3) ہے دادا

کو (1) ملا، اور باقی (2) تین بھائیوں کو ملے لیکن

بعد میں عینی بھائی، علاقائی بھائیوں کو محروم کر کے خود (2) لے لیتا ہے۔

نوٹ: اگر دادا کے ہمراہ عینی بھائی کی بجائے ایک عینی بہن اور علاقائی بھائی ہوں تو اس صورت میں دادا کو اس کا حصہ دینے کے بعد عینی بہن کو کل جائیداد کا $(\frac{1}{2})$ یا $(\frac{2}{3})$ اگر ایک سے زیادہ ہوں ملے گا۔ اب اگر کچھ باقی بچا تو وہ علاقائی بھائی کو مل جائے گا ورنہ علاقائی بھائی کو کچھ نہیں ملے گا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنا دادا، دو عینی بہنیں اور علاقائی بھائی زندہ چھوڑا۔

6	حل، اس مثال میں دادا کے لیے $(\frac{1}{3})$ اور مقاسمہ	
2	دادا	مقاسمہ (2) ہے دادا کو (2)
4	2 عینی بہنیں	$\frac{2}{3}$ ملے دو عینی بہنوں کو $(\frac{2}{3})$ ، (4) ملے اور علاقائی بھائی
x	علاقائی بھائی	ع کے لیے کچھ نہیں بچا۔ اس لیے وہ محروم ہے۔

تیسری حالت: اگر دادا اور بھائیوں کے ہمراہ کوئی صاحب فرض ہو تو دادا کو کل جائیداد کا چھٹا حصہ $(\frac{1}{6})$ یا مقاسمہ یا ثلث الباقی (صاحب فرض کو اس کا حصہ دینے کے بعد جو بچے گا اس کا ایک تھائی $(\frac{1}{3})$) میں سے جو حصہ زیادہ ہوگا وہ دادا لے گا۔ لیکن کسی حالت میں بھی دادا کو $(\frac{1}{6})$ سے کم نہیں دیا جائے گا۔ اگر کسی مسئلہ میں اصحاب الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد صرف $(\frac{1}{6})$ ہی بچے تو وہ دادا لے گا اور بھائی محروم ہوں گے۔ اسی طرح اگر کسی مسئلہ میں باقی $(\frac{1}{6})$ سے کم ہوں تو دادا کو $(\frac{1}{6})$ ضرور دیا جائے گا۔ اور بھائی محروم ہونگے اور مسئلہ میں عمول واقع ہوگا۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی ماں، دو بیٹیاں، دادا اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

6	حل اصل مسئلہ (6) ہے ماں کو (1/6) (1) ملا دو بیٹیوں	
1	ماں	1/6
4	2 بیٹیاں	2/3
1	دادا	1/6
X	عینی بھائی	ع

کو (2/3)، (4) ملے اور باقی (1/6) (1) بچا وہ دادا لے گا۔ اور بھائی محروم ہوگا۔

مثال ۴: ایک عورت فوت ہوگئی اپنا خاوند، دو بیٹیاں، دادا اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

13/12	حل، اصل مسئلہ (12) ہے خاوند کو (1/4)، (3) ملے۔	
3	خاوند	1/4
8	2 بیٹیاں	2/3
2	دادا	1/6
X	عینی بھائی	ع

دو بیٹیوں کو (2/3)، (8) ملے۔ ان کا حصہ دینے کے بعد باقی (1/6) سے کم بچتا ہے۔ چنانچہ دادا کا (1/6) مکمل کیا۔ اصل مسئلہ (12) سے (13) ہو گیا۔ یعنی مسئلہ میں عول واقع ہوگی۔ اور عینی بھائی محروم ہو گیا۔

المسئلة الاكدرية

ایک عورت فوت ہوگئی۔ اپنا خاوند، ماں، دادا اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

6	حل اگر اس مسئلہ کو اصولی طور پر حل کیا جائے تو اس	
3	خاوند	1/2
2	ماں	1/3
1	دادا	1/6
	عینی بہن	

کا اصل (6) ہے۔ خاوند کو (1/2)، (3) ملے، ماں کو (1/3)، (2) ملے اور باقی چھٹا حصہ (1) بچتا ہے۔ اب اگر دادا کو مقاسمہ یا ثلث الباقی دیں۔ تو دادا کو چھٹے حصہ (1/6) سے کم ملتا ہے۔ اور یہ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اصول کے خلاف ہے کہ دادا کو (1/6) سے کم نہیں ملنا

چاہیے۔ اور اگر دادا کو باقی حصہ $(\frac{1}{6})$ ، (1) دیں تو عینی کو کچھ نہیں ملتا یہ بھی ان کے اصول کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ صاحبہ فرض ہے اولاد اور باپ کی عدم موجودگی میں اس کا حصہ $(\frac{1}{2})$ بنتا ہے۔ اگر اسے اس کا حصہ $(\frac{1}{2})$ دیں تو اسے دادا سے زیادہ ملتا ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ وہ دادا کے ہمراہ بطور عصبہ وارث ہوتی ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس طرح حل کیا۔

27	$= 3 \times 9 / 6$			حل: اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو $(\frac{1}{2})$ ، (3) ملے،
9	3×3	3	خاوند	$\frac{1}{2}$ ماں کو $(\frac{1}{3})$ ، (2)، دادا کو $(\frac{1}{6})$ ، (1) اور
6	3×2	2	ماں	عینی بہن کو $(\frac{1}{2})$ ، (3) ملے۔ اس طرح سب
8	3×4	1	دادا	حصوں کا مجموعہ $(9=3+1+2+3)$ ہو گیا
4	$12=$	3	عینی بہن	اور مسئلہ میں عول واقع ہو گیا۔ اب دادا اور

عینی بہن کے حصوں کو اکٹھا کیا $(4=3+1)$ تو ان کا مجموعہ (4) ہے اسے دادا اور عینی بہن کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے تحت تقسیم کیا جو کہ ممکن نہیں کیونکہ ان میں کسر آتی ہے۔ چنانچہ دادا اور عینی بہن کے رروس (3) کو عول (9) سے ضرب دیا۔ اور جواب $(27=3 \times 9)$ مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر خاوند، ماں کے حصوں کو بھی (3) سے ضرب دیا۔ نیز دادا اور عینی بہن کے حصوں کے مجموعہ (4) کو بھی (3) سے ضرب دیا تو جواب $(12=3 \times 4)$ کو ان کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے تحت تقسیم کیا۔

نتیجہ کے طور پر خاوند کو (9) ماں کو (6) دادا کو (8) اور عینی بہن کو (4) ملے۔

وجہ تسمیہ: اس مسئلہ کو اکدریہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ جو عورت فوت ہوگئی تھی اس کا تعلق اکدر نامی گاؤں سے تھا یا وہ بنی اکدر قبیلہ سے تھی۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ

اس نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اصولوں کو مکرر کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دادا اور بھائیوں والے مسئلہ میں عول نہیں آتا لیکن اس مسئلہ میں عول واقع ہو گیا ہے۔ یہ بھی ان کا کہنا ہے کہ دادا کے ہمراہ عینی بہن صاحبہ فرض نہیں بنتی بلکہ عصبہ بنتی ہے۔ اس مسئلہ میں عینی بہن کہ قرآنی حصہ (1/2) دینا پڑا۔ ان اسباب کی وجہ سے اس مسئلہ کو اکدریہ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: مسئلہ اکدریہ کے لیے ضروری ہے کہ صرف مندرجہ ذیل وارث ہی ہوں۔
 (1) خاوند، (2) ماں، (3) دادا، (4) عینی یا علاقائی بہن اگر عینی بہن کی بجائے عینی بھائی ہو تو مسئلہ اکدریہ نہیں ہوگا۔ اور (1/6) دادا لے لیگا۔ اور بھائی محروم ہوگا۔ اسی طرح اگر مسئلہ میں دو بہنیں ہوں تو پھر بھی اکدریہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں ماں کو (1/3) کی بجائے (1/6) ملے گا۔ پھر چھٹا حصہ (1/6) اور مقاسمہ دادا کے لیے برابر ہونگے۔ اور اگر مسئلہ میں بہن اور بھائی دونوں موجود ہوں تو دادا کے لیے چھٹا حصہ (1/6) بہتر ہوگا اور باقی بہن اور بھائی ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيْنَ﴾ کے تحت آپس میں تقسیم کریں گے۔



مشقی سوال

مندرجہ ذیل سوالوں کو حل کریں۔ اصل مسئلہ معلوم کریں۔ ہر وارث کو اس کا حصہ دیں۔ اگر کوئی وارث محروم ہے تو اس کا سبب بیان کریں۔ ایک شخص فوت ہو گیا اور درج ذیل وارثوں کو زندہ چھوڑا۔

- ① بیوی، ماں، دو اخیانی بہنیں اور عینی بہن اور چچا۔
- ② خاوند، ماں، دو اخیانی بہنیں اور عینی بہن۔
- ③ بیوی، ماں، دادی، نانی، عینی بہن اور چچا۔
- ④ خاوند، دادی، بیٹی، پوتی اور چچا۔
- ⑤ بیوی، ماں، دو علاقائی بہنیں، اخیانی بھائی اور چچا۔
- ⑥ بیوی، دو بیٹیاں، پوتی اور پوتا۔
- ⑦ خاوند، ماں، بیٹی، دو پوتیاں، عینی بھائی۔
- ⑧ بیوی، نانی، پوتی، عینی بہن اور چچا۔
- ⑨ خاوند، ماں، باپ اور دو عینی بھائی۔
- ⑩ ماں، باپ، دادا، بیٹا اور پوتا۔



باب الحجب (حجب کی بحث)

حجب کے لغوی معنی: حجب روکنا اور منع کرنے کے معنی میں آتا ہے، قرآن کریم میں ہے ﴿كَأَنَّمَا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ لَمَحْجُوبُونَ﴾ حجاب (پردہ) اور حاجب (دربان) اس کے ماخوذ ہیں۔

اصطلاحی معنی: میراث میں حجب سے مراد کسی وارث کو دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے کلیۃً محروم کرنا ہے یا کسی وارث کے بڑے حصے میں کمی کرنا ہے مثلاً بیٹے کی موجودگی میں بھائی کلیۃً محروم ہو جاتا ہے اس طرح اولاد کی موجودگی میں ماں ایک تہائی ($\frac{1}{3}$) کی بجائے چھٹا حصہ ($\frac{1}{6}$) لیتی ہے۔

حجب کی اقسام: حجب کی دو قسمیں ہیں۔

① حجب حرمان ② حجب نقصان

حجب حرمان کی تعریف: کسی وارث کو دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے جائیداد سے کلیۃً محروم کرنے کو حجب حرمان کہتے ہیں۔ مثلاً: بیٹے کی موجودگی میں پوتا وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

حجب حرمان کا اطلاق باپ، ماں، خاوند، بیوی، بیٹا، بیٹی۔ یعنی ان چھ افراد کے علاوہ باقی سب وارثوں پر ہوتا ہے۔

حجب حرمان کی بنیاد دو قاعدوں پر ہے

① جس وارث کا تعلق میت کے ساتھ کسی واسطے سے ہو تو اس واسطے کی موجودگی میں

وہ شخص وراثت سے محروم ہوگا۔ مثلاً پوتے کا میت سے تعلق اس کے بیٹے کے واسطے سے ہے اس لیے پوتا بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتا۔ اسی طرح میت کے ساتھ نانی کا تعلق ماں کے واسطے سے ہے لہذا ماں کی موجودگی میں نانی محروم ہوتی ہے۔

② جو وارث رشتہ میں میت سے زیادہ قریب ہوگا وہ وارث ہوگا جو بعید ہوگا وہ وارث نہیں ہوگا «الاقرب فالأقرب» جیسا العصبۃ بالنفس کی تربیت میں ذکر ہو چکا ہے۔ یعنی بھائی کی نسبت بیٹا میت سے زیادہ قریب ہے اس لیے بیٹا وارث ہوگا اس کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں ہوگا۔

حجب نقصان کی تعریف

کسی وارث کو دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے اسے اس کے بڑے حصہ سے محروم کر کے چھوٹا حصہ کا حقدار بنانے کی حجب نقصان کہتے ہیں۔ مثلاً خاوند کو میت کی اولاد کی موجودگی میں نصف حصہ (1/2) کی بجائے چوتھا حصہ (1/4) ملتا ہے۔

حجب نقصان سے متاثرہ افراد: حجب نقصان سے خاوند، بیوی، ماں، پوتی اور علاتی بہن یعنی صرف پانچ افراد متاثر ہوتے ہیں۔

① خاوند میت کی اولاد کی موجودگی میں (1/2) حصہ سے محروم ہو کر (1/4) کا وارث بنتا ہے۔

② بیوی میت کی اولاد کی موجودگی میں (1/4) حصہ سے محروم ہو کر (1/8) کی وارث ہوتی ہے۔

③ ماں اولاد کی موجودگی میں یا میت کے دو بھائیوں یا دو بہنوں کی موجودگی میں (1/3) سے محروم ہو کر (1/6) کی وارث بنتی ہے۔

④ پوتی میت کی ایک بیٹی کی موجودگی میں اپنے بڑے حصہ (1/2) سے محروم ہو کر (1/6) کی وارث بنتی ہے۔

⑤ علاقہ بہن ایک عینی بہن کی موجودگی میں اپنے بڑے حصے (1/2) سے محروم ہو کر (1/6) کی وارث بنتی ہے۔

⑥ بیٹی، بیٹے کی موجودگی میں اپنے بڑے حصے (1/2) سے محروم ہو کر، العصبہ بالغیر بن کر کم لیتی ہے۔

نوٹ ①: جو شخص میراث کے مانع کی وجہ سے وراثت کا اہل نہیں ہوتا مثلاً کافر یا میت کا قاتل یہ کسی دوسرے وارث کے لیے حج حرام یا حج نقصان کا سبب نہیں ہوگا۔ خدا نخواستہ اگر بیٹا کافر ہے تو اس کی موجودگی میں خاوند اپنا بڑا حصہ (1/2) لے گا۔ اسی طرح اس کی موجودگی میں پوتیا یا بھائی وراثت سے محروم نہیں ہونگے۔

② اگر کوئی وارث کسی دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے محجوب ہے تو وہ دوسرے وارثوں کے لیے حج نقصان کا سبب بن سکتا ہے مثلاً میت کے دو یا دو سے زیادہ بھائی میت کے باپ کی موجودگی میں وارث نہیں بنتے لیکن ان کی موجودگی ماں کا حصہ کم کر دیتی ہے یعنی وہ (1/3) کی بجائے (1/6) کی حقدار ہوگی۔



النسب الأربعة (نسبتوں کا بیان)

میراث کے مسائل کو حل کرنے کے لیے چار نسبتوں کا جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ اصل مسئلہ کی تصحیح کے عمل میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ درج ذیل ہیں۔

① التماثل ② التداخل ③ التباين ④ التوافق

① التماثل: اگر دو عدد مساوی ہوں تو ان کے درمیان تماثل کی نسبت پائی جاتی ہے۔

مثلاً (2، 2)، (3، 3) یا (5، 5)۔

② التداخل: دو عددوں میں سے ایک چھوٹا ہو اور دوسرا بڑا لیکن اس طرح کہ چھوٹا

عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کر دے اور باقی کچھ نہ بچے تو ان کے درمیان تداخل کی نسبت پائی جاتی ہے۔ مثلاً (3 اور 6) اس میں (3) اپنے سے بڑے عدد (6) کو

پورا پورا تقسیم کر دیتا ہے اس طرح (4 اور 8) اس میں (4) اپنے سے بڑے عدد (8) کو پورا پورا تقسیم کر دیتا ہے۔

③ التباين: ایسے دو عدد جن میں چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم نہ کرے۔ اور نہ

ہی کوئی تیسرا عدد ان کو پورا پورا تقسیم کرے۔ تو ان کے درمیان تباين کی نسبت پائی جاتی ہے۔ مثلاً (5 اور 7) یا (7 اور 12) وغیرہ وغیرہ۔

④ التوافق: دو عدد ایسے ہوں کہ چھوٹا عدد اپنے سے بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم نہ

کرے، لیکن کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے۔ مثلاً (8 اور 12) ان

باب التصحیح (مسائل کی تصحیح)

وراثت کے بعض مسائل میں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وارثوں کو جو حصہ اصل مسئلہ سے ملتا ہے وہ ان کے عدد رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا بلکہ ان کے حصوں میں کسر واقع ہو جاتی ہے۔ اس کسر کو رفع کرنے کے لیے ہم اصل مسئلہ کو کسی مناسب عدد سے ضرب دے کر دوسرا نیا اصل مسئلہ دریافت کرتے ہیں جس سے ہر وارث اپنا اپنا حصہ بغیر کسر وصول کرتا ہے۔ اس عملیہ کو تصحیح کہتے ہیں۔

مثال: ایک آدمی اپنی دو بیویوں اور دو عینی بھائیوں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

4	اصل مسئلہ (4) ہے دو بیویوں کو $(\frac{1}{4})(1)$ ملا، دو	
1	2 بیویاں	$\frac{1}{4}$ بھائیوں کو باقی (3) ملے۔ بیویوں اور بھائیوں کا
3	2 عینی بھائی	حصہ ان کے رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہیں ہو رہا۔ ع

اس لیے ہمیں مسئلہ کے اصل (4) کی تصحیح کی ضرورت ہے۔

اصل کی تصحیح کرنے کا طریقہ

قاعدہ ①: اگر کسی مسئلہ میں وارثوں کے صرف ایک فریق کا حصہ ان کے رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہ ہوتا ہو، تو ان کے رؤوس اور ان کے حصے کے درمیان چار نسبتوں میں سے ایک نسبت ضرور پائی جائے گی۔

(1) اگر رؤوس اور ان کے حصے کے درمیان تباہی کی نسبت ہو تو رؤوس کی تعداد کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر رؤوس

دونوں کو (4) پورا پورا تقسیم کرتا ہے اسی طرح (6 اور 8) ان کو (2) تقسیم کرتا ہے۔
 اگر ان دو عددوں کو (2) تقسیم کرے۔ تو کہتے ہیں کہ ان کے درمیان توافق
 بالنصف ہے۔ اگر دونوں کو (3) تقسیم کرے تو کہتے ہیں کہ ان کے درمیان توافق
 بالثلث ہے۔ اور اگر (5) تقسیم کرے تو توافق بالخمیس کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔
 نوٹ: التداخل کی نسبت میں جب چھوٹا عدد اپنے سے بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کر
 دیتا ہے تو اسے بھی توافق میں شمار کرتے ہیں مثلاً (6 اور 12) میں (6) بڑے
 عدد (12) کو پورا پورا تقسیم کر دیتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان
 توافق بالسدس ہے۔



کی تعداد کو ہر وارث کے حصہ میں ضرب دے کر جواب ہر فریق کے سامنے تصحیح کے نیچے تحریر کریں گے۔

مثال: بیوی فوت ہوگئی۔ اپنا خاوند، تین بیٹیاں اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

36	3x12			حل اصل مسئلہ (12) ہے۔ خاوند کو (1/4)
9	3x3	خاوند	1/4	(3) ملے۔ 3 بیٹیوں کو (2/3) (8) ملے
24	3x8	3 بیٹیاں	2/3	باقی (1) بھائی کو بطور عصبہ ملا، 3 بیٹیوں
3	3x1	عینی بھائی	ع	کا حصہ (8) ان کے روؤس پر پورا پورا

تقسیم نہیں ہو رہا۔ (3) اور (8) کے درمیان تباہی کی نسبت ہے لہذا (3) کو اصل مسئلہ (12) سے ضرب دی (36 = 3x12) حاصل ضرب (36) اس مسئلہ کی تصحیح ہے۔ اور پھر (3) کو خاوند، بیٹیوں اور بھائی کے حصوں سے ضرب دیا۔ اس کے نتیجہ میں خاوند کو (9)، 3 بیٹیوں کو (24) ہر ایک کو (8) اور عینی بھائی کو (3) ملے۔

(ب) اگر کسی ایک فریق کے روؤس اور اس کے حصہ کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو روؤس کی تعداد کو ان کے توافق سے تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے جواب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیتے ہیں اور حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر اس وفق سے ہر وارث کے حصہ سے ضرب دیتے ہیں۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، 6 بیٹیاں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

36	3x12			حل اصل مسئلہ (12) ہے۔ خاوند کو (1/4)
9	3x3	خاوند	1/4	(3) ملے۔ 6 بیٹیوں کو (2/3) (8) ملے
24	3x8	6 بیٹیاں	2/3	چچا کو باقی (1) ملا۔ بیٹیوں کے روؤس
3	3x1	چچا	ع	(6) اور ان کے حصہ (8) کے درمیان

توافق بالصف ہے۔ لہذا (6) کو (2) سے تقسیم کیا۔ $(3 = 2 \div 6)$ حاصل تقسیم (3) کو اصل مسئلہ (12) سے ضرب دیا $(36 = 3 \times 12)$ حاصل ضرب (36) مسئلہ کی تصحیح ہے۔ پھر ہر وارث کے حصوں کو (3) سے ضرب دیا۔ چنانچہ خاوند کو (9) ملے۔ 6 بیٹیوں کو (24) ہر ایک کو (4) ملے اور چچا کو (3) ملے۔

(ج) اگر کسی ایک فریق کے رؤوس اور ان کے حصہ کے درمیان تداخل کی نسبت ہو تو اسے حل کرنے کے لیے توافق کی نسبت والا عمل ہی کیا جائے گا۔

مثال: ایک شخص فوت ہو گیا۔ ماں، 8 بیٹیاں اور بھائی کو زند چھوڑا۔

12	2x6		
2	2x1	ماں	1/6
8	2x4	8 بیٹیاں	2/3
2	2x1	بھائی	ع

حل، اصل مسئلہ (6) ہے ماں کو $(1/6)$ (1)

ملا 8 بیٹیوں کو $(2/3)$ (4) ملے بھائی حصہ

ہے اسے باقی (1) ملا۔ 8 بیٹیوں اور ان

کے حصہ (4) کے درمیان توافق بالربع

ہے لہذا بیٹیوں کے رؤوس (8) کو (4) سے تقسیم کیا۔ $(2 = 4 \div 8)$ حاصل تقسیم (2) کو اصل مسئلہ (6) سے ضرب دیا۔ $(12 = 2 \times 6)$ حاصل ضرب (12) مسئلہ کی تصحیح ہے۔ نیز ہر وارث کے حصہ کو بھی (2) سے ضرب دیا۔ چنانچہ ماں کو (2)، 8 بیٹیوں کو (8) ہر ایک کو (1) اور بھائی کو (2) ملے۔

قاعدہ ۲: اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ فریقوں کے حصے ان کے رؤوس پر پورے

پورے تقسیم نہ ہوتے ہوں تو ان کے اصل مسئلہ کی تصحیح کے لیے دو طریقے ہیں۔ پہلا

طریقہ میراث کی کتابوں میں موجود ہے اور چار نسبتوں کے ذریعے اصل مسئلہ کی تصحیح

کی جاتی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

(۱) جب کسی مسئلہ میں دو یا دو سے زیادہ فریقوں کے رؤوس پر ان کے حصے پورے

پورے تقسیم نہ ہوتے ہوں اور سب فریقوں کے رؤوس کے درمیان تماثل کی نسبت ہو۔ تو کسی ایک فریق کے عدد رؤوس کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب اصل مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر اسی عدد سے ہر فریق کے حصوں سے بھی ضرب دیں گے۔

مثال: ایک شخص فوت ہو گیا۔ اپنی 3 بیویاں، 3 بیٹیاں اور 3 چچے زندہ چھوڑے۔

72	3x24		
9	3x3	3 بیویاں	1/8
48	3x16	3 بیٹیاں	2/3
15	3x5	3 چچے	ع

حل اصل مسئلہ (24) ہے۔ 3 بیویوں کو (1/8)

(3) ملے۔ 3 بیٹیوں کو (2/3) (16) ملے

ملے اور 3 چچے عصبہ ہیں انہیں باقی (5)

ملے۔ بیٹیوں اور چچاؤں کے حصے ان

کے رؤوس پر پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ بیوی، بیٹیوں اور چچاؤں کے رؤوس کے درمیان تماثل کی نسبت ہے۔ لہذا (3) سے اصل مسئلہ (24) میں ضرب دیں گے۔ (72 = 3x24) حاصل ضرب (72) مسئلہ کی تصحیح ہے۔ پھر ہر فریق کے حصہ کو بھی (3) سے ضرب دیں گے۔ اس طرح 3 بیویوں کو (9) ملے ہر ایک کو (3)، 3 بیٹیوں کو (48) ملے ہر بیٹی کو (16) اور 3 چچاؤں کو (15) ملے۔ ہر ایک کو (5)۔

(ب) اگر سب فریقوں کے رؤوس کے درمیان تداخل کی نسبت ہو تو سب سے بڑے عدد کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہوگی نیز اسی عدد سے ہر فریق کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی (4) بیویوں، 3 اخیانی بہنوں اور (12) عینی بھائیوں کو زندہ چھوڑا۔

144	12x12		
36	12x3	4 بیویاں	1/4
48	12x4	3 اخیانی بہنیں	1/3
60	12x5	12 عینی بھائی	ع

حل اصل مسئلہ (12) ہے۔ 4 بیویوں کو (3)

ملے، 3 اخیانی بہنوں کو (4) ملے اور (12)

بھائیوں کو باقی (5) ملے۔ اس مثال میں

ہر فریق کے رؤوس پر ان کے حصوں کی

تقسیم میں کسر واقع ہوئی ہے۔ لیکن ان کے رؤوس 4، 3 اور 12 کے درمیان تداخل

کی نسبت ہے۔ اس لیے ان میں سے بڑے عدد (12) سے اصل مسئلہ (12) کو

ضرب دیں گے (144 = 12x12) حاصل ضرب (144) مسئلہ کی تصحیح ہے اس طرح

(4) بیویوں کو (36) ملے ہر بیوی کو (9) 3 اخیانی بہنوں کو (48) ملے ہر بہن کو

(16) اور (12) بھائیوں کے (60) ملے ہر بھائی کو (5)۔

(ج) اگر سب فریقوں کے عدد رؤوس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو ایک

فریق کے عدد کے وفق کو دوسرے فریق کے کل عدد کے ساتھ ضرب دیں

گے۔ پھر اگر حاصل ضرب اور تیسرے فریق کے عدد رؤوس کے درمیان

توافق کی نسبت ہو تو حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد رؤوس کے وفق

سے ضرب دیں گے اور اگر بتابین کی نسبت ہو تو تیسرے فریق کے کل عدد

رؤوس کے ساتھ ضرب دیں گے۔ پھر اسی طرح چوتھے اور پانچویں فریق

کے رؤوس کے ساتھ عمل دہرائیں گے۔ پھر ان سب کی حاصل ضرب کو

اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر

سب کی حاصل ضرب کو دوبارہ ہر فریق کے حصے کے ساتھ بھی ضرب دیں

گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی 4 بیویوں، 6 بیٹیوں اور 10 عینی بہنوں کو زندہ چھوڑا۔

1440	60x24
180	60x3
960	60x16
300	60x5

4 بیویاں	1/8
6 بیٹیاں	2/3
10 عینی بہن	ع

اصل مسئلہ (24) ہے۔ 4 بیویوں کو (3)

ملے۔ 6 بیٹیوں کو (16) ملے اور 10 عینی

بہنوں کو (5) ملے اس مسئلہ میں ہر فریق

کے روؤس پر ان کی حصوں کی تقسیم میں

کسر واقع ہوئی ہے اور سب فریقوں کے عدد روؤس 4، 6، 10 کے درمیان توافق کی نسبت پائی جاتی ہے۔ لہذا (10) اور (6) کے درمیان توافق بال نصف ہے۔ (10) کا وفق (5) ہے۔ اسے (6) سے ضرب دی (30 = 5x6) حاصل ضرب (30) ہے، اب (30) اور (4) کے درمیان بھی توافق بال نصف ہے۔ (30) کا وفق (15) ہے اسے (4) سے ضرب دیا (60 = 15x4) حاصل ضرب (60) ہے۔ اب (60) کو اصل مسئلہ (24) سے ضرب دیا۔ (1440 = 60x24)۔ حاصل ضرب (1440) ہے جو مسئلہ کی تصحیح ہے۔ اب دوبارہ (60) کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دیا۔ اس طرح 4 بیویوں کو (180) ملے ہر بیوی کو (45) ملے۔ 6 بیٹیوں کو (960) ملے ہر بیٹی کو (160) ملے اور (10) عینی بہنوں کو (300) ملے ہر بہن کو (30) ملے۔

(9) اگر سب فریقوں کے عدد روؤس کے درمیان تباہی کی نسبت پائی جاتی ہو تو پہلے فریق کے عدد روؤس کو دوسرے فریق کے عدد روؤس سے ضرب دیں گے۔ پھر اس کی حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد روؤس سے ضرب دیں گے۔ اور اسی طرح اس حاصل ضرب کو چوتھے پھر پانچویں فریق کے عدد روؤس کے ساتھ عمل دہرائیں گے۔ اور آخری حاصل ضرب کو اصل مسئلہ کے ساتھ ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب اس کی مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی 2 بیویوں، 5 بیٹیوں اور 3 بھائیوں کو زندہ چھوڑا۔

720	30x24		
90	30x3	2 بیویاں	$\frac{1}{8}$
480	30x16	5 بیٹیاں	$\frac{2}{3}$
150	30x5	3 بھائی	ع

حل، اصل مسئلہ (24) ہے۔ 2 بیویوں کو

$(\frac{1}{8})(3)$ ملے۔ (5) بیٹیوں کو $(\frac{2}{3})$

(16) ملے۔ اور باقی 5، 3 بھائیوں کو ملے۔

اس مسئلہ میں سب فریقوں کے عدد

روؤں (2، 5، 3) کے درمیان تباہی کی نسبت ہے۔ پہلے (2) کو (5) سے ضرب

دیں گے۔ $(10 = 2 \times 5)$ حاصل ضرب (10) کو (3) سے ضرب دیں گے

$(30 = 3 \times 10)$ حاصل ضرب (30) کو اصل مسئلہ (24) سے ضرب دیں

گے۔ $(720 = 24 \times 30)$ حاصل ضرب (720) اس مسئلہ کی تصحیح ہے پھر ہر فریق

کے حصے کو (30) سے ضرب دیں گے۔ اس طرح (2) بیویوں کو (90) ہر بیوی

(45) ملے۔ (5) بیٹیوں کو (480) ہر بیٹی کو (96) ملے اور (3) بھائیوں کو

(150) ملے ہر بھائی کو (50) ملے۔

دوسرا طریقہ: یہ طریقہ ریاضی جانے والوں کے لیے بہت آسان ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں

ایک سے زیادہ فریقوں کے حصے ان کے عدد روؤں پر پورے پورے تقسیم نہ ہوتے

ہوں۔ اور سب فریقوں کے عدد روؤں کے درمیان چار نسبتوں میں سے کوئی بھی

نسبت پائی جائے۔ تو اس مسئلہ کی تصحیح کرنے کے لیے سب فریقوں کے عدد روؤں کا

ذواضعاف اقل معلوم کریں گے پھر اس سے اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور

حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر ذواضعاف اقل سے ہر فریق کے حصے سے

ضرب دیں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی 4 بیویاں، 18 بیٹیاں اور 8 چچے زندہ چھوڑے۔

1728	72x24		
216	72x3	4 بیویاں	1/8
1152	72x16	18 بیٹیاں	2/3
360	72x5	8 چچے	ع

اصل مسئلہ (24) ہے۔ (4) بیویوں کو

(1/8)(3) ملے اور (18) بیٹیوں کو (2/3)

(16) ملے اور (8) چچوں کو باقی (5)

ملے۔ ہر فریق کے حصے ان کے درمیان

پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ اس لیے (8، 18، 4) کا ذواضعاف اقل معلوم کریں گے

ذواضعاف اقل معلوم کرنے کا طریقہ

2	4 - 18 - 8
2	2 - 9 - 4
3	1 - 9 - 2
3	1 - 3 - 2
2	1 - 1 - 2
	1 - 1 - 1

ان کا ذواضعاف اقل (72) ہے

اسے اصل مسئلہ (24) سے ضرب دیں گے (1728 = 72x24) حاصل ضرب

(1728) اس مسئلہ کی تصحیح ہے پھر (72) کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دیا۔ نتیجہ

کے طور پر (4) بیویوں کو (216) ملے ہر بیوی کو (54) ملے۔ (18) بیٹیوں کو

(1152) ملے ہر بیٹی کو (64) ملے۔ اور (8) چچوں کو (360) ملے۔ ہر چچا کو

(45) ملے۔



مشقی سوال

مندرجہ ذیل سوالوں کو حل کریں۔

- ① خاوند، ماں، دادا، دو اخیانی بھائی اور دو عینی بھائی۔
- ② دادا، عینی بھائی، عینی بہن اور علاقائی بھائی۔
- ③ بیوی، دادا اور دو علاقائی بھائی۔
- ④ ماں، چھ بیٹیاں اور پوتا۔
- ⑤ خاوند، ماں، باپ، پانچ بیٹیاں اور پانچ بیٹے۔
- ⑥ دو بیویاں، چھ اخیانی بھائی اور دو عینی بھائی۔
- ⑦ چار بیویاں، چھ پوتیاں، تین چچے۔
- ⑧ خاوند، دو بیٹیاں، دو پوتیاں اور پوتا۔
- ⑨ ماں، دادا، نانی اور بیٹا۔
- ⑩ دو بیویاں، دادی، تین اخیانی بھائی اور تین عینی بھائی۔



عول کا بیان

عول کے لغوی معنی: عربی لغت میں عول کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ظلم کرنا، مائل ہونا، بلند اور اونچا کرنا جیسا کہ (عَالِ الْمِيزَانِ) اور اسی سے (عَالَتِ الْفَرِيضَةِ) ہے۔

اصطلاحی معنی: کسی مسئلہ میں جب وارثوں کے حصوں کا مجموعہ اس کے اصل مسئلہ سے زیادہ ہو جائے تو اس مسئلہ کو عائلہ کہتے ہیں۔

حقیقت میں عول والے مسئلہ میں ہر وارث کو اس کے اصل حصہ سے کم حصہ ملتا ہے۔ عائلہ مسئلوں میں اس کے اصل مسئلہ کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ وارثوں کے حصوں کے مجموعہ کو بطور اصل مسئلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، ماں اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

8/6			حل اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو $(\frac{1}{2})(3)$ ملے،
3	خاوند	$\frac{1}{2}$	ماں کو $(\frac{1}{3})(2)$ ملے اور عینی بہن کو $(\frac{1}{2})(3)$
2	ماں	$\frac{1}{3}$	ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ $(8=3+2+3)$
3	عینی بہن	$\frac{1}{2}$	(8) ہے۔ جو اصل مسئلہ (6) سے زیادہ ہے۔

جائیداد کی تقسیم کے وقت اصل مسئلہ (6) کو نظر انداز کر کے (8) کو بطور اصل مسئلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اسلام میں پہلا عول

نبی اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوئی عول کا مسئلہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ پہلا عول والا مسئلہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیش آیا جب ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند اور دو عینی بہنیں زندہ چھوڑیں۔ خاوند اپنا حصہ لینے کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ پھر بہنیں اپنا حصہ لینے کے لیے حاضر ہوئیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ «مَا أَدْرِي أَيُّكُمْ قَدَّمَهُ اللَّهُ وَإِيَّكُمْ آخِرَهُ» ”اگر میں خاوند کو اس کا پورا حصہ دیتا ہوں تو بہنوں کے حصہ میں کمی آجاتی ہے۔ اور اگر بہنوں کو پہلے ان کا پورا حق دیتا ہوں تو خاوند کا حصہ کم رہ جاتا ہے۔“

تب آپ نے اس مسئلہ کے بارہ میں صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ چنانچہ زید بن ثابت قیل علی بن ابی طالب قیل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم نے عول مسئلہ کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ اس کی مثال قرض جیسی ہے۔ ترکہ کی کمی کی صورت میں ہر قرض خواہ کو کم ملتا ہے۔ اگر ایک آدمی چھ درہم چھوڑ کر مرا جبکہ اس نے ایک قرض خواہ کو تین درہم اور دوسرے کو چار درہم دیتے ہیں۔ تو کیا انہیں ان کے قرض سے کم نہیں ملے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”یقیناً“ تو سیدنا زید نے کہا کہ اسی قانون پر یہاں عمل کیا جائے گا۔ چنانچہ سب صحابہ کرام کی متفق رائے سے عول پر عمل کیا گیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خاوند کو (1/2) دیا اور دو بہنوں کو (2/3) دیا اور مسئلہ (6) سے (7) تک عول کر گیا۔

اصل جن میں عول آتا ہے

جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ وارثوں کو قرآن کریم سورۃ النساء میں چھ فرض دے گئے ہیں۔ وہ النصف (1/2)، الربع (1/4)، الثمن (1/8)، الثلثان (2/3)، الثلث (1/3)، اور السدس (1/6) ہیں۔ ان کے لحاظ سے مسئلوں کے کل سات اصول بنتے ہیں،

یعنی (2، 3، 4، 6، 8، 12 اور 24) ہیں۔ ان اصولوں میں سے صرف تین میں عول آتا ہے۔ وہ (6، 12، اور 24) ہیں۔ باقی اصولوں (2، 3، 4 اور 8) میں کبھی بھی عول نہیں آتا۔

- اصل (6) میں چار دفعہ عول آتا ہے۔ یہ (7، 8، 9 اور 10) تک بڑھ جاتا ہے۔
- اصل (12) میں تین دفعہ عول آتا ہے۔ یہ (13، 15 اور 17) تک بڑھ جاتا ہے۔
- اصل (24) میں صرف ایک دفعہ عول آتا ہے یہ (27) تک بڑھ جاتا ہے۔

اصل (6) کے عول کی مثالیں

مثال ①: اصل (6) کا عول (7) تک۔

ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، عینی بہن اور علاقائی بہن کو زندہ چھوڑا۔ اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو $(\frac{1}{2})$ ، (3) ملے عینی بہن کو $(\frac{1}{2})$ ، (3) ملے اور علاقائی بہن کو $(\frac{1}{6})$ ، (1) ملا ان کے حصوں کا مجموعہ $(7=1+3+3)$ (7) ہے۔

مثال ②: اصل (6) کا عول (8) تک۔

خاوند، ماں، 2 عینی بہنیں، اصل مسئلہ (2) ہے۔ خاوند کو $(\frac{1}{2})$ (3) ملے۔ ماں کو $(\frac{1}{6})$ (1) ملا اور دو عینی بہنوں کو $(\frac{2}{3})$ (4) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ $(8=4+1+3)$ (8) ہے۔

مثال ③: اصل (6) کا عول (9) تک۔

خاوند، ماں، 2 عینی بہنیں، اخیانی بھائی، اصل مسئلہ (6) ہے۔ خاوند کو $(\frac{1}{2})$ ، (3) ملے۔ ماں کو $(\frac{1}{6})$ ، (1) ملا۔ (2) عینی بہنوں کو $(\frac{2}{3})$ ، (4) ملے اور اخیانی بھائی کو $(\frac{1}{6})$ ، (1) ملا۔ ان کے حصوں کا مجموعہ $(9=1+4+1+3)$ (9) ہے۔

مثال ④: اصل (6) کا عول (10) تک۔

خاوند، ماں، دو عینی بہنیں، دو اخیانی بہنیں، اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو $(\frac{1}{2})$ ، (3) ملے۔ ماں کو $(\frac{1}{6})$ ، (1) ملا۔ دو عینی بہنوں کو $(\frac{2}{3})$ ، (4) ملے اور دو اخیانی بہنوں کو $(\frac{1}{3})$ ، (2) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ $(10=2+4+1+3)$ (10) ہے۔

اصل (12) کے عول کی مثالیں

مثال ①: اصل (12) کا عول (13) تک۔

خاوند، ماں، دو بیٹیاں۔ اصل مسئلہ (12) ہے۔ خاوند کو $(\frac{1}{4})$ ، (3) ملے، ماں کو $(\frac{1}{6})$ ، (2) ملے۔ دو بیٹیوں کو $(\frac{2}{3})$ ، (8) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ $(13=8+2+3)$ (13) ہے۔

مثال ②: اصل (12) کا عول (15) تک۔

بیوی، دو عینی بہنیں، دو اخیانی بھائی۔ اس کا اصل مسئلہ (12) ہے۔ بیوی کو $(\frac{1}{4})$ ، (3) ملے۔ دو بیٹیوں کو $(\frac{2}{3})$ ، (8) ملے۔ اور دو اخیانی بھائیوں کو $(\frac{1}{3})$ ، (4) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ $(15=4+8+3)$ (15) ہے۔

مثال ③: اصل (12) کا عول (17) تک۔

بیوی، ماں، دو عینی بہنیں اور 2 اخیانی بہنیں۔ اصل مسئلہ (12) ہے۔ بیوی کو $(\frac{1}{4})$ ، (3) ملے، ماں کو $(\frac{1}{6})$ ، (2) ملے۔ دو عینی بہنوں کو $(\frac{2}{3})$ ، (8) ملے۔ اور دو اخیانی بہنوں کو $(\frac{1}{3})$ ، (4) ملے، ان کے حصوں کا مجموعہ $(17=4+8+2+3)$ (17) ہے۔

اصل (24) کا عول (27) تک

”مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، دو بیٹیاں، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔
اصل مسئلہ (24) ہے۔ بیوی کو $(\frac{1}{8})$ ، (3) ملے۔ دو بیٹیوں کو $(\frac{2}{3})$ ، (16) ملے،

ماں کو $(\frac{1}{6})$ ، (4) ملے۔ اور باپ کو $(\frac{1}{6})$ ، (4) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ
(27) (27=4+4+16+3) ہے۔

مشقی سوال

مندرجہ ذیل سوالوں کو حل کریں۔

- ① خاوند، عینی بہن اور علاقائی بہن۔
- ② خاوند، ماں اور دو علاقائی بہنیں۔
- ③ خاوند، ماں، علاقائی بہن اور اخیانی بھائی۔
- ④ خاوند، ماں، عینی بہن، علاقائی بہن اور دو اخیانی بہنیں۔
- ⑤ خاوند، ماں اور دو بیٹیاں۔
- ⑥ بیوی، بیٹی، پوتی، ماں اور باپ۔
- ⑦ بیوی، دو اخیانی بھائی، دو علاقائی بہنیں اور نانی۔
- ⑧ خاوند، ماں، بیٹی اور دو پوتیاں۔
- ⑨ خاوند، ماں، دو پوتیاں اور باپ۔
- ⑩ خاوند، نانی، علاقائی بہن اور اخیانی بھائی۔



رد کی بحث

لغوی معنی: عربی لغت میں رد کئی معنوں میں آتا ہے۔ یہ رجوع کرنے اور لوٹنے کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے ﴿فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ اور لوٹانے کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔
 «اللَّهُمَّ رُدِّ كَيْدَهُم عَنِّي» ائی أَصْرِفْ كَيْدَهُم عَنِّي
 کسی شاعر کا قول ہے

يَا أُمَّ عَمْرٍو جَزَاكَ اللَّهُ مَغْفِرَةً
 رُدِّي عَلَيَّ فَوَادِي مِثْلَ مَا كَانَا

اى اُعِيْدِي عَلَيَّ فَوَادِي كَمَا كَانَ فِي السَّابِقِ

اصطلاحی معنی: میراث کے بعض مسائل میں اصحاب الفروض کو اصل مسئلہ سے ان کے حصے دینے کے بعد کچھ حصے باقی بچ جاتے ہیں۔ اور مسئلہ میں کوئی عصبہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ باقی لیے لیتا۔ ان باقی ماندہ حصوں کو دوبارہ اصحاب الفروض کے درمیان ان کے سہام کی نسبت سے لوٹانے کو رد کہتے ہیں۔ رد، عول کے برعکس ہے یعنی ضد ہے۔ عول والے مسائل میں اصحاب الفروض کے حصوں کا مجموعہ اصل مسئلہ سے بڑھ جاتا ہے اور رد والے مسائل میں ان کے حصوں کا مجموعہ اصل مسئلہ سے کم رہ جاتا ہے۔

اختلاف الفقہاء فی الرد

رد کے بارہ میں صحابہ کرام میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ کہ رد کے کون کون مستحق ہیں؟

سیدنا عمر، سیدنا عثمان، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے رد کو اختیار فرمایا تھا کہ باقی جائیداد کو اصحاب الفروض پر دوبارہ ان کے سہام کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور دوسری طرف سیدنا ابوبکر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ اصحاب الفروض پر رد نہیں ہوگا۔ بلکہ باقی جائیداد بیت المال میں جمع ہوگی۔ امام ابن حزم، امام مالک اور امام الشافعی کا یہی مسلک ہے۔ لیکن سن 200 ہجری کے آخر میں بیت المال کے غلط استعمال کی وجہ سے مالکیہ اور شافعیہ نے بھی باقی جائیداد کو اصحاب الفروض پر رد کرنے کو قبول کر لیا۔ چنانچہ سب فقہاء کا رد پر اجماع ہو گیا۔

شروط الرد

رد کے مسائل کی تین شرطیں ہیں۔ کوئی بھی شرط کم ہونے کی صورت میں وہ مسئلہ رد کا نہیں ہوگا۔

- ① مسئلہ کے ورثاء سب کے سب اصحاب الفروض ہوں۔
- ② مسئلہ کے ورثاء میں کوئی عصبہ موجود نہ ہو۔
- ③ اصحاب الفروض کو ان کا مقرر شدہ حصہ ادا کرنے کے بعد کچھ حصے باقی بچ جائیں۔

ورثاء جو رد کے مستحق ہیں

- | | | | | |
|--------|--------|------------|----------------|--------------|
| ① بیٹی | ② پوتی | ③ عینی بہن | ④ علاقائی بہن | ⑤ اخیانی بہن |
| ⑥ دادی | ④ نانی | ⑧ ماں | ⑨ اخیانی بھائی | |

نوٹ ①: باپ اور دادا دونوں صاحب فرض ہیں اور بعض حالتوں میں بطور عصبہ بھی وارث ہوتے ہیں۔ اگر وہ کسی مسئلہ میں وارث ہوں تو جو حصہ باقی بچے گا وہ لے لیں گے لہذا وہ مسئلہ رد کا مسئلہ نہیں ہوگا۔

نوٹ ②: خاوند اور بیوی اگر رد والے مسئلہ میں وارث ہوں تو وہ رد کے مستحق نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی میت سے جو قرابت ہے وہ نسب کی قرابت نہیں ہے بلکہ نکاح کی قرابت ہے جو کسی ایک کی موت سے منقطع ہوگئی ہے۔ چنانچہ باقی ترکہ دیگر وارثوں پر رد کیا جائے گا۔

رد کے مسائل کی اقسام اور ان کا حل

رد کے مسائل کی چار قسمیں ہیں۔ اور ان کے حل کے بھی چار ہی قاعدے ہیں۔

قاعدہ ①: اگر مسئلہ کے ورثاء صرف وہ ہوں جو رد کے مستحق ہیں اور وہ ایک ہی صنف کے ہوں۔ اور ان کے ہمراہ خاوند یا بیوی میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ تو ان کا اصل مسئلہ ان کے رؤوس کی تعداد ہوگی اور وہ فرضاً اور رداً وارث ہونگے۔ مثلاً میت نے اپنی چار بیٹیاں یا چھ عینی بہنیں زندہ چھوڑیں۔ تو ان کا اصل مسئلہ (4) یا پھر (6) ہوگا۔ جو ان کے رؤوس کی تعداد ہے۔

قاعدہ ②: اگر مسئلہ کے ورثاء صرف وہ ہوں جو رد کے مستحق ہیں اور وہ دو یا دو سے زیادہ اصناف کے ہوں اور ان کے ہمراہ خاوند یا بیوی میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ تو ان کا اصل مسئلہ ان کے حصوں کا مجموعہ ہوگا۔ جو وہ اصل مسئلہ سے لیتے ہیں۔

مثال: ایک شخص فوت ہو گیا اور اپنی بیٹی، پوتی اور ماں کو زندہ چھوڑا۔

5/6		
3	بیٹی	1/2
1	پوتی	1/6
1	ماں	1/6

حل، اصل مسئلہ (6) ہے۔ بیٹی کو 1/2 (3) ملے۔ پوتی 1/6 (1)

ملا۔ اور ماں کو 1/6 (1) ملا۔ ان کے حصوں کا مجموعہ

(5) (5=1+1+3) ہے جو اصل مسئلہ (6) سے کم ہے اس

لیے یہ مسئلہ رد کا ہے اب ان کے حصوں کا مجموعہ (5)

اس مسئلہ کا نیا اصل ہوگا۔

قاعدہ ③ (ل): اگر کسی مسئلہ کے ورثاء (جو رد کے مستحق ہیں) ایک ہی صنف سے ہوں اور ان کے ہمراہ خاوند یا بیوی ہوں۔ تو اس مسئلہ کا حل اس طرح ہے کہ پہلے خاوند یا بیوی کے فرض کی کسر کو اصل مسئلہ بنائیں اس میں سے خاوند یا بیوی کو اس کا حصہ دیں اور جو حصہ باقی بچ جائے اسے باقی ورثاء کے درمیان تقسیم کرنا ہے اگر وہ باقی ورثاء کے رؤوس پر بغیر کسر کے تقسیم ہو جائے تو خاوند یا بیوی والا اصل ہی رد کے مسئلہ کی جامعہ ہوگا۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند اور 3 بیٹیاں زندہ چھوڑیں۔

4	حل اصل مسئلہ (4) ہے جو خاوند کے فرض کی کسر ہے۔ خاوند کو	
1	خاوند	$\frac{1}{4}$ کے
3	3 بیٹیاں	باقی

رؤوس پر پورے پورے تقسیم ہو رہے ہیں چنانچہ اس مسئلہ کی جامعہ (4) ہوگئی۔

(ب): اگر باقی ماندہ حصہ باقی ورثاء کے رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہ ہو تو دیکھنا ہوگا ورثاء کے رؤوس اور ان کے لیے باقی حصہ کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے۔ اگر تباہ کی نسبت ہو تو عدد رؤوس کو خاوند یا بیوی والے اصل سے ضرب دیں گے اور حاصل ضرب اس مسئلہ کی جامعہ ہوگا۔ دوبارہ عدد رؤوس کو خاوند یا بیوی کے حصہ اور باقی ماندہ حصوں سے بھی ضرب دیں گئے۔ اور حاصل ضرب کو جامعہ کے تحت لکھیں گئے۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند اور 4 بیٹیوں کو زندہ چھوڑا۔

16	4x4	حل اس مسئلہ (4) ہے خاوند کو $\frac{1}{4}$ (1) ملا اور باقی (3)	
4	4x1	خاوند	$\frac{1}{4}$ چار بیٹیوں کے ہیں جو ان کے رؤوس پر پورے پورے
12	4x3	4 بیٹیاں	باقی تقسیم نہیں ہو رہے۔ 4 اور 3 کے درمیان تباہ کی

نسبت ہے اب بیٹیوں کے رؤوس (4) کو اصل مسئلہ (4) سے ضرب دیں گے

(16=4x4) حاصل ضرب (16) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ دوبارہ (4) کو خاوند کے حصہ (1) سے ضرب دیں گے۔ اور بیٹیوں کے حصہ (3) سے بھی ضرب دیں گے اس طرح خاوند کو (4) اور 4 بیٹیوں کو (12) ملیں گے ہر ایک کو (3)۔

(ج): اگر باقی ماندہ حصے اور باقی وراثت کے رؤوس کے درمیان توافق کے نسبت ہو۔ تو وراثت کے رؤوس کے توافق کو زوجین والے اصل سے ضرب دیں گے اور حاصل ضرب مسئلہ کی جامعہ ہوگی پھر اس سے زوجین کے حصے اور باقی وراثت کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی اور 6 عینی بہنوں کو زندہ چھوڑا۔

8	2x4	حل اصل مسئلہ (4) ہے۔ بیوی کو $\frac{1}{4}$ (1) ملا اور باقی (3)	
2	2x1	بیوی	$\frac{1}{4}$ چھ بہنوں کے ہیں۔ جو انکے رؤوس پر پورے
6	2x3	6 بہنیں	پورے تقسیم نہیں ہو رہے اور ان کے درمیان توافق باقی

بالثالث کی نسبت ہے لہذا (6) کو (3) سے تقسیم کیا۔ (2=3÷6) حاصل تقسیم (2) کو بیوی کے اصل مسئلہ (4) سے ضرب دیا۔ (8=4x2) حاصل ضرب (8) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ دوبارہ (2) کو بیوی کے حصے اور چھ بہنوں کے حصوں سے بھی ضرب دیا۔ چنانچہ بیوی کو (2) اور چھ بہنوں کو (6) ملے۔ ہر ایک کو (1) ملا۔

قاعدہ (۴): اگر کسی مسئلہ کے وراثت جو رد کے مستحق ہیں دو یا دو سے زیادہ اصناف سے ہوں اور ان کے ہمراہ زوجین میں سے بھی کوئی ایک موجود ہو تو اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے درج ذیل عمل کرنا ہوگا۔

(۱): سب سے پہلے اس مسئلہ کو یہ معلوم کرنے کے لیے حل کریں کہ یہ مسئلہ رد کا ہے یا نہیں۔

(ب): اگر یہ رد کا مسئلہ ہو پھر زوجین کے فرض کی کسر کو اصل مسئلہ بنائیں۔ اس سے خاوند یا بیوی کو اس کا حصہ دیں اور باقی ماندہ حصے دوسرے وارثوں کے ہیں جیسا کہ قاعدہ نمبر 3 میں وضاحت کی گئی ہے۔

(ج): اب رد کے مستحق وراثت کا اصل معلوم کریں۔ ان کے حصوں کا مجموعہ ان کا اصل ہوگا۔ جیسا کہ قاعدہ نمبر 2 میں بیان کیا گیا ہے۔

(د): اب یہ معلوم کریں کہ زوجین کے اصل میں سے باقی ماندہ حصہ اور رد کے مستحق وارثوں کے اصل کے درمیان مماثلت یا توافقی میں سے کونسی نسبت ہے۔ اگر ان کے درمیان مماثلت کی نسبت ہے تو زوجین کے مسئلہ کا اصل ہی رد کے مسئلہ کی جامعہ ہوگی۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، ماں، اخیانی بہن کو زندہ چھوڑا۔

4	3/6		4	حل بیوی کے فرض کی کسر (4) اصل مسئلہ ہے۔
1	-	-	1	بیوی کو (1/4)، (1) ملا اور باقی (3) ماں
=	=	=	3	باقی اور اخیانی بہن کے لیے ہیں۔ ماں
2	2	ماں	1/3	اور اخیانی بہن کا اصل مسئلہ (6) ہے
1	1	اخیانی بہن	1/6	ماں کو (1/3) (2) ملے بہن کو (1/6)

(1) ملا۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (3=1+2) (3) ہی ان کے مسئلہ کا اصل ہے۔ اب اصل (3) اور بیوی والے اصل میں سے باقی حصے (3) کے درمیان مماثلت کی نسبت ہے۔ لہذا بیوی والا اصل مسئلہ (4) ہی اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ جس میں سے بیوی کو (1) ملا۔ ماں کو (2) اور اخیانی بہن کو (1) ملا۔

تباہ کی نسبت کی مثال اور اس کا حل

اگر زوجین کے اصل مسئلہ میں سے باقی حصہ اور رد کے مستحق وراثہ کے اصل کے درمیان تباہ کی نسبت ہو تو رد کے مستحق وارثوں کے اصل کو زوجین کے اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب مسئلہ کی جامعہ ہوگی پھر اسے زوجین کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے۔ اور جواب کو جامعہ کے تحت لکھیں گے۔ اب زوجین کے اصل مسئلہ میں سے باقی ماندہ حصہ کو رد کے مستحق وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ اور ان کے جواب کو جامعہ کے تحت لکھیں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی بیٹی اور ماں کو زندہ چھوڑا۔

32	4/6		4x8
4	=	=	4x1
=	=	=	7
21	7x3	بیٹی	1/2
7	7x1	ماں	1/6

اصل بیوی کے فرض (1/8) کی کسر (8)

اصل مسئلہ ہے۔ بیوی کو (1) ملا اور

(7) بیٹی اور ماں کے لیے ہیں۔ بیٹی

اور ماں کا اصل مسئلہ (6) ہے بیٹی کو

(1/2) (3) ملے اور ماں کو (1/6)

(1) ملا۔ ان کا مجموعہ (4=1+3) (4) ان کا اصل مسئلہ ہے۔ اب باقی حصے (7) اور

ان کے اصل (4) کے درمیان تباہ کی نسبت ہے لہذا (4) کو (8) سے ضرب دیا۔

(32=4x8) حاصل ضرب (32) مسئلہ کی جامعہ ہے پھر بیوی کے حصہ (1) سے

بھی ضرب دیا اور جواب (4) جامعہ کے تحت لکھا۔ پھر باقی حصے (7) کو بیٹی اور ماں

کے حصوں سے ضرب دیا اور ان کے جواب کو جامعہ کے تحت لکھا۔ اس طرح بیوی کو

(4) ملے، بیٹی کو (21) ملے اور ماں کو (7) ملے۔

توافق کی نسبت کی مثال اور اس کا حل

اگر زوجین کے اصل مسئلہ میں سے باقی ماندہ حصوں اور رد کے مستحق وارثوں کے اصل کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو رد کے مستحق وارثوں کے اصل کے وفق سے زوجین کے اصل سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب مسئلہ کی جامعہ ہوگی۔ پھر اسے زوجین کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے اب زوجین کے اصل میں سے باقی ماندہ حصوں کے وفق سے رد کے مستحق وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ ان کے جواب جامعہ کی تحت تحریر کریں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی۔ دادی، نانی اور 2 اخیانی بھائی زندہ چھوڑے۔

8	6	2x3		2x4
2	-	-	=	1
=	-	-	=	3
2	1x2	2x1	دادی رنانی	1/6
4	1x4	2x2	2 اخیانی بھائی	1/3

حل، بیوی کے فرض (1/4) کی کسر

(4) اصل مسئلہ ہے بیوی کو 1/4 بیوی

(1) ملا، اور باقی (3) دادی، باقی

نانی اور 2 اخیانی بھائیوں

کے لیے ہیں۔ ان کا اصل

مسئلہ (6) ہے دادی اور نانی کو (1/6) (1) ملا۔ دو بھائیوں کو (1/3) (2) ملے۔ ان کا

مجموعہ (3=2+1) (3) ان کا اصل مسئلہ ہے۔ دادی اور نانی کا حصہ (1) ان پر پورا

پورا تقسیم نہیں ہوتا اس کی اصل کی تصحیح کرنے کے لیے اسے ان کے رؤوس 2 سے

ضرب دیا (6=2x3) حاصل ضرب (6) ان کے اصل کی تصحیح ہے۔ ان کے اصل

(6) اور باقی حصے (3) کے درمیان توافق بالثلث ہے لہذا (6) کو (3) سے تقسیم کیا

(2=3÷6) اس کے جواب (2) کو بیوی کے اصل (4) سے ضرب دیا

(8=2×4) حاصل ضرب (8) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ پھر بیوی کے حصہ (1) کو بھی (2) سے ضرب دیا (2=2×1) جواب (2) بیوی کا حصہ ہے۔ اب باقی (3) کو بھی توافق (3) سے تقسیم کیا (1=3÷3) جواب (1) نانی، دادی اور بھائیوں کے حصوں سے ضرب دیا اور ان کے جواب جامعہ کے تحت لکھا۔ اس طرح بیوی کو (2) ملے۔ دادی اور نانی کو (2) ملے ہر ایک کو (1) اور دو بھائیوں کو (4) ملے ہر ایک کو (2)۔

رد کے مسائل کو حل کرنے کا ایک اور آسان طریقہ ہے جسے بعض علماء میراث نے اختراع کیا ہے۔ اس میں النسب الاربعۃ تماثل تداخل تباین اور توافق کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں زوجین کے مسئلہ کو حل کریں پھر علیحدہ ان وارثوں کا مسئلہ حل کریں جو رد کے مستحق ہوں۔

مثال: ایک آدمی نے اپنی بیوی، 2 بیٹیوں اور ماں کو زندہ چھوڑا۔

5/6		
4	2 بیٹیاں	2/3
1	ماں	1/6

8	حل
1	بیوی 1/8
7	باقی

بیوی کو (1/8) ملے اور باقی (7/8) بیٹیوں اور ماں کے ہیں۔ 2 بیٹیوں اور ماں کا اصل مسئلہ (5) ہے۔ بیٹیوں کو (4/5) ملے اور ماں کو (1/5) ملے۔

$$28/40 = 4/5 \times 7/8 \quad : \quad \text{دو بیٹیوں کا حصہ}$$

$$7/40 = 1/5 \times 7/8 \quad : \quad \text{ماں کا حصہ}$$

سب وارثوں کا مجموعہ: بیوی دو بیٹیاں ماں

$$\frac{40}{40} = \frac{7+28+5}{40}$$

$$\frac{7}{40} + \frac{28}{40} + \frac{1}{8}$$

رد کے مسئلہ کی جامعہ (40) ہے۔ جس میں سے بیوی کو (5) ملے۔ دو بیٹیوں (28) ملے، اور ماں کو (7) ملے۔

مثال: ایک عورت اپنا خاوند، بیٹی اور پوتی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

4/6		
3	بیٹی	1/2
1	پوتی	1/6

4	حل
1	1/4 خاوند
3	باقی

خاوند کو (1/4) ملے اور باقی (3/4) بیٹی اور پوتی کے ہیں۔ بیٹی اور پوتی کا اصل مسئلہ (4) ہے۔ بیٹی کو (3/4) ملے اور پوتی کو (1/4) ملے۔

$$\frac{9}{16} = \frac{3}{4} \times \frac{3}{4} \quad \text{بیٹی کا حصہ}$$

$$\frac{3}{16} = \frac{1}{4} \times \frac{3}{4} \quad \text{پوتی کا حصہ}$$

سب وارثوں کا مجموعہ: خاوند بیٹی پوتی

$$\frac{16}{16} = \frac{3+9+4}{16}$$

$$\frac{3}{16} + \frac{9}{16} + \frac{1}{4}$$

اس مسئلہ کی جامعہ (16) ہے۔ خاوند کا حصہ (4)۔ بیٹی کا حصہ (9) اور پوتی کا حصہ

(3) ہے۔



2	
7	بیٹا

مشقی سوال

ایک شخص فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل وارث چھوڑے۔

- 1- بیوی، ماں اور اخیانی بھائی۔
- 2- بیوی، ماں اور اخیانی بہنیں۔
- 3- خاوند، بیٹی اور ماں۔
- 4- بیوی، عینی بہن اور علاقہ بہن۔
- 5- بیوی، ماں، عینی بہن اور اخیانی بہن۔
- 6- بیوی، بیٹی اور دادی۔
- 7- بیوی، بیٹی اور پوتی، ماں۔
- 8- بیوی، دادی، نانی اور 2 اخیانی بھائی۔
- 9- بیوی، 2 بیٹیاں اور ماں۔
- 10- خاوند، دادی اور اخیانی بہن۔



ماں کا حصہ

تقسیم التركة (جائیداد کی تقسیم)

علم میراث کو سیکھنے کی غرض و غانت میت کی جائیداد کی تقسیم ہی ہے۔ باقی تا صیل یعنی اصل مسئلہ اور تصحیح وغیرہ کا علم تو اس کے حصول کا ایک ذریعہ ہے، جائیداد کی تقسیم درج ذیل قواعد کے تحت عمل پذیر ہوتی ہے۔

① اگر کسی میت کا ایک ہی وارث ہو تو وہ اکیلا ہی ساری جائیداد سمیٹ لے گا چاہے وہ صاحب فرض، عصبہ یا ذوی الارحام میں سے کوئی بھی ہو۔

② اگر میت کے ورثاء اصحاب الفروض یا عصبہ ہوں تو پہلے ان کا اصل معلوم کریں اور ہر وارث کو اس کا حصہ دیں۔

③ جائیداد میں سے جس وارث کا حصہ معلوم کرنا ہو۔ تو اس وارث کو اصل مسئلہ سے جو حصہ ملا ہے اسے ترکہ سے ضرب دیں۔ اور حاصل ضرب کو اصل، عول یا رد کی جامعہ سے تقسیم کریں۔ تو حاصل تقسیم اس وارث کا حصہ ہوگا۔

قاعدہ: ترکہ \times وارث کا حصہ \div اصل، عول یا رد کی جامعہ

مثال ①: ایک عورت اپنے خاوند، ماں اور بیٹے کو چھوڑ کر فوت ہوگئی اور اس کا ترکہ

2400 روپے ہے۔

12		
3	خاوند	$\frac{1}{4}$
2	ماں	$\frac{1}{6}$
7	بیٹا	ع

اصل مسئلہ (12) ہے۔ خاوند کو $\frac{1}{4}$ (3) ملے۔

ماں کو $\frac{1}{6}$ (2) ملے، بیٹے کو باقی بطور عصبہ (7) ملے۔

حل

خاوند کا حصہ : $600 = 12 \div 3 \times 2400$ روپے ہے۔

ماں کا حصہ : $400 = 12 \div 2 \times 2400$ روپے ہے۔

خاوند کا حصہ : $1400 = 12 \div 7 \times 2400$ روپے ہے۔

مثال ۲: عول کی مثال

ایک عورت اپنے خاوند، عینی بہن، علاقائی بہن اور اخیانی بھائی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ اس کی جائیداد 4000 روپے ہے۔

حل،

8/6

3	خاوند	$\frac{1}{2}$
3	عینی بہن	$\frac{1}{2}$
1	علاقائی بہن	$\frac{1}{6}$
1	اخیانی بھائی	$\frac{1}{6}$

اس کا اصل (6) ہے خاوند کو $\frac{1}{6}$ (3) ملے عینی بہن

کو $\frac{1}{2}$ (3) ملے، علاقائی بہن $\frac{1}{6}$ (1) ملا اور اخیانی

بھائی کو $\frac{1}{6}$ (1) ملا۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (8) ہے

چنانچہ یہ مسئلہ عائلہ ہے اس کا نیا اصل (8) ہے۔

خاوند کا حصہ : $1500 = 8 \div 3 \times 4000$ روپے ہے۔

عینی بہن کا حصہ : $1500 = 8 \div 3 \times 4000$ روپے ہے۔

علاقائی بہن کا حصہ : $500 = 8 \div 1 \times 4000$ روپے ہے۔

اخیانی بھائی کا حصہ : $500 = 8 \div 1 \times 4000$ روپے ہے۔

مثال ۳: رو کی مثال

ایک آدمی اپنی بیوی، ماں، بیٹی اور پوتی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اس کا ترکہ

800 روپے ہے۔

40	5/6	5X8	
5	=	5X1	1/8 بیوی
=	=	7	باقی
7	7X1	=	1/6 ماں
21	7X3	=	1/2 بیٹی
7	7X1	=	1/6 پوتی

حل،

یہ رد مسئلہ ہے اس کی جامعہ (40) ہے۔

اس میں سے بیوی کو (5) ملے۔ ماں کو (7)

ملے۔ بیٹی کو (21) ملے اور پوتی کو (7) ملے۔

بیوی کا حصہ : $100 = 40 \div 5 \times 800$ روپے ہے۔

ماں کا حصہ : $140 = 40 \div 7 \times 800$ روپے ہے۔

بیٹی کا حصہ : $420 = 40 \div 21 \times 800$ روپے ہے۔

پوتی کا حصہ : $140 = 40 \div 7 \times 800$ روپے ہے۔



قضاء الدین (قرضہ کی ادائیگی)

اگر کوئی میت مقروض ہو۔ تجہیز و تکفین کے اخراجات کے بعد ترکہ کم ہونے کی صورت میں قرض خواہوں کو ان کا قرض پورا پورا ادا نہ ہو سکے تو اس کے ترکہ میں سے ہر قرض خواہ کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے۔

ہر قرض خواہ کے قرضہ کی رقم کو اس کے سہام کی جگہ استعمال کریں گے۔ اور قرضہ کی مجموعی رقم کو بطور اصل مسئلہ استعمال کریں گے۔ اور باقی عمل ترکہ کی تقسیم والا ہوگا۔ یعنی میت کے ترکہ کو قرض خواہ کے قرضہ کی رقم سے ضرب دیں گے اور حاصل ضرب کو قرضہ کی کل رقم سے تقسیم کریں گے۔

قاعدہ: ترکہ \times قرض خواہ کا قرضہ \div قرضہ کی کل رقم

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس کے ذمہ 1000 روپے قرضہ ہے جو اس نے مختلف تین اشخاص سے لیا تھا۔ میت نے زید کو 500 روپے یا سر کے 300 روپے اور بکر کو 200 روپے ادا کرنے تھے اس کا ترکہ صرف 600 روپے ہے۔

قرضہ کی کل رقم: $200 + 300 + 500 = 1000$ روپے

قاعدہ: ترکہ \times قرض خواہ کا قرضہ \div قرضہ کی کل رقم

ترکہ میں سے زید کا حصہ : $500 \times 600 \div 1000 = 300$ روپے ہے۔

ترکہ میں سے یا سر کا حصہ : $300 \times 600 \div 1000 = 180$ روپے ہے۔

ترکہ میں سے بکر کا حصہ : $120 = 1000 \div 200 \times 600$ روپے ہے۔
 چنانچہ زید کو 300 روپے ملیں گے۔ یاسر کو 180 روپے اور بکر کو 120 روپے ملیں گے۔



التخارج والتصالح کا بیان

تخارج کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی: تخارج باب تفاعل کا مصدر ہے۔ جس کے معنی خروج یعنی نکلنے کے ہیں۔
اصطلاحی معنی: علم میراث میں تخارج اُسے کہتے ہیں۔ جب کوئی وارث دوسرے وارثوں سے باہمی مصالحت کر لے کہ وہ ترکہ میں سے کوئی متعین چیز لے کر یا ترکہ کے علاوہ کوئی ایک چیز لے کر اپنے شرعی حصہ سے دست بردار ہو جائے۔

تخارج کی قسمیں: تخارج کی دو قسمیں ہیں

① جب کوئی وارث دیگر سب وارثوں سے مصالحت کر لے کہ وہ متوفی کی جائیداد میں سے مثلاً مکان، پلاٹ، یا دوکان وغیرہ لے کر اپنے باقی شرعی حصہ سے دست بردار ہو جائے گا۔

مثال: ایک شخص اپنی بیوی، بیٹی اور باپ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ بیوی نے بیٹی اور باپ سے مصالحت کر لی کہ شہر والا مکان اگر اسے دے دیا جائے تو وہ اپنے باقی حصہ سے دست بردار ہو جائے گی اور ان کے درمیان سے نکل جائے گی۔ اس کا ترکہ ایک مکان اور 42000 روپے ہے۔

21	24			حل اس مسئلہ کو پہلے بیوی سمیت حل کیا جائے گا۔
=	3	بیوی	$\frac{1}{8}$	اصل مسئلہ (24) ہے بیوی کو $(\frac{1}{8})(3)$ ملے
12	12	بٹی	$\frac{1}{2}$	بٹی کو $(\frac{1}{2})(12)$ ملے اور باپ کو $(\frac{1}{6})$ فرضاً
9	$9=5+4$	باپ	$\frac{1}{6}+ع$	اور باقی تعصیبا (9) ملے۔ چونکہ بیوی مسئلہ

سے خارج ہوگئی ہے۔ اس لیے اب باقی ترکہ بٹی اور باپ کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ ان کے حصوں کا مجموعہ $(21=9+12)$ ہے اب یہی ان کا نیا اصل مسئلہ ہوگا جس کے ذریعہ باقی ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

بٹی کا حصہ : $21 \div 12 \times 42000 = 24000$ روپے ہے۔

باپ کا حصہ : $21 \div 9 \times 42000 = 18000$ روپے ہے۔

نوٹ: اگر ہم مصالحت شخص یعنی بیوی کو مسئلہ میں شامل نہ کریں اور شروع ہی سے ترکہ کو بٹی اور باپ کے درمیان تقسیم کریں تو بٹی کو اس کے حصہ سے کم ملے گا اور باپ زیادہ لے گا۔ اور دونوں کے درمیان ترکہ آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ یعنی بٹی بھی 21000 روپے لے گی اور باپ بھی 21000 روپے لے گا، جو غلط ہے۔

② جب کوئی وارث دوسرے وارث سے مصالحت کر لے اگر وہ اسے اپنے خاص مال سے کوئی چیز دے دے۔ تو وہ ترکہ میں سے اس کے حق میں اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائے گا۔

مثال: ایک عورت اپنے خاوند، ماں اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑ کر مرگئی۔ اس کی جائیداد 124 ایکڑ زرعی زمین ہے، خاوند نے عینی بھائی سے مصالحت کر لی اگر وہ اسے اپنی گاڑی دے دے تو وہ (خاوند) اس کے حق میں جائیداد میں سے اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائے گا۔

6	6		
-	3	خاوند	$\frac{1}{2}$
2	2	ماں	$\frac{1}{3}$
$4=1+3$	1	بھائی	ع

حل اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو $(\frac{1}{2})(3)$ ملے

ماں کو $(\frac{1}{3})(2)$ ملے اور عینی بھائی کو (1)

ملا۔ اب خاوند کا حصہ (3) عینی بھائی کو ملے

گا۔ اس طرح عینی بھائی کا مجموعہ $(4=1+3)$

4 ہو جائے گا۔

ترکہ کی تقسیم

ماں کا حصہ : $8=6 \div 2 \times 24$ ایکڑ

عینی بھائی کا حصہ : $16=6 \div 4 \times 24$ ایکڑ

مشقی سوال اور ان کا حل

مثال: ایک شخص فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل وارث زندہ چھوڑے۔

① خاوند، 2 بیٹیاں، پوتا، پوتے نے وارثوں سے دوکان کے بدلے مصالحت کر لی اور اپنے حصہ سے نکل گیا۔

حل: اصل مسئلہ (12) ہے خاوند کو $(\frac{1}{4})(3)$ ملے۔ 2 بیٹیوں کو $(\frac{2}{3})(8)$ ملے اور

پوتے کو باقی (1) ملا۔ اب پوتے کا حصہ (1) اصل مسئلہ سے نکال دیا جائے گا۔

$(11=1-12)$ اب نیا اصل مسئلہ (11) ہوگا۔ جس کے ذریعہ خاوند اور 2 بیٹیوں کے

درمیاں جائیداد تقسیم کی جائے گی۔ خاوند کو (3) اور بیٹیوں کو (8) ملیں گے۔

② خاوند، ماں اور چچا، خاوند نے باقی وارثوں سے بیوی کے واجب الادا مہر کے عوض مصالحت کر لی۔

حل: اس کا اصل مسئلہ (6) ہے۔ خاوند کو $(\frac{1}{2})(3)$ ملے اور ماں کو $(\frac{1}{3})(2)$ ملے اور

باقی (1) چچا لے گا۔ اب خاوند کا حصہ (3) اصل مسئلہ سے نکال دیا جائے گا اور باقی (3=3-6) اب نیا اصل مسئلہ (3) ہوگا۔ جس کے ذریعہ ماں اور چچا کے درمیان ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ ماں کو (2) اور چچا کو (1) ملے۔

③ خاوند، بیٹی اور بیٹا، پھر بیٹی نے بیٹے سے مصالحت کر لی اگر وہ اپنی گاڑی دے دے تو وہ ترکہ میں سے اپنے حصہ سے اس کے حق میں دست بردار ہو جائے گی۔

حل: اصل مسئلہ (4) ہے خاوند کو $(\frac{1}{4})$ ، (1) ملا۔ بیٹی کو بطور عصبہ (1) ملا اور بیٹے کو بطور عصبہ (2) ملے۔ بیٹی کا حصہ بیٹے کو دیا جائے گا۔ اب خاوند اور بیٹے کے درمیان جائیداد تقسیم کی جائے گی۔ خاوند کا حصہ (1) اور بیٹے کا $(3=1+2)$ (3) ہے۔

④ بیوی، ماں، بیٹی اور پوتا پھر ماں نے بیوی سے مصالحت کر لی اس قرض کے عوض جو اس نے بیوی کو دینا تھا۔ اور ماں ترکہ سے نکل گئی۔

حل: اصل مسئلہ (24) ہے بیوی کو $(\frac{1}{8})$ ، (3) ملے، ماں کو $(\frac{1}{6})$ ، (4) ملے۔ بیٹی کو $(\frac{1}{2})$ ، (12) ملے۔ باقی (5) پوتا بطور عصبہ لے گا۔ اب ماں کا حصہ (4) بیوی کو دیا جائے گا۔ اور جائیداد بیوی، بیٹی اور پوتے کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔ بیوی کا حصہ $(7=4+3)$ ، (7) ہے بیٹی کا حصہ (12) اور پوتے کا حصہ (5) ہے۔

⑤ خاوند، ماں، اخیانی بھائی اور چچا۔ اور ترکہ 60 کناں زمین اور 60000 روپے خاوند نے سب وارثوں سے مصالحت کر لی کہ نقد رقم 60000 روپے دیدیں تو وہ باقی ترکہ سے نکل جائے گا۔

حل: اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو $(\frac{1}{2})$ ، (3) ملے۔ ماں $(\frac{1}{3})$ ، (2) ملے اور اخیانی بھائی کو $(\frac{1}{6})$ (1) ملا۔ چچا عصبہ ہے اس کے لیے کچھ نہیں بچا۔ اب خاوند کا حصہ (3) اصل مسئلہ (6) سے نکال دیا $(3=3-6)$ باقی (3) مسئلہ کا نیا اصل مسئلہ ہے۔ ماں کا

حصہ (2) اور اخیانی بھائی کا حصہ (1) ہے۔

ماں کا حصہ : $40 = 3 \div 2 \times 60$ کنال

اخنیانی بھائی کا حصہ : $20 = 3 \div 1 \times 60$ کنال

⑥ بیوی، دو عینی بہنیں اور اخیانی بھائی۔ بیوی نے باقی وارثوں سے ترکہ میں سے گھر کے عوض مصالحت کر لی۔

حل اصل مسئلہ (12) ہے لیکن اس میں (13) تک عول ہے۔ بیوی کو $(\frac{1}{4})$ ، (3) ملے۔ دو عینی بہنوں کو $(\frac{2}{3})$ ، (8) ملے اور اخیانی بھائی کو $(\frac{1}{6})$ ، (2) ملے۔ پھر بیوی کا حصہ (3) اصل مسئلہ سے نکال دیا $(10 = 3 - 13)$ جواب (10) اس کا نیا اصل مسئلہ ہے۔ جس کے ذریعہ دو عینی بہنوں اور اخیانی بھائی کے درمیان ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ اب دو عینی بہنوں کا حصہ (8) ہے اور اخیانی بھائی کا حصہ (2) ہے۔



المناسخات (مناسخہ کا بیان)

لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی: مناسخہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جو نسخ سے مشتق ہے۔ اس کے لغوی معنی ازالہ، تغیر اور نقل کے ہیں۔ اسی سے ہے «نَسَخْتُ الْكِتَابَ: اَيُّ نَقَلْتُهُ اِلَى نُسْخَةٍ اٰخِرَى» "میں نے اس سے دوسرا نسخہ نقل کیا۔"

اصطلاحی معنی: میت کے ترکہ کی تقسیم سے قبل پہلی میت کے وارثوں میں سے کوئی ایک یا زیادہ وارث فوت ہو جائیں۔ تو دوسری میت کے حصہ کو اس کے وارثوں میں تقسیم کرنے کو مناسخہ کہتے ہیں۔

نوٹ: مناسخہ کے مسائل کو حل کرتے وقت یہ جاننا ضروری ہے کہ پہلی میت مذکر ہے یا مؤنث ورنہ حل کرنے میں غلطی کا امکان ہے۔ مثلاً ایک شخص نے اپنے ماں، باپ اور دو بیٹیوں کو زندہ چھوڑا۔ پھر ایک بیٹی مذکورہ وارثوں کو چھوڑ کر فوت ہو گئی اگر پہلی میت مذکر ہے تو دوسرے مسئلہ کے وارث عینی بہن، دادا اور دادی ہونگے۔ اور اگر پہلی میت مؤنث ہے۔ تو اس کے وارث، عینی بہن، نانا اور نانی ہونگے۔ نانا ذوالارحام میں سے ہے۔ اور وہ اصحاب الفروض کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتا۔

احوال المناسخه (مناسخہ مسائل کی حالتیں)

مناسخہ کے مسائل کی تین حالتیں ہیں جو درج ذیل ہیں

پہلی حالت: دوسری میت کے ورثاء پہلی میت والے وارث ہی ہوں اور دونوں مسئلوں میں ان کے سهام بھی تبدیل نہ ہوں۔ اس صورت میں پہلی اور دوسری میت کا ترکہ زندہ وارثوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

مثال ①: ایک شخص چار بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل بڑا بیٹا اور بیٹی فوت ہو گئے۔ اب ترکہ باقی تین بیٹوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔ اور فوت شدہ بیٹے اور بیٹی کو شمار نہیں کیا جائے گا۔

مثال ②: ایک آدمی اپنی بیوی، بیٹا اور بیٹی کو چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل بیوی مذکورہ دونوں بچوں کو چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ اب ساری جائیداد بیٹے اور بیٹی کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے تحت تقسیم ہو گئی۔

دوسری حالت: دوسری میت کے وارث ہی پہلی میت والے وارث ہوں۔ لیکن ان کے سهام دوسرے مسئلہ میں تبدیل ہو گئے ہوں۔ مثلاً ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی پہلی بیوی کے بطن سے ایک بیٹا اور دوسری بیوی کے بطن سے تین بیٹیاں زندہ چھوڑیں۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل ایک بیٹی فوت ہو گئی۔ پہلے مسئلہ میں سب بطور عصبہ وارث ہیں، لیکن دوسرے مسئلہ میں دونوں بیٹیاں میت کی عینی بہنیں بن

کروارث ہونگی جن کا سہام $(\frac{2}{3})$ ہوگا اور بیٹا میت کا علاقائی بھائی بن کر بطور عصبہ وارث ہوگا۔ یعنی پہلے مسئلہ میں سب وارث عصبہ تھے لیکن دوسرے مسئلہ میں بعض صاحب فرض بن کروارث بنے اور دیگر بطور عصبہ وارث ہوئے۔

تیسری حالت: دوسری میت کے ورثاء بعض اوقات پہلی میت والے وارث ہی ہوتے ہیں لیکن ان کے ہمراہ مزید دیگر وارث بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ جو پہلی میت کے وارث نہیں تھے۔ مثلاً ایک شخص فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، بیٹی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا، پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیٹی فوت ہو گئی، اس نے خاوند، بیٹا اور مذکورہ وارث زندہ چھوڑے، اس مثال میں دوسری میت (بیٹی) کے ورثاء مسئلہ میں شامل ہو گئے، جو پہلی میت کے وارث نہیں تھے۔

مناسخہ کی دوسری اور تیسری حالت کو حل کرنے کا طریقہ

ان حالتوں کو حل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل عمل کرنا ہوگا۔

- ① سب سے پہلے پہلی میت کے مسئلہ کو حل کر کے اس کا اصل مسئلہ معلوم کریں۔ اور اصل مسئلہ سے ہر وارث کو بشمول دوسری میت ان کا حصہ دیں۔ اگر تصحیح کی ضرورت ہو تو اصل مسئلہ کی تصحیح کریں، تاکہ ہر وارث کو اس کا حصہ کسر کے بغیر مل جائے۔
- ② اب دوسری میت کے مسئلہ کو حل کریں اور ہر وارث کو کسر کے بغیر اس کا حصہ دیں۔
- ③ دوسری میت کو جو حصہ پہلی میت کے اصل مسئلہ سے ملا ہے اسے اور دوسری میت کے اصل مسئلہ کو غور سے دیکھیں۔ ان دونوں عددوں کے درمیان، تماثل، تباہین، توافق یا تداخل میں سے کون سی نسبت پائی جاتی ہے۔

تماثل کی مثال: اگر دونوں کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو پہلی میت کا اصل مسئلہ ہی مناسخہ کی جامعہ ہوگا۔ یعنی پہلی اور دوسری میت کے سب وارث اس جامعہ سے اپنا

اپنا حصہ لیں گے۔

مثال: ایک عورت اپنا خاوند، ماں اور چچا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے خاوند فوت ہو گیا اور اپنے تین بیٹے جو دوسری بیوی کے بطن سے تھے زندہ چھوڑے۔

6	3	6	
=	=	میت	3
2	=	=	2
1	=	=	1
1	1	بیٹا	ع
1	1	بیٹا	ع
1	1	بیٹا	ع

حل پہلی میت کا اصل (6) ہے خاوند

کو $(\frac{1}{2})(3)$ ملے ماں کو $(\frac{1}{3})$ ،

(2) ملے، باقی (1) چچا کو ملا۔

دوسری میت (خاوند) کے مسئلہ کا

اصل (3) ہے ہر بیٹے کو (1) ملا۔

اب خاوند کو پہلی میت سے جو (3)

ملے ہیں اور اس کے مسئلہ کا اصل

بھی (3) ہے۔ دونوں عددوں کے درمیان تماثل کی نسبت ہے چنانچہ مسئلہ کی

جامعہ (6) ہوگئی۔ اب پہلی میت اور دوسری میت کے سب وارث (6) سے اپنا اپنا

حصہ لیں گے۔ چنانچہ ماں کو (2) چچا کو (1) اور تین بیٹوں کو (3) ہر ایک کو (1) ملا۔

تباین کی مثال: اگر دوسری میت کا حصہ جو اسے پہلی میت سے ملا ہے، اس کے اور

دوسری میت کے اصل کے درمیان تباین کی نسبت ہو۔ تو دوسری میت کے اصل کو

پہلی میت کے اصل کے ساتھ ضرب دیں۔ اور حاصل ضرب مناسخہ کی جامعہ ہوگی۔

اب دوبارہ دوسری میت کے اصل کو پہلی میت کے سب وارثوں کے حصہ کے ساتھ

ضرب دیں اور جواب ان کے ناموں کے سامنے جامعہ کے تحت لکھیں۔ اس طرح

دوسری میت کے حصہ کو جو اسے پہلی میت سے اصل سے ملا ہے اسے دوسری میت کے سب وارثوں کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں۔ اور جواب کو ان کے ناموں کے سامنے جامعہ کے تحت لکھیں اور جس وارث کو دونوں مسئلوں سے دو حصے ملیں ہیں انہیں جمع کریں وہ اس وارث کا حصہ ہوگا۔

مثال: ایک آدمی اپنی ماں، علاقائی بہن اور چچا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ ترکہ کی تقسیم سے قبل علاقائی بہن اپنے خاوند اور مذکورہ چچا کو چھوڑ کر فوت ہو گئی۔

12	2	2X6				حل، پہلی میت کا اصل مسئلہ (6) ہے۔
4	=	=	2X2	ماں	1/3	ماں کو (1/3)(2) ملے، علاقائی بہن
=	=	میت	3	علاقائی بہن	1/2	کو (1/2)، (3) ملے اور باقی (1)
5=3+2	3X1	چچا (ع)	2X1	چچا	ع	چچا کو ملا۔ دوسری میت (علاقائی بہن)
3	3X1	خاوند	1/2			کا اصل مسئلہ (2) ہے۔ خاوند کو

(1/2)، (1) ملا اور باقی (1) چچا کو ملا۔ دوسری میت کا اصل (2) ہے اور اسے پہلی میت سے (3) ملے ہیں۔ (2) اور (3) کے درمیان تباہی کی نسبت ہے۔ اب علاقائی بہن کے مسئلہ کے اصل (2) کو پہلی میت کے اصل (6) سے ضرب دیں گے۔ حاصل ضرب (12=2X6) مناسخہ کی جامعہ ہوگی، اب دوبارہ (2) سے پہلی میت کے سب وارثوں کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں گے، اسی طرح دوسری میت کے حصہ (3) کو جو اسے پہلی میت کے اصل سے ملا ہے اسے دوسری میت کے سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ اس طرح ماں کو (4) چچا کو پہلے مسئلہ سے (2) اور دوسرے مسئلہ سے (3) اور کل (5) ملے اور خاوند کو (3) ملے۔

توافق کی مثال: دوسری میت کا وہ حصہ جو اسے پہلی میت کے اصل مسئلہ سے ملا ہے، اس کے اور اس کے اصل کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو ان کا توافق (القاسم المشترك الاعظم) معلوم کریں۔ اب دوسری میت کے اصل کو اس وفق سے تقسیم کریں حاصل تقسیم کو پہلی میت کے اصل سے ضرب دیں، حاصل ضرب دونوں مسئلوں کی جامعہ ہوگی۔ پھر اسی عدد سے پہلی میت کے سب وارثوں کے حصوں کے ساتھ ضرب دیں، اور جواب جامعہ کے تحت لکھیں۔ اب دوسری میت کے حصہ کو جو اسے پہلی میت سے ملا ہے اسے اسی وفق کے ساتھ تقسیم کریں۔ اور جواب کو دوسری میت کے سب وارثوں کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں، جن وارثوں کو دونوں مسئلوں سے الگ الگ حصہ ملا ہے ان کو جمع کریں۔ اور جامعہ کے تحت لکھیں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی، بیٹی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔ ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیٹی فوت ہوگی اور اپنا خاوند، بیٹی اور مذکورہ بالا وارثوں کو زندہ چھوڑا (یعنی ماں کو جو پہلے مسئلہ میں بیوی تھی۔ اور چچا کو پہلے مسئلہ میں عینی بھائی تھا)۔

24	12		3X8		
5=2+3	1X2	1/6 ماں	3X1	بیوی	1/8
=	=	میت	4	بیٹی	1/2
10=1+9	1X1	(ع) چچا	3X3	عینی بھائی	ع
3	1X3	خاوند	1/4		
6	1X6	بیٹی	1/2		

حل پہلی میت کا اصل مسئلہ (8) ہے

بیوی کو (1/8) (1) ملا، بیٹی کو (1/2)،

(4) ملے اور باقی (3) عینی بھائی

نے بطور عصبہ لیے۔ دوسری میت

میت (بیٹی) کا اصل مسئلہ (12)

ہے۔ ماں کو (1/6) (2) ملے جو

پہلے مسئلہ میں بیوی تھی خاوند کو (1/4) (3) ملے، بیٹی کو (1/2) (6) ملے اور باقی

(1) چچا کو ملے جو پہلے مسئلہ میں عینی بھائی تھا۔ دوسری میت (بیٹی) کا اصل مسئلہ (12) ہے اور اسے پہلی میت کے اصل سے (4) ملے ہیں۔ (4) اور (12) کے درمیان التوافق بالربع کی نسبت ہے، اصل (12) کو (4) سے تقسیم کیا $(3=4 \div 12)$ حاصل تقسیم (3) کو پہلی میت (بیوی) کے اصل (8) سے ضرب دیا۔ $(24=3 \times 8)$ حاصل ضرب (24) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ دوبارہ (3) سے پہلی میت کے سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیا اب دوسری میت کے حصہ کو توافق (4) سے تقسیم کیا۔ $(1=4 \div 4)$ حاصل تقسیم (1) کو دوسری میت کے سب وارثوں کے ساتھ ضرب دیا۔ اور ان کے جوابات کو جامعہ کے تحت لکھا۔ اس طرح بیوی کو دو حصے ملے ان کا مجموعہ $(5=2+3)$ (5) بیوی کا حصہ ہے اس طرح عینی بھائی کو دو حصے ملے ان کا مجموعہ $(10=1+9)$ (10) اس کا حصہ ہے۔ خاوند کو (3) ملے اور دوسری میت کی بیٹی کو (6) ملے۔

نوٹ: اگر دوسری میت کے بعد تیسرا وارث فوت ہو جائے تو مناسخہ کی پہلی جامعہ کو پہلی میت کا اصل تصور کیا جائے گا۔ اور تیسری میت کے اصل مسئلہ کو دوسری میت کا اصل تصور کیا جائے گا۔ پھر تیسری میت کو جو پہلی جامعہ سے حصہ ملا ہے۔ اس کے اور جو اس کا اصل مسئلہ ہے ان کے درمیان دیکھیں کہ کون سی نسبت پائی جاتی ہے۔ پھر گذشتہ طریقہ کی طرح اسے حل کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر چوتھا اور پانچواں وارث فوت ہو جائیں تو اسی طرح عمل کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ مناسخہ کی آخری جامعہ حاصل کر لی جائے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، ماں، بیٹی اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیوی اپنے نئے خاوند، بیٹے اور مذکورہ وارثوں کو چھوڑ کر فوت ہو گئی،

اس کے بعد عینی بہن بھی اپنے خاوند، بیٹے اور مذکورہ وارثوں کو چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

288	5X12		3X96	3X4		4X24		
=	=	=	=	=	میت	3	بیوی	1/8
58=10+48	5X2	1/6 ماں	3X16	=	=	4X4	ماں	1/6
153	=	=	3X51	3X1	ع بیٹی	4X12	بیٹی	1/2
=	=	میت	20	=	=	4X5	عینی بہن	ع
9	=	=	3X3	3X1	1/4 خاوند			
18	=	=	3X6	3X2	ع بیٹا			
15	5X3	1/4 خاوند						
35	5X7	ع بیٹا						

حل: پہلی میت کا اصل مسئلہ (24) ہے۔ بیوی کو (1/8)(3) ملے، ماں کو (1/6)(4) ملے بیٹی کو (1/2)(12) ملے اور باقی (5) عینی بہن کو بطور حصہ ملے۔ اب دوسری میت (بیوی) کا اصل مسئلہ (4) ہے خاوند کو (1/4)(1) ملا، باقی (3) میں سے بیٹی کو (1) ملا، اور بیٹے کو (2) ملے۔ بیوی کا اصل مسئلہ (4) اور اس کے حصے (3) کے درمیان تباہی کی نسبت ہے۔ لہذا بیوی کے اصل مسئلہ (4) کو پہلی میت کے اصل مسئلہ (24) سے ضرب دیا۔ (96 = 4X24) حاصل ضرب (96) مسئلہ کی پہلی جامعہ ہے۔ اس سے ماں (16) ملے، بیٹی کو دو حصے ملے ان کا مجموعہ (51 = 3+48)، (51) بیٹی کا حصہ ہے۔ عینی بہن کو (20) ملے خاوند کو (3) اور بیٹے کو (6) ملے۔ اب تیسری میت (عینی بہن) کا اصل مسئلہ (12) ہے۔ اور اسے پہلی جامعہ

سے (20) ملے ہیں۔ (12) اور (20) کے درمیان توافق بالربع کی نسبت ہے لہذا عینی بہن کے اصل (12) کو (4) سے تقسیم کیا (3 = 4 ÷ 12)۔ حاصل تقسیم (3) سے پہلے جامعہ (96) کو ضرب دیا (288 = 3 × 96) حاصل ضرب (288) اس مسئلہ کی آخری جامعہ ہے۔ پھر پہلی جامعہ کے تحت سب وارثوں کے حصوں کو بھی (3) سے ضرب دیا۔ پھر عینی بہن کے حصہ (20) کو (4) سے تقسیم کیا (5 = 4 ÷ 20) حاصل تقسیم (5) سے ماں، خاوند اور بیٹے کے حصوں سے ضرب دیا۔ اور ان کے جوابات کو جامعہ کے تحت لکھا۔ چنانچہ آخری جامعہ (288) میں سے ماں کو (58) ملے، بیٹی کو (153) ملے۔ بیوی کے نئے خاوند کو (9) ملے اس کی بیٹی کو (18) ملے عینی بہن کے خاوند کو (15) ملے اور اس کے بیٹے کو (35) ملے۔

مثال ۲: ایک عورت فوت ہوگی اور اپنے خاوند، ماں اور بیٹی کو زندہ چھوڑا ترکہ کی تقسیم سے قبل خاوند فوت ہو گیا اور اپنی نئی بیوی ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔ پھر بیٹی فوت ہو گئی اور اپنی بیٹی، دو بیٹوں اور مذکورہ وارثوں کو زندہ چھوڑا۔ پھر ماں فوت ہو گئی۔ اور اپنے خاوند اور دو عینی بھائیوں کو زندہ چھوڑا۔

حل: خاوند، بیٹی، ماں والا مسئلہ رد کا مسئلہ ہے اس کی جامعہ (16) ہے۔ دوسرا مسئلہ بیوی ماں اور باپ کا عمرتیں مسئلہ ہے اس کا اصل مسئلہ (4) ہے۔ خاوند کے حصے (4) اور اس کے اصل (4) میں تماثل کی نسبت ہے لہذا (16) مناسخہ کی پہلی جامعہ ہے۔ پھر بیٹی فوت ہو گئی بیٹی کا حصہ (9) اور اس کے اصل (6) کے درمیان توافق بالثلث ہے۔ لہذا پہلی جامعہ (16) کو (2) سے ضرب دیا (32 = 2 × 16) حاصل ضرب (32) مناسخہ کی دوسری جامعہ ہے۔ پھر نانی فوت ہو گئی اس کا اصل (2) ہے اور اس کی تصحیح (4) ہے اور اس کا حصہ (9) ہے۔ (4) اور (9) کے درمیان تباین کی نسبت ہے لہذا دوسری جامعہ (32) کو (4) سے ضرب دیا (128 = 4 × 32) حاصل

ضرب (128) مناسخہ کی آخری جامعہ ہے۔ لہذا جامعہ میں سے بیوی کو (8) ملے، ماں کو (8) ملے، باپ کو (16) ملے۔ پہلی بیٹی کی بیٹی کو (12) ملے، اس کے پہلے بیٹے کو (24) ملے، دوسرے بیٹے کو بھی (24) ملے۔ پھر ماں کے خاوند کو (18) ملے اس کے پہلے عینی بھائی کو (9) ملے اور دوسرے عینی بھائی کو بھی (9) ملے۔ اس مثال کا ٹیبل درج ذیل ہے

حل

128	4=2x2		4x32	3x6		2x16	4	جامعہ الرود 16			
=	=	=	=	=	=	=	=	میت	4	خاوند	1/4
=	=	=	=	=	میت	9	=	=	9	بیٹی	1/2
=	=	میت	9=3+6	3=3x1	1/6 نانی	6=2x3	=	=	3	ماں	1/6
8	=	=	8=4x2	=	=	2=2x1	1	1/4 بیوی			
8	=	=	8=4x2	=	=	2=2x1	1	1/3 ماں			
16	=	=	16=4x4	=	=	4=2x2	2	ع باپ			
12	=	=	12=4x3	3=3x1	ع بیٹی						
24	=	=	24=4x6	6=3x2	ع بیٹا						
24	=	=	24=4x6	6=3x2	ع بیٹا						
18	18=9x2	1/2 خاوند									
9	9x1	ع بھائی									
9	9x1	ع بھائی									

مثال 3: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، بیٹی اور چچا کو زندہ چھوڑا پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیٹی مذکورہ ورثاء کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ پھر بیوی اپنا خاوند اور دو عینی بہنوں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔

24	7/6		24	3		3X8		
=	=	میت	7=4+3	4=4X1	1/3 ماں	3=3X1	بیوی	1/8
=	=	=	=	=	میت	4	بیٹی	1/2
17	=	=	17=8+9	8=4X2	ع چچا	9=3X3	چچا	ع
3	3	1/2 خاوند						
4	4	2/3 دو عینی بہنیں						

حل: پہلے مسئلہ کا اصل مسئلہ (8) ہے۔ پھر بیٹی فوت ہو گئی اس کا اصل مسئلہ (3) اور اس کا حصہ (4) ہے۔ (3) اور (4) کے درمیان تباہی کی نسبت ہے۔ چنانچہ (8) کو (3) سے ضرب دیا (24=8X3) حاصل ضرب (24) مناسخہ کی پہلی جامعہ ہے۔ پھر بیوی فوت ہو گئی۔ بیوی کے مسئلہ کا اصل مسئلہ (6) ہے لیکن اس میں (7) تک عمل ہے اس طرح بیوی کے حصہ (7) اور اس کے اصل مسئلہ (7) کے درمیان تماثل کی نسبت ہے لہذا پہلی جامعہ (24) ہی آخری جامعہ ہو گئی۔ اس میں سے چچا کو (17) ملے۔ بیوی کے خاوند کو (3) اور اس کی دو عینی بہنوں کو (4) ملے ہر ایک کو (2) ملے۔

مثال 4: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے بیوی، دو بیٹے (الف) اور (ب) اس کے بطن سے ایک اور بیٹا (ج) اور بیٹی مطلقہ بیوی کے بطن سے زندہ چھوڑے۔ پھر ترکہ کی

تقسیم سے قبل بیٹا (ج) فوت ہو گیا اس اپنی ماں اور مذکورہ وراثت کو زندہ چھوڑے۔ پھر بیٹا (الف) اپنے دو اخیانی بھائیوں اور مذکورہ وراثت کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ پھر بیٹا (ب) مذکورہ وراثت کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ پھر بیوی اپنے دو بیٹے جو گزشتہ مسئلہ میں اخیانی بھائی ہیں اور دیگر مذکورہ وارثوں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔

مثال: 4 کا حل شدہ ٹیبل اگلے صفحہ پر موجود ہے۔



576	71x2	2x288	21x6	2x144	7x6	6x24	1x6	3x8	حصہ
=	=	71=21+50	21x1	25=7+18 50=2x25	=7x1	18=6x3	=	3=3x1	1/8
=	=	=	=	=	=	7=1+6	1x1	6=3x2	ع
=	=	=	=	63=21+42	21=7x3	7=1+6	1x1	6=3x2	ع
=	=	=	=	=	=	42=6x7	=	6=3x2	ع
270	=	135=63+72	63=21x3	72=2x36	=	=	=	3=3x1	ع
24	=	270=2x135	=	=	=	6=3+3	1x3	3=3x1	ع
71+70	71x1	24=2x12	=	12=2x6	=	36=6x6	=	3=3x1	ع
141=	71=	35=21+14	21x1	14=2x7	7x1	6=6x1	1x1	3=3x1	ع
71+70	71x1	70=2x35	21x1	=	=	=	=	3=3x1	ع
141=	71=	35=21+14	21x1	14=2x7	7x1	6=6x1	1x1	3=3x1	ع
141=	71=	70=2x35	21x1	14=2x7	7x1	6=6x1	1x1	3=3x1	ع

مشقی سوال

- ① ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنے دو بیٹے اور دو بیٹیاں زندہ چھوڑیں پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے ایک بیٹا فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، بیٹی اور مسئلہ میں مذکورہ وراثہ کو زندہ چھوڑا۔
- ② ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی تین بیٹیاں، ماں اور ایک بیٹیا (اپنی مطلقہ بیوی کے لطن سے) کو زندہ چھوڑا۔ ترکہ کی تقسیم سے قبل ایک بیٹی فوت ہو گئی اور اپنا خاوند، بیٹی اور مذکورہ وراثہ کو زندہ چھوڑا۔ پھر بیٹا فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، دو بیٹیوں اور مذکورہ وراثہ کو زندہ چھوڑا۔
- ③ ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اور ماں، باپ اور دو بیٹیوں کو زندہ چھوڑا، پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل ایک بیٹی مذکورہ وراثہ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔
- ④ ایک آدمی اپنی بیوی، بیٹی اور بیٹے کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیٹی مذکورہ وراثہ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔
- ⑤ ایک عورت اپنا خاوند، ماں، دو عینی بہنیں اور دو اخیانی بہنیں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل خاوند اپنی بیوی ماں اور باپ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔
- ⑥ ایک عورت اپنے خاوند، ماں اور عینی بہن کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل خاوند سے مذکورہ عینی بہن سے شادی کر لی اور پھر اپنی بیوی، دو بیٹیوں، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

میراث الحمل (حمل کی وراثت)

حمل کے لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی معنی: حمل (بسکون المیم) لغت میں ثقل کے معنی میں آتا ہے۔
اصطلاحاً: ماں کے رحم میں جو نطفہ قرار پا جاتا ہے چاہے مذکر ہو یا مؤنث اسے حمل کہتے ہیں۔

حمل کی جنس غیر معلوم ہوتی ہے۔ پتہ نہیں وہ لڑکا ہے یا لڑکی اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ زندہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر زندہ پیدا ہو۔ تو وہ اپنے مورث کی جائیداد کا وارث ہوگا۔ اور اگر وہ مردہ پیدا ہو تو وہ وارث نہیں ہوگا۔

حمل چونکہ مجہول الوصف ہوتا ہے۔ اس لیے میت کی جائیداد کی حتمی تقسیم ممکن نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وضع حمل کے بعد جائیداد تقسیم کی جائے۔ لیکن دوسرے ورثاء جو حمل کے ہمراہ ترکہ میں شریک ہیں ان کے حالات کے مد نظر جائیداد کی عارضی تقسیم کی جاسکتی ہے۔ پھر پیدائش کے بعد حتمی تقسیم کی جائے گی۔

حمل کے وارث بننے کی شروط (شروط وارث الحمل)

حمل کے وارث بننے کی دو شرطیں ہیں

① موڑث کی موت کے وقت حمل ماں کے رحم میں موجود ہونا چاہیے۔ یہ تب ثابت ہوتا ہے جب بچہ کی پیدائش مقررہ وقت کے اندر اندر ہو۔ اس مدت میں فقہاء کے

درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

احناف کے نزدیک حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے

امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہاں حمل کی اکثر مدت چار سال ہے۔ اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں پانچ سال ہے۔ لیکن سب فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ حمل کی اقل مدت چھ ماہ ہے۔ اگر کوئی بچہ موڑٹ کی موت کے بعد اکثر مدت کے اندر پیدا ہو تو وہ وارث ہوگا اور اگر اکثر مدت کے بعد پیدا ہو تو وہ میت کا وارث نہیں ہوگا۔

اگر حمل میت کے اپنا نہیں بلکہ اس کے ماں، باپ، بیٹا یا بھائی وغیرہ کا ہو تو اس کے وارث بننے کی یہ شرط ہے کہ میت کی وفات کو چھ ماہ پورے ہوتے ہی یا اس سے پہلے بچہ پیدا ہو۔ اگر چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا۔ تو وہ وارث نہیں بنے گا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ میت کی وفات کے وقت وہ عورت حاملہ نہ ہو۔ اور حمل بعد میں ٹھہرا ہو۔ جب شک پیدا ہو گیا۔ تو بچہ وارث نہیں بن سکتا کیونکہ وارث بننے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ حمل مورث کی وفات کے وقت موجود ہو۔

② حمل ماں کے رحم سے زندہ پیدا ہو۔ اس کی زندگی کے آثار جاننے کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً پیدائش کے وقت بچے کا چلانا۔ چھینک مارنا یا رونا وغیرہ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

«قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لَا يَصْلِي عَلَيْهِ وَلَا

يَرِثُ وَلَا يُورَثُ حَتَّى يَسْتَهْلَ» (ابن ماجہ، الترمذی)

”بچہ جب تک پیدائش کے وقت چمچے، چلائے نہ تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی

جائے گی۔ اور نہ ہی وہ وارث ہوگا اور نہ ہی دوسرے اس کے وارث ہو گئے۔“

حمل والے مسئلہ کو حل کرنے کا طریقہ

حمل والے مسئلہ کو دو دفعہ حل کیا جائے گا۔ ایک دفعہ حمل کو مذکور تصور کریں گے اور دوسری دفعہ حمل کو مؤنث تصور کریں گے۔ دونوں مسئلوں کے اصل مسئلہ اگر مختلف ہوں تو انہیں متحد یعنی ایک جیسا بنانا ہوگا۔ وہ اس طرح کہ دیکھنا ہوگا کہ دونوں اصولوں کے درمیان مماثل، تباین، توافق میں سے کوئی سی نسبت پائی جاتی ہے۔ اگر دونوں اصولوں کے درمیان مماثل کی نسبت ہو تو ان میں سے کسی ایک کو حمل کی جامعہ بنائیں گے، اور اگر ان کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو مذکور والے اصل کو مؤنث والے اصل سے اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ اسی طرح مؤنث والے اصل کو مذکور والے اصل سے اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ اور اگر ان کے درمیان توافق کی نسبت ہو۔ تو مذکور والے اصل کے وفق کو مؤنث والے پورے اصل سے اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے اسی طرح مؤنث والے اصل کے وفق کو مذکور والے پورے اصل سے اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ پھر کسی ایک تصحیح شدہ اصل کو حمل کی جامعہ بنائیں گے۔

جس وارث کا حصہ ان دونوں صورتوں میں نہیں بدلا اسے اس کا پورا حصہ دیں گے۔ جس وارث کا حصہ کسی مسئلہ میں کم ہو گیا تو اسے کم دیا جائے گا۔ اگر کوئی وارث دونوں صورتوں میں سے کسی صورت میں محروم ہو جاتا ہے تو اسے اس عارضی تقسیم سے کچھ نہیں دیا جائے گا۔ اگر کوئی وارث دونوں صورتوں میں محروم ہوتا ہے تو وہ جائیداد سے محروم ہوگا۔ اس عارضی تقسیم میں جو حصے بیچ جائے گے انہیں حمل کی پیدائش تک محفوظ اور موقوف کر لیا جائے گا۔ پھر بچے کی پیدائش کے بعد دیکھا جائے گا۔ جو مزید حصے کا حقدار ہوگا اسے اس

موقوف سے دے دیا جائے گا۔ اس عارضی تقسیم میں سے وارثوں سے ضامن لیا جائے گا کہ جنہیں ان کے حق سے زیادہ حصہ ملا ہے تو وہ دیگر ورثاء کو واپس کر دیں گے۔

حمل اگر دوسرے وارثوں کے لیے حاجب ہے تو حمل کی پیدائش تک ترکہ تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ حمل اگر ایک صورت میں وارث بنتا ہے اور دوسری صورت میں وارث نہیں بنتا تو اس کا پورا حصہ اس کی پیدائش تک موقوف رکھا جائے گا۔ حمل اگر دونوں صورتوں میں وارث نہیں بنتا تو اس کی پیدائش کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ترکہ کو وارثوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا۔ مثلاً ایک آدمی نے اپنا باپ اور ماں جو دوسرے خاوند سے حاملہ ہے زندہ چھوڑا۔ اس مثال میں حمل اخیانی بھائی سے یا اخیانی بہن ہیں دونوں باپ کی موجودگی کی وجہ سے محروم ہیں اس لیے باپ اور ماں کے درمیان ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ ماں (1/3) ملے گا اور باقی (2/3) باپ لے گا۔

تمثال کی مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنے باپ اور حاملہ بیوی کو زندہ چھوڑا۔

اس مثال کی دونوں صورتوں میں اصل مسئلہ (24) ہے۔ اس لیے اس کی جامعہ (24) ہے۔ بیوی کو (3) باپ کو (4) اس کا کم والا حصہ ملا، اور باقی (17) موقوف ہیں۔ اگر لڑکا پیدا ہوا تو سارے وہی لے گا۔ اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو لڑکی کو (17) میں سے (12) دیں گے اور باقی (5) باپ کو مزید دیں گے۔ اس طرح باپ کو (9) ملیں گے۔

24	جامعہ	24	مفروض مؤنث	24	مفروض مذکر	حمل
3	بیوی	3	بیوی	3	بیوی	1/8
4	باپ	9=5+4	باپ	4	باپ	1/6
17	موقوف	12	حمل (لڑکی)	17	حمل (لڑکا)	ع

تباہی کی مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنا پوتا، پوتی اور بیٹی کی حاملہ بیوی کو زندہ چھوڑا۔ مذکورہ مسئلہ کا اصل (5) ہے اور مؤنت والے مسئلہ کا اصل (4) ہے دونوں کے درمیان تباہی کی نسبت ہے۔ لہذا اس کی جامعہ $(20=5 \times 4)$ حاصل ضرب (20) ہے۔ پوتے کو اس کا کم حصہ (8) دیں گے۔ اور پوتی کو بھی اس کا کم حصہ (4) دیں گے۔ باقی (8) موقوف ہیں۔ اگر لڑکا پیدا ہوا تو سارے موقوف وہی لے گا۔ اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو وہ (8) میں سے (5) لے گی اور باقی (3) میں سے پوتا مزید (2) لے گا اور پوتی مزید (1) لے گی۔

جامعہ		مفروض مؤنت				مفروض مذکر				حل
20		20	5x4			20	4x5			
8	پوتا	10	5x2	پوتا	ع	8	4x2	پوتا	ع	
4	پوتی	5	5x1	پوتی	ع	4	4x1	پوتی	ع	
8	موقوف	5	5x1	حمل (پوتی)	ع	8	4x2	حمل (پوتا)	ع	

توافق کی مثال: ایک عورت فوت ہو گئی اس نے اپنا خاوند اور ماں کو جو اس کے باپ سے حاملہ ہے زندہ چھوڑا۔ (حمل عینی بھائی ہے یا عینی بہن) مذکورہ مسئلے کا اصل (6) ہے اور مؤنت والے مسئلہ کا اصل (8) کیونکہ اس میں عول واقع ہوا ہے۔ (6) اور (8) کے درمیان توافق بال نصف کی نسبت ہے۔ لہذا اصل (6) کو (4) سے ضرب دیں گے اور اصل (8) کو (3) سے ضرب دیں گے۔ اس مسئلہ کی جامعہ (24) ہے۔ اس عارضی تقسیم میں خاوند کو اس کا اقل حصہ (9) دیں گے۔ اور ماں کو اس کا اقل حصہ (6) دیں گے اور باقی (9) موقوف ہوں گے۔ اگر لڑکی پیدا ہوئی تو وہ سارے موقوف لے گی اور اگر لڑکا پیدا ہو تو وہ (9) میں سے (4) لے

گا۔ اور باقی (5) میں سے خاوند مزید (3) لے گا اور ماں مزید (2) لے گی۔

مفروض مذکر		مفروض مؤنث			
24	4x6	24	3x8	جامعہ	24
12	4x3	9	3x3	خاوند	9
8	4x2	6	3x2	ماں	6
4	4x1	9	3x3	موقوف	9
				خاوند	1/2
				ماں	1/3
				حمل (لڑکی)	1/2

مشقی سوال

ایک شخص فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل ورثاء زندہ چھوڑے۔ درج ذیل مسائل کو حل کریں اور بتائیں عارضی تقسیم میں حمل کے لیے کیا موقوف رکھا جائے گا۔

- ① باپ، پوتی اور اپنی حاملہ بیوی۔
- ② دو بیٹیاں، پوتی اور اپنے بیٹے کی حاملہ بیوی۔
- ③ ماں، عینی بھائی اور اپنی حاملہ بیوی۔
- ④ باپ، ماں، بیٹی اور بیٹے کی حاملہ بیوی۔
- ⑤ ماں، عینی بہن اور اپنی حاملہ بیوی۔
- ⑥ عینی بہن، 2 اخیانی بہنیں، ماں میت کے باپ سے حاملہ۔
- ⑦ بیوی، بیٹی، عینی بہن اور اپنے بیٹے کی حاملہ بیوی۔
- ⑧ باپ، ماں، بیٹی اور اپنی حاملہ بیوی۔
- ⑨ باپ اور اپنی ماں جو حاملہ ہے۔ ⑩ بیٹا اور اپنی حاملہ بیوی۔

میراث الخنثی (مخنت ”ہجرے“ کی وراثت)

لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی معنی: خنثی فُعَلٰی کے وزن پر ہے اور خنث سے مشتق ہے۔ یہ نرمی، مڑ جانا اور ٹوٹنے کے معنی میں آتا ہے۔ کہا جاتا ہے خنث الرجل جب آدمی عورتوں کی طرح بات کرے اور اپنی چال، لباس وغیرہ میں عورتوں سے مشابہت کرے۔
اصطلاحاً: خنثی ہجرے کو کہتے ہیں۔ جس کی شرمگاہ مردوں اور عورتوں والی ہو۔ یا دونوں میں سے کوئی بھی نہ ہو بلکہ پیشاب کرنے کے لیے ایک سوراخ ہو اور کسی بھی شرمگاہ سے مشابہت نہ ہو۔

وہ وارث جو خنثی ہو سکتے ہیں: اسلام میں یہ قطعی طور پر ممکن نہیں کہ ماں، باپ، یا خاوند، بیوی خنثی ہوں لیکن درج ذیل وارث خنثی ہو سکتے ہیں۔

① بیٹا ② پوتا ③ عینی، علاقائی اور اخیانی بھائی، ④ عینی اور علاقائی بھائی کے بیٹے

⑤ عینی اور علاقائی چچا ⑥ چچا کے بیٹے ⑦ معتق

خنثی کی میراث

خنثی جس میں مرد اور عورت والے دونوں عضو مخصوص موجود ہوں یا پھر دونوں عضووں میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ بلکہ ان کے بجائے ایک سوراخ ہو جس سے وہ پیشاب کرتا ہو۔ اکثر یہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ خنثی کے سن بلوغت کو پہنچنے پر مرد یا عورت کی

علامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں جیسے ڈارھی کا نکل آنا، خواب میں مردوں کی طرح احتلام آنا، یا عورتوں کے طرح پستانوں کا ظاہر ہونا۔ عورت والی شرمگاہ سے پیشاب کرنا، حیض کا آنا چاہے زندگی میں ایک ہی دفعہ آئے وغیرہ وغیرہ۔ اگر خنثی میں مرد والی علامتیں غالب ہوں تو وہ مرد کی میراث لے گا۔ اگر اس میں عورتوں والی علامتیں غالب ہوں تو وہ عورت کی میراث لے گا۔

خنثی کی اقسام: خنثی کی دو قسمیں ہیں: ① خنثی غیر مشکل ② خنثی مشکل

① خنثی غیر مشکل: یہ وہ بچہ ہے جس کی مستقبل میں مرد یا عورت والی علامتیں ظاہر ہونے کی امید ہو۔

اگر ایک شخص فوت ہو جائے اور اس کے وارثوں میں کوئی وارث خنثی اور وہ ابھی بچہ ہی ہو۔ اور مستقبل میں مرد یا عورت کی علامتیں ظاہر ہونے کی امید ہو۔ بہتر تو یہ ہے کہ خنثی کے بالغ ہونے تک جائیداد کو تقسیم نہ کیا جائے، لیکن دوسرے ورثاء کا لحاظ رکھتے ہوئے جائیداد کی عارضی تقسیم کی جاسکتی ہے۔

خنثی غیر مشکل والے مسئلہ کو حل کرنے کا طریقہ

(۱) خنثی غیر مشکل کے مسئلہ کو دو دفعہ حل کیا جائے گا۔ ایک دفعہ خنثی کو مذکر اور دوسری دفعہ اس کو مؤنث تصور کریں گے۔ اگر دونوں مسئلوں کے اصل کے درمیان مماثلت کی نسبت ہو تو مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں ان میں سے کسی ایک کو خنثی کی جامعہ بنائیں گے۔ اور ہر وارث کو بمع خنثی دونوں مسئلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیں گے۔ اور باقی حصہ کو خنثی کے سن بلوغت کو پہنچنے تک موقوف رکھیں گے۔ اگر کوئی وارث دونوں مسئلوں میں سے کسی ایک مسئلہ میں محروم ہوتا ہے یعنی وارث

نہیں بنتا تو وہ خنثی کی حالت کے انکشاف ہونے تک غیر وارث قرار پائے گا۔

تمثال کی مثال:

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، باپ اور بیٹا خنثی زندہ چھوڑا جس کے حال کے انکشاف کی امید ہے۔

دونوں مسئلوں کا اصل (12) ہے ان کے درمیان تمثال کی نسبت ہے لہذا اس کی جامعہ (12) ہے۔ خاوند کو (3)، باپ کو (2) اور خنثی کو (6)، ان کے اقل حصے دے۔ اور باقی (1) خنثی کی حالت کے انکشاف تک موقوف ہے۔ اگر خنثی مرد ظاہر ہوا تو باقی (1) وہ لے گا اور اگر خنثی عورت ظاہر ہوئی تو باقی (1) باپ لے گا۔

12	جامعہ	12	مؤنث	12	مذکر	حل	
3	خاوند	3	خاوند	$\frac{1}{4}$	3	$\frac{1}{4}$	
2	باپ	1+2	باپ	$\frac{1}{6}$ ع	2	$\frac{1}{6}$	
6	خنثی	6	خنثی بیٹی	$\frac{1}{2}$	7	ع	
1	موقوف						

تباین کی مثال: اگر دونوں مسئلوں کے اصل کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو مذکور والے

اصل کو مؤنث والے اصل کے ساتھ ضرب دیں گے۔ نیز اس اصل کے تحت سب

وارثوں کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے۔ اس طرح مؤنث والے اصل کو مذکر

والے اصل کے ساتھ ضرب دیں گے۔ نیز اس کے تحت سب وارثوں کے حصہ سے

بھی ضرب دیں گے پھر کسی ایک تصحیح کو خنثی کی جامعہ بنائیں گے۔ اور ہر وارث کو بمع

خنثی دونوں مسئلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیں گئے باقی حصہ کو خنثی کے سن بلوغت

کو پہنچنے تک موقوف رکھیں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اور اپنا بیٹا، بیٹی اور بیٹا خنثی زندہ چھوڑا۔ مستقبل میں اس کی حالت کی انکشاف کی امید ہے۔

اس مسئلہ میں مذکور والا اصل (5) ہے اور مؤنث والا اصل (4) ہے ان دونوں کے درمیان تباہی کی نسبت ہے اس لیے مؤنث والے اصل (4) کو مذکور والے اصل (5) کے ساتھ ضرب دیں گے۔ $(20=5 \times 4)$ حاصل ضرب (20) اس کی تصحیح ہے۔ اس طرح مذکور والے اصل کو (5) کو مؤنث والے اصل (4) کے ساتھ ضرب دیں گے۔ $(20=4 \times 5)$ حاصل ضرب (20) اس کے تصحیح ہے۔ چنانچہ (20) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ اب سب وارثوں کو دونوں مسلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیں گے۔ اس طرح بیٹے کو (8)، بیٹی کو (4) اور خنثی کو (5) دیں گے اور باقی (3) موقوف ہیں۔ اگر خنثی مذکور ظاہر ہوا تو وہ موقوف (3) لے گا اور اگر خنثی مؤنث ظاہر ہوئی تو بیٹی کو مزید (1) ملے گا۔ اور بیٹے کو مزید (2) دیں گے۔

جامعہ		مفروض مؤنث		مفروض مذکر		حل
20		20	5x4	20	4x5	
8	بیٹا	10	5x2	8	4x2	ع
4	بیٹی	5	5x1	4	4x1	ع
5	خنثی	5	5x1	8	4x2	ع
3	موقوف					

توافق کی مثال: اگر دونوں اصلوں کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو مذکور والے اصل کے وفق کو مؤنث والے اصل اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب

دیں گئے۔ اس طرح مؤنث والے اصل کے وفق کو مذکر والے اصل اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ پھر کسی ایک تصحیح کو جامعہ بنائے گے۔ اور خنثی سمیت سب وارثوں کو دونوں مسئلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیں گے۔ اور باقی کو موقوف کر لیں گے۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، ماں اور علاقائی بھائی خنثی کو زندہ چھوڑا مستقبل میں اس کی حالت کے انکشاف کی امید ہے۔

اس مثال میں مذکر والے مسئلہ کا اصل (6) ہے اور مؤنث والے مسئلہ کا اصل (8) ہے۔ دونوں کے درمیان توافق بالصف کی نسبت ہے۔ لہذا مذکر والے اصل (6) کے وفق (3) کو مؤنث کے اصل (8) سے ضرب دیں گے۔ اس طرح مؤنث والے اصل (8) کے وفق (4) کو مذکر والے اصل (6) سے ضرب دیں گے۔ دونوں اصلوں کی تصحیح (24) ہوگی۔ چنانچہ اس مسئلہ کی جامعہ (24) ہوگی۔ اب ہر وارث کو ان کا اقل حصہ دیں گے۔ خاوند کو (9)، ماں کو (6) اور خنثی کو (4) دیں گے۔ اور باقی (5) خنثی کی حالت کے انکشاف تک موقوف رکھیں گے۔ اگر خنثی مؤنث ظاہر ہوئی تو سارا موقوف اسے دے دیں گے۔ اور اگر مذکر ظاہر ہوا تو ماں کو مزید (2) اور خاوند کو مزید (3) دیں گے۔

24	جامعہ
9	خاوند
6	ماں
4	خنثی
5	موقوف

24	3x8	مفروض مؤنث	
9	3x3	خاوند	1/2
6	3x2	ماں	1/3
9	3x3	خنثی بہن	1/2

24	4x6	مفروض مذکر	
12	4x3	خاوند	1/2
8	4x2	ماں	1/3
4	4x1	خنثی بھائی	ع

حل

خنثی مشکل

خنثی مشکل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی جنس بالغ ہونے کے بعد بھی واضح نہ ہوئی ہو۔ کہ وہ مرد ہے یا عورت۔ اسی طرح وہ خنثی بچہ بھی خنثی مشکل ہی تصور کیا جائے گا۔ جو بچپن میں فوت ہو گیا ہو اور اس میں مرد یا عورت والی علامتیں غالب نہیں تھیں۔

خنثی مشکل کی وراثت

خنثی مشکل والے مسئلے کو دو دفعہ حل کیا جائے گا۔ ایک دفعہ خنثی کو مذکر اور دوسری دفعہ مؤنث تصور کریں گے۔ لیکن اس کے استحقاق کے بارہ میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس کے بارے میں کوئی صریح نص نہیں آئی ہے۔

مذہب الاحناف

خنثی مشکل کے دونوں مسئلوں کے اصل کو متحد کرنے کے بعد خنثی مشکل کو ان میں سے اقل حصہ دیا جائے گا۔ اگر خنثی مشکل ایک اعتبار سے وارث ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے غیر وارث تو وہ وراثت سے محروم ہوگا۔ لیکن باقی ورثاء پورا پورا حصہ لیں گے۔

مذہب الشافعیة

خنثی مشکل کے دونوں مسئلوں کے اصل کو متحد کرنے کے بعد خنثی مشکل اور اس کے

ہمراہ جتنے بھی وارث ہیں۔ انہیں دونوں مسئلوں میں سے اقل حصہ دیا جائے گا۔ اور جو باقی بچے گا اسے سب وارثوں کے درمیان برابر برابر یا جس طرح وہ راضی ہوں تقسیم کیا جائے گا۔

مذہب الحنابلہ و المالکیہ

خنثی مشکل کے دونوں مسئلوں کے اصل کو متحد کرنے کے بعد خنثی مشکل کو مذکور اور مؤنث تصور کرنے پر دونوں صورتوں میں جو حصہ ملتا ہے ان کا آدھا آدھا حصہ خنثی مشکل کو دیا جائے گا۔ یعنی نصف میراث الذکر و نصف میراث الاثنی دی جائے گی۔ ان کے مذہب کے مطابق خنثی مشکل والے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے درج ذیل عمل کرنا ہوگا۔

(۱) دونوں مسئلوں کے اصل کو متحد کرنے کے بعد کسی ایک تصحیح کو لے کر اسے خنثی کے احوال کی تعداد سے ضرب دیں گے۔ یعنی اگر مسئلہ میں ایک ہی خنثی ہو تو تصحیح کو (2) سے ضرب دیں گے۔ کیونکہ اس مسئلہ کو دو دفعہ حل کیا گیا ہے۔ اگر مسئلہ میں دو خنثی ہوں تو تصحیح کو (4) سے ضرب دیں گے اور (3) خنثی ہوں تو تصحیح کو (8) سے ضرب دیں گے اور اگر (4) خنثی ہوں تو تصحیح کو (16) سے ضرب دیں گے۔ ان کی حاصل ضرب خنثی مشکل کے مسئلہ کی جامعہ ہوگی۔

(ب) دونوں تصحیحوں میں سے ہر وارث کے دونوں حصے بمع خنثی مشکل جامعہ کے تحت لکھیں گے اور جمع کریں گے ان کی حاصل جمع ان کا حصہ ہوگا۔

نوٹ: اگر کسی مسئلہ میں دو خنثی مشکل وارث ہوں۔ تو اس مسئلہ کو (4) دفعہ حل کرنا ہوگا۔ پہلی مسئلہ میں دونوں کو مذکور تصور کریں گے اور دوسرے مسئلہ میں دونوں کو مؤنث تصور کریں گے۔ تیسرے مسئلہ میں پہلے کو مذکور اور دوسرے کو مؤنث او

رچوتھے مسئلہ میں پہلے کو مؤنث اور دوسرے کو مذکر تصور کریں گے۔ پھر سب اصولوں کو متحد کرنے کے بعد کسی ایک تصحیح کو (4) سے ضرب دیں گے اور اصل ضرب اس مسئلہ کی جامعہ ہوگی۔

مثال ①: تماثل کی مثال: ایک عورت اپنا خاوند، باپ اور بیٹا خنثی مشکل زندہ چھوڑ کر فوت ہوگی۔

دونوں مسئلوں کے اصل کے درمیان تماثل کی نسبت ہے۔ لہذا اصل (12) کو خنثی کی 2 حالتوں سے ضرب دیا ($24=2 \times 12$) حاصل ضرب (24) خنثی مشکل کے مسئلہ کی جامعہ ہے۔ اب خاوند کو پہلے مسئلہ میں (3) اور دوسرے مسئلہ میں بھی (3) ملے اور کا مجموعہ ($6=3+3$) (6) خاوند کو دیا۔ باپ کو پہلے مسئلہ سے بھی (2) اور دوسرے مسئلہ سے (3) ملے ان کا مجموعہ ($5=3+2$) (5) باپ کو دیا۔ خنثی مشکل کو پہلے مسئلہ سے (7) اور دوسرے مسئلہ سے (6) ملے ان کا مجموعہ ($13=6+7$) (13) خنثی کو دیا۔

جامعہ	مؤنث	مذکر
24 = 2x12	12	12
6 3+3 خاوند	3 خاوند $\frac{1}{4}$	3 خاوند $\frac{1}{4}$
5 3+2 باپ	3=1+2 باپ $\frac{1}{6}$	2 باپ $\frac{1}{6}$
13 6+7 خنثی مشکل	6 خنثی بیٹی $\frac{1}{2}$	7 خنثی بیٹا ع

مثال ②: تباہی کی مثال: ایک شخص اپنا بیٹا، بیٹی اور تیسرا بیٹا خنثی مشکل چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

اس مثال میں پہلے مسئلہ اصل (5) ہے اور دوسرے مسئلہ کا اصل (4) ہے دونوں کے درمیان تباہی کی نسبت ہے۔ ان کی تصحیح (20) ہے اور جامعہ (40) ہے۔ بیٹے

کو دونوں مسکوں میں سے (18) ملے بیٹی کو (9) اور خنثی مشکل کو (13) ملے۔

40	=2x20	جامعہ	20	=5x4	مؤنث	20	=4x5	مذکر
18	=10+8	بیٹا	10=5x2	بیٹا	ع	8=4x2	بیٹا	ع
9	=5+4	بیٹی	5=5x1	بیٹی	ع	4=4x1	بیٹی	ع
13	=5+8	خنثی مشکل	5=5x1	خنثی بیٹی	ع	8=4x2	خنثی بیٹا	ع

مثال ③: توافق کی مثال: ایک عورت فوت ہوگی اور اپنا خاوند، ماں اور عینی بھائی خنثی مشکل کو زندہ چھوڑا۔

مذکر والے مسئلہ کا اصل (6) اور مؤنث والے مسئلہ کا اصل (8) ہے کیونکہ اس میں عول ہے۔ دونوں اصلوں کے درمیان توافق بال نصف کی نسبت ہے۔ مذکر والے اصل (6) کو (4) سے ضرب دیا اور مؤنث والے اصل (8) کو (3) سے ضرب دیا۔ ان کی حاصل ضرب (24) ہے۔ (24) کو خنثی کی حالتیں (2) سے ضرب دیا۔ (48=2x24) حاصل ضرب (48) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ خاوند کو (21) ملے۔ ماں کو (14) ملے اور خنثی کو (13) ملے۔

48	=2x24	جامعہ	24	=3x8	مؤنث	24	=4x6	مذکر
21	9+12	خاوند	9=3x3	خاوند	1/2	12=4x3	خاوند	1/2
14	6+8	باپ	6=3x2	ماں	1/3	8=4x2	باپ	1/3
13	9+4	خنثی	9=3x3	خنثی بہن	1/2	4=4x1	خنثی بھائی	ع



مشقی سوال

ایک شخص فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل ورثاء زندہ چھوڑے۔

- ⊙ خاوند، ماں اخیانی بھائی، عینی بھائی جو مشکل ہے۔
- ⊙ ماں، بیٹا، بیٹی اور بیٹا جو خنثی غیر مشکل ہے۔
- ⊙ خاوند، ماں، 2 اخیانی بھائی، عینی بھائی جو خنثی مشکل ہے۔
- ⊙ بیٹا اور 2 خنثی بیٹے۔
- ⊙ خاوند، ماں، عینی بہن اور عینی بھائی خنثی مشکل۔



مفقود الخبر کی میراث

لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی معنی: مفقود باب ضرب یضرب سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی گم پانا کے آتے ہیں جیسا کہ (فُقدتُ الشَّيْءَ) میں نے چیز کو گم پایا، قرآن میں سورۃ یوسف میں ہے ﴿قَالُوا نَفَقَدَ صَوَاعَ الْمَلِكِ﴾ انہوں نے کہا ”ہم بادشاہ کا وزن کرنے کا پیمانہ گم پاتے ہیں۔“

اصطلاحی معنی: میراث میں مفقود ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کا پتہ نہ چل سکے کہ وہ کہاں ہے اور نہ کوئی یہ جانتا ہو کہ وہ زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔

احوال المفقود (مفقود کی دو حالتیں ہیں)

پہلی حالت: مفقود اگر موڑٹ ہے یعنی اس کی جائیداد کو اس کے رشتہ داروں کے درمیان تقسیم کرنا ہے۔ تو اسے زندہ تصور کیا جائے گا، اور اس کی جائیداد اس کے وارثوں میں تقسیم نہیں کی جائے گی۔ حتیٰ کہ اس کی زندگی یا موت کی یقینی خبر آ جائے یا پھر قاضی اس کے موت کا اعلان کر دے۔ مفقود کی بیوی سے بھی کوئی دوسرا شادی نہیں کر سکتا، اس کے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ «ہی امرأۃ ابتلیت فلتصبر ولا تنکح حتیٰ یأیتھا یقین موتہ» (صابونی: ۱۲۷)

مفقود کی مدت انتظار کی تعیین کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا

جاتا ہے۔

الاحناف: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یوم ولادت سے لیکر (90) سال کی عمر کو پہنچنے تک انتظار کیا جائے گا۔ امام ابو یوسف کا قول ”کہ ولادت کے دن سے لے کر (105) سال تک انتظار کیا جائے گا۔ اور امام محمد کا قول ہے کہ (110) سال پورے کیے جائے گے، امام الحسن بن زیاد کہتے ہیں کہ (120) سال کی عمر کو پہنچنے تک انتظار کیا جائے گا۔ لیکن احناف میں راجح قول ہے کہ (90) سال کی عمر کو پہنچنے تک انتظار کیا جائے اور اسی فتویٰ پر عمل ہے (الشریفیۃ شرح السراجیۃ: ۱۳۷)۔

الشافعیۃ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ مفقود کا (90) سال کی عمر کو پہنچنے تک انتظار کیا جائے۔

المالکیۃ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدت انتظار یوم ولادت سے لے کر (70) سال تک پہنچنے کی ہے۔ وہ ترمذی شریف کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اعمارُ أمتی بین الستین والسبعین» ”میری امت کی عمریں (60 اور 70) سال کے درمیان ہوں گی۔“

الحنابلۃ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی (90) سال کی عمر تک پہنچنے کی ہے لیکن وہ قاضی کی صوابدید پر چھوڑ دیتے ہیں کہ قاضی مفقود کی گم شدگی کے اسباب کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی بھی مدت مقرر کر سکتا ہے۔ مثلاً مفقود اگر بحری جہاز میں سفر کر رہا تھا جہاز ڈوب گیا اور کچھ لوگ اس میں زندہ بچ گئے۔ یا مفقود اس علاقہ میں گیا جہاں خانہ جنگی ہو رہی ہے۔ ان حالات میں (90) سال تک انتظار کی کیا ضرورت ہے۔ اس طرح کے احوال کو مد نظر رکھتے ہوئے قاضی جو حکم صادر کرے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔ اور یہی مذہب صحیح معلوم ہوتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

مفقود کے وراثت

مفقود اگر مورث ہے اور قاضی اس کی موت کا اعلان کر دیتا ہے تو اس کے وارث کون کون ہونگے۔ اس معاملہ میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو وارث قاضی کے اعلان کے وقت زندہ ہیں وہی وارث ہونگے، اور جو وارث اعلان سے قبل وفات پا گئے ہیں وہ وارث نہیں بنیں گے۔

لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو وارث مفقود کی گمشدگی کے ابتدائی ایام میں زندہ تھے وہ وارث ہوں گے، اگر وہ وفات پا گئے ہوں تو ان کے زندہ وارث اپنے اصل وارث کے حصہ کے وارث ہوں گے۔

الراجح: ائمہ ثلاثہ کا مذہب راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ مورث کی موت کے وقت حیاة وارث حتمی شرط ہے۔ اس لیے جو اعلان سے قبل وفات پا گئے وہ وارث نہیں بن سکتے کیونکہ مفقود کی گمشدگی کے ایام میں اس پر موت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

مفقود کی موت کے اعلان کے بعد واپسی

اگر قاضی نے مفقود کی موت کا اعلان کر دیا تو اس کی جائیداد مستحق وراثت کے درمیان تقسیم کر دی جائے گی۔ اب اگر بعد میں معلوم ہو گیا کہ وہ زندہ ہے یا وہ خود ہی حاضر ہو گیا۔ تو اس کی جائیداد کا اتنا حصہ ہی اسے دلایا جائے گا۔ جو وراثت کے پاس بعینہ موجود ہوگا۔ اگر انہوں نے اسے استعمال کر لیا یا اس میں تبدیلی کر لی یا فروخت کر دیا تو اس کے وارث اسے واپس کرنے کے ضامن نہیں ہونگے۔

دوسری حالت: جب مفقود کسی کا وارث ہو۔ تو وہ اس وقت تک وارث نہیں ہوگا۔ جب حتمی طور پر اس کی زندگی کے ثبوت نہ ملیں۔ مفقود کی موت کے اعلان سے پہلے اگر

کوئی مورث فوت ہو گیا تو مفقود اس کا وارث ہوگا۔ اگر مفقود کسی مسئلہ میں اکیلا ہی وارث ہے یا اس کے ہمراہ اور بھی وارث ہیں۔ لیکن وہ مفقود کی وجہ سے وراثت سے کلیتہً محروم ہیں تو مورث کی ساری جائیداد کو مفقود کے لیے موقوف رکھا جائے گا۔ اگر وہ زندہ آ گیا تو ہماری کی ساری موقوف جائیداد لے لیگا۔ اگر قاضی نے اس کی موت کا حکم صادر کر دیا تو موقوف جائیداد باقی ورثاء کو منتقل ہو جائے گی۔ مثلاً ایک آدمی عینی بھائی اور دو عینی بہنیں اور بیٹا مفقود الخیر کو چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اس مثال میں ساری جائیداد مفقود کے لیے موقوف رہے گی کیونکہ بیٹے کی موجودگی میں عینی بھائی بہنیں وراثت سے محروم ہیں۔ لیکن قاضی کے مفقود کی موت کا حکم صادر کرنے کے بعد ساری موقوف جائیداد عینی بھائی اور بہنوں کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے تحت تقسیم کی جائے گی۔

اگر مفقود کے ہمراہ مسئلہ میں ایسے وارث بھی موجود ہیں جو اس کی موت اور حیات کی حالت میں بھی وارث ہوتے ہیں تو ایسے مسئلوں کو حل کرنے کے لیے درج ذیل عمل کرنا ہوگا۔

ایسے مسائل کو دو دفعہ حل کیا جائے گا۔ ایک دفعہ مفقود کو زندہ اور دوسری دفعہ مردہ تصور کریں گے۔ اگر دونوں مسئلوں کے اصل مختلف ہوں تو انہیں متحد بنایا جائے گا جیسا کہ حمل کے مسائل میں وضاحت کی گئی ہے۔ پھر کسی ایک اصل کو جامعہ بنا کر مفقود کے علاوہ باقی وارثوں کو دونوں مسئلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیا جائے گا۔ اور باقی حصہ کو مفقود کی حالت ظاہر ہونے تک موقوف رکھا جائے گا۔

مثال ①: تماثل کی مثال: ایک شخص اپنی بیوی، ماں، علاقائی بھائی اور عینی بھائی مفقود کو

زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

اس مثال میں حیاة اور وفاة والے دونوں مسئلوں کا اصل (12) ہے لہذا اس کی جامعہ (12) ہے۔ بیوی کو (3)، ماں کو (2) علاقائی بھائی محروم ان کے اقل حصے دے گئے۔ اور باقی (7) عینی بھائی کی حالت ظاہر ہونے تک موقوف ہیں اگر وہ زندہ ہوا تو سارے موقوف شدہ حصے وہ لے گا۔ اور اگر اس کی وفات ثابت ہوگی تو موقوف (7) میں سے (5) علاقائی بھائی لے گا۔ اور باقی (2) ماں کو مزید دیں گے تاکہ اس کے (4) حصے پورے ہو جائیں۔

12	جامعہ	12	وفات	12	زندہ	حاصل	
3	بیوی	3	بیوی	$\frac{1}{4}$	3	بیوی	$\frac{1}{4}$
2	ماں	4	ماں	$\frac{1}{3}$	2	ماں	$\frac{1}{6}$
X	علاقائی بھائی	5	علاقائی بھائی	ع	=	علاقائی بھائی	م
7	موقوف	X	عینی بھائی	X	7	عینی بھائی	ع

مثال ②: تباین کی مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اس نے اپنا بیٹا، بیٹی اور تیسرا بیٹا مفقود کو زندہ چھوڑا۔

حیات والے مسئلہ کا اصل (5) ہے اور وفات والے کا اصل (3) ہے۔ دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ لہذا اس مسئلہ کی جامعہ (15) ہے۔ بیٹا (6) اور بیٹی (3) لے گی ان کے اقل حصے اور باقی (6) مفقود کی حالت ظاہر ہونے تک موقوف رکھیں گے، اگر مفقود زندہ ہوا تو سارے موقوف شدہ حصے لے لیگا۔ اگر اس کی موت ثابت ہوگئی، تو پہلا بیٹا مزید (4) اور بیٹی مزید (2) لے گی۔

15	جامعہ	15	5x3	وفات		15	3x5	زندہ	
6	بیٹا	10	5x2	بیٹا	ع	6	3x2	بیٹا	ع
3	بیٹی	5	5x1	بیٹی	ع	3	3x1	بیٹی	ع
6	موقوف	X	X	مفقود بیٹا	ع	6	3x2	مفقود بیٹا	ع

مثال ③: توافق کی مثال: ایک عورت اپنا خاوند، ماں، علاقائی بہن اور عینی بھائی مفقود کو چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

اس مثال میں حیات والے مسئلہ کا اصل (6) ہے اور وفات والے مسئلہ کا اصل (8) ہے دونوں کے درمیان توافق بال نصف کی نسبت ہے۔ اس کی جامعہ (24) ہے۔ (اصل 6 کو 4 سے ضرب دینے سے اور اصل 8 کو 3 سے ضرب دینے سے) خاوند کو (9) دیں گے، اور ماں کو (4) باقی (11) موقوف ہوں گے۔ اگر عینی بھائی زندہ ہوا تو وہ (11) میں سے (8) لے گا اور باقی (3) خاوند کو مزید دیں گے، اور اگر عینی بھائی فوت ہو گیا تو موقوف شدہ (11) میں سے (9) علاقائی بہن لے گی اور باقی (2) ماں کو مزید دیں گے۔

24	جامعہ	24	3x8	وفات		24	4x6	زندہ	
9	خاوند	9	3x3	خاوند	1/2	12	4x3	خاوند	1/2
4	ماں	6	3x2	ماں	1/3	4	4x1	ماں	1/6
X	علاقائی بہن	9	3x3	علاقائی بہن	1/2	=	=	علاقائی بہن	م
11	موقوف	X	X	مفقود عینی بھائی	X	8	4x2	مفقود عینی بھائی	ع

مشقی سوال

ایک شخص فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل وارثوں کے ہمراہ مفقود کو زندہ چھوڑا۔ درج ذیل مسائل کو حل کریں؟ اور بتائیں مفقود کے لیے کیا موقوف کیا جائے گا۔

① بیوی، ماں، باپ، بیٹی اور دوسری بیٹی مفقود۔

② دو عینی بہنیں، چچا اور خاوند مفقود۔

③ خاوند، ماں، عینی بہن اور بیٹی مفقود۔

④ خاوند، پوتی، عینی بہن اور بیٹا مفقود۔

⑤ بیوی، اخیانی بھائی، چچا اور پوتی مفقود۔

⑥ بیوی، ماں، علاقائی بھائی اور عینی بھائی مفقود۔



میراث الغرقی والہدمی والحرقی

حادثاتی اور اجتماعی طور پر مرنے والوں کی میراث

غرقی اور ہدی سے مراد خونی رشتہ داروں کا وہ گروپ ہے۔ جو ایک ہی وقت میں کسی سبب کی وجہ سے فوت ہو جائیں۔ مثلاً زلزلہ میں، چھت سے نیچے دب کر مر گئے یا کشتی میں سوار تھے اور کشتی غرق ہو گئی، یا آگ میں جل گئے، یا طاعون جیسی وبائی مرض میں فوت ہو گئے، یا ہوائی جہاز کے حادثہ میں ہلاک ہو گئے، اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ ان میں سے پہلے کون مرا ہے اور بعد میں کون فوت ہوا ہے۔

غرقی اور ہدی کی میراث کی تقسیم کا طریقہ

غرقی اور ہدی کی میراث کے بارہ میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان میں پہلے کون فوت ہوا ہے تو اس صورت میں فوت شدگان آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے بلکہ ہر ایک کی جائیداد ان کے زندہ وارثوں کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔ ان کی دلیل خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ قول ہے کہ جب جنگ یمامہ میں بہت سے صحابہ شہید ہو گئے تو آپ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ صرف شہیدوں کے زندہ وارثوں کو ان کا وارث بنایا جائے اس طرح سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں بہت سے لوگ عمواس میں طاعون کی وباء میں فوت ہو گئے تو آپ نے بھی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ فوت

شدگان کے زندہ وارثوں کو ان کا وارث بنایا جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سب لوگ ایک ہی وقت میں وفات پا گئے ہیں اور کسی شک کی کوئی گنجائش نہ ہو تو ان کے زندہ وارث ہی ان کی جائیداد کے وارث ہونگے جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے۔

لیکن اگر یہ ثابت نہ ہو سکے کہ وہ اکٹھے فوت ہوئے ہیں اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکے کہ ان میں سے کون پہلے فوت ہوا ہے اور کون بعد میں مرا ہے تو پھر حادثہ میں مرنے والے ایک دوسرے کی پرانی جائیداد (التلاد) کے وارث ہوں گے۔ لیکن نئی جائیداد (الطریف) یعنی جو ترکہ اسے دوسری میت سے ملا ہے۔ وہ اس کا وارث نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس سے ایک ہی شخص کا دوبارہ اپنے ہی مال کا وارث ہونا لازم آتا ہے۔ یعنی خود ہی مورث اور خود ہی وارث یہی رائے تابعین میں سے قاضی شریح، ابراہیم لٹھی اور الشعمی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔ یہی مذہب راجح معلوم ہوتا ہے (اللہ اعلم بالصواب)

مثال: دو عینی بھائی ایک حادثہ میں اکٹھے وفات پا گئے۔ پہلے بھائی نے اپنی بیوی، بیٹی اور چچا زندہ چھوڑا۔ اور دوسرے بھائی نے اپنی دو بیٹیاں اور مذکورہ چچا کو زندہ چھوڑا۔

8	حل احناف، مالکیہ، اور شافعیہ کے مذہب کے مطابق دونوں	
1	بیوی	$\frac{1}{8}$ بھائی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے۔ بلکہ پہلے
4	بیٹی	بھائی کی جائیداد اس کی بیوی، بیٹی اور چچا کے درمیان
3	چچا	تقسیم کر جائے گی۔ اس کا اصل مسئلہ (8) ہے بیوی کو

۔ ($\frac{1}{8}$)، (1) ملا، بیٹی کو ($\frac{1}{2}$)، (4) ملے اور باقی (3) چچا بطور عصبہ لے گا۔

دوسرے بھائی کا ترکہ اس کی دو بیٹیوں اور چچا کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

3		
2	دو بیٹیاں	$\frac{2}{3}$
1	چچا	ع

حل، اس کا اصل مسئلہ (3) ہے دو بیٹیوں کو $(\frac{2}{3})$ (2) ملے

اور باقی (1) چچا بطور عصبہ لے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق دونوں بھائی ایک دوسرے کی پرانی جائیداد (التلاد) کے وارث ہونگے۔ ان کے مسائل کا حل مناسخہ والے مسائل کی طرح ہی ہے۔

پہلے بھائی کے مسئلہ کی صورت اس طرح ہوگی۔ پہلا بھائی اپنی بیوی بیٹی، چچا اور بھائی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ پھر جائیداد کی تقسیم سے قبل دوسرا بھائی اپنی دو بیٹیوں اور مذکورہ چچا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

دوسرے بھائی کا مسئلہ اس طرح ہوگا، دوسرا بھائی فوت ہو گیا اس نے اپنی دو بیٹیاں، چچا اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔ پھر جائیداد کی تقسیم سے قبل بھائی اپنی بیوی، بیٹی اور مذکورہ چچا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

پہلے بھائی کے مسئلہ کا حل

8	3		8		
1		=	1	بیوی	$\frac{1}{8}$
4		=	4	بیٹی	$\frac{1}{2}$
1	1	ع چچا	=	چچا	م
=	=	وفات	3	بھائی	ع
2	2	$\frac{2}{3}$ دو بیٹیاں			

حل اس کا جامعہ (8) ہے بیوی کو (1) ملا۔

بیٹی کو (4) ملے۔ چچا کو (1) ملا۔ اور

دوسرے بھائی کی بیٹیوں کو (2) ملے۔

دوسرے بھائی کے مسئلہ کا حل

24	1x8		8x3		
16	=	=	16=8x2	دو بیٹیاں	$\frac{2}{3}$
3	3=1x3	ع چچا	=	چچا	م
=	=	وقات	8=8x1	بھائی	ع
1	1=1x1	$\frac{1}{8}$ بیوی			
4	4=1x4	$\frac{1}{2}$ بیٹی			

حل اس کی جامعہ (24)

ہے۔ اس کی بیٹیوں کو

(16) ملے۔ چچا کو (3)

ملے۔ دوسرے بھائی

کو بیوی کو (1) ملا اور

اس کی بیٹی کو (4) ملے۔



مشقی سوال

- ① عینی بھائی اور بہن کار کے حادثہ میں فوت ہو گئے بھائی نے اپنی بیوی، ماں اور چچا کو زندہ چھوڑا، اور بہن نے اپنا خاوند اور مذکورہ ماں اور چچا زندہ چھوڑا۔
- ② خاوند اور بیوی اپنے تین بیٹوں کے ہمراہ حادثہ میں وفات پا گئے۔ خاوند نے اپنی دوسری بیوی اور اس کے لطن سے اپنا ایک بیٹا زندہ چھوڑا۔ اور بیوی نے اپنے سابقہ خاوند کے حمل سے اپنا بیٹا زندہ چھوڑا۔
- ③ ماں اور اس کا بیٹا پانی میں ڈوب گئے۔ ماں نے اپنی ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔ اور بیٹے نے اپنی بیٹی چچا اور مذکورہ وارث زندہ چھوڑے۔
- ④ باپ اور بیٹی حادثہ میں فوت ہو گئے۔ باپ نے اپنا بیٹا اور بیوی (جو بیٹی کی ماں ہے) اور بیٹی نے اپنا خاوند، بیٹی اور مذکورہ ورثاء زندہ چھوڑے۔
- ⑤ دو عینی بھائی حادثہ میں فوت ہو گئے۔ بڑے بھائی نے ماں، بیٹی، بیوی اور چچا زندہ چھوڑا۔ اور چھوٹے بھائی نے اپنی بیوی، بیٹی اور مذکورہ ورثاء چھوڑے۔
- مندرجہ بالا سوالوں کو ایک دفعہ ائمہ ثلاثہ اور دوسری دفعہ امام احمد کی رائے کے مطابق حل کریں۔



ولد اللعان اور ولد الزنی کی میراث

ولد اللعان: یہ وہ بچہ ہے جسے بیوی نے اپنے شرعی خاوند کے بستر پر جنم دیا ہو۔ لیکن خاوند اسے اپنی اولاد تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور خاوند کے پاس اپنی بیوی کو زانیہ ثابت کرنے کے لیے کوئی گواہ بھی نہ ہو۔ اس صورت میں خاوند اور بیوی قاضی کی موجودگی میں لعان کریں گے جس کا طریقہ اور کیفیت سورہ النور آیت نمبر 6، 7، 8، 9 میں بیان کیا گیا ہے۔

ولد الزنی: یہ وہ بچہ ہے جسے اس کی ماں نے بغیر شرعی خاوند کے جنا ہو، یعنی وہ کسی مرد سے ناجائز تعلقات کا نتیجہ ہو۔

ان کی میراث کا حکم

زنا اور لعان کی اولاد صرف اپنی ماں اور ماں کے رشتہ داروں کی وارث ہوتی ہے۔ یعنی ان کی ماں کی اولاد جو ان کے اخیافی بھائی بہن ہیں۔ اور ان کے وارث بھی ان کی ماں اور ان کے اخیافی بھائی، بہن ہی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے باپ اور اس کی رشتہ داروں کے وارث نہیں ہوتے کیونکہ ان کا باپ کے ساتھ کوئی شرعی قرابت (نسب) نہیں ہے۔

مثال ①: ایک آدمی اپنی ماں اور ولد الزنی یا ولد اللعان کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اب اس کی جائیداد کی وارث صرف اس کی ماں ہی ہوگی۔ اور غیر شرعی اولاد اس کی وارث نہیں ہونگے۔

مثال ۲: ولد الزنی یا ولد اللعان اپنی ماں اور اپنے اخیانی بھائی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

حل: ماں کو $(\frac{1}{3})$ فرضاً اور اخیانی بھائی کو $(\frac{1}{6})$ فرضاً ملے گا اور باقی ترکہ رداً ملے گا۔
اصل مسئلہ (3) ہے ماں کو (2) اور بھائی کو (1) ملے گا۔

مثال ۳: ولد الزنی یا ولد اللعان اپنی ماں، نانی اور ماموں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔
حل: اس مسئلہ میں صرف ماں ہی وارث ہوگی نانی، ماں کی وجہ سے محروم ہے اور ماموں ذوالارحام میں سے ہے جو اصحاب الفروض کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتے۔



ذوالارحام

لغوی معنی: ارحام، رحم کی جمع ہے جس کے معنی ماں کے پیٹ میں وہ جگہ ہے جہاں بچہ پروش پاتا ہے۔

اصطلاحی معنی: ذوالارحام میت کے وہ قریبی رشتہ دار ہیں جو نہ تو صاحب فرض ہیں اور نہ ہی عصبہ مثلاً خالہ، ماموں اور پھوپھی وغیرہ۔

ذوالارحام کی تعداد: مندرجہ ذیل وارث ذوالارحام شمار کیے جاتے ہیں

- | | |
|---|--------------------------------------|
| ① میت کی بیٹی کی اولاد (نیچے تک) | ② پوتی کی اولاد (نیچے تک) |
| ③ نانا اور پڑنانا وغیرہ | ④ دادی کا باپ |
| ⑤ نانا کی ماں (اوپر تک) | ⑥ عینی بھائی کی بیٹی اور اس کی اولاد |
| ⑦ علاقائی بھائی کی بیٹی اور اس کی اولاد | ⑧ عینی بہن کی اولاد |
| ⑨ علاقائی بہن کی اولاد | ⑩ اخیانی بھائی کی اولاد |
| ⑪ اخیانی بہن کی اولاد | ⑫ عینی بھائی کے بیٹے کی بیٹی |
| ⑬ علاقائی بھائی کے بیٹے کی بیٹی | ⑭ میت کی پھوپھی اور اس کی اولاد |
| ⑮ چچا کی بیٹی اور اس کی اولاد | ⑯ اخیانی چچا اور اس کی اولاد |
| ⑰ ماموں اور اس کی اولاد | ⑱ خالہ اور اس کی اولاد |
| ⑲ باپ کی پھوپھی | ⑳ باپ کی خالہ |
| ㉑ میت کے باپ کا ماموں اور اس کی اولاد۔ | |

ذوالارحام کی وراثت کی شروط

ذوالارحام کی وراثت کی دو شرطیں ہیں

① ذوالارحام، اصحاب الفروض اور عصبہ کی غیر موجودگی میں وارث ہوتے ہیں مسئلہ میں اگر کوئی صاحب فرض ہو۔ تو وہ فرضاً اور رداً ساری جائیداد لے لے گا۔ اسی طرح اگر مسئلہ میں ان کے ہمراہ کوئی عصبہ ہو تو وہ بھی اکیلا ہی ساری جائیداد لے لے گا۔ اور ذوالارحام محروم ہونگے۔

② اگر کسی مسئلہ میں ذوالارحام کے ہمراہ خاوند یا بیوی موجود ہوں تو انہیں ان کا حصہ دینے کے بعد جو باقی جائیداد بچے گی وہ ذوالارحام لیں گے کیونکہ خاوند اور بیوی رد کے مستحق نہیں ہیں۔

ذوالارحام کی وراثت

شروع شروع میں ذوالارحام کی وراثت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا تھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ذوالارحام وراثت نہیں بنتے۔ میت نے اگر کوئی جائیداد چھوڑی اور اس کا کوئی صاحب فرض یا عصبہ وارث نہیں ہے تو اسے بیت المال میں دے دیا جائے گا۔ لیکن چوتھی صدی ہجری میں جب بیت المال کے نظام میں بد انتظامی شروع ہو گئی تو مالکی اور شافعی علماء نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا اور فتویٰ صادر کیا کہ بیت المال کی بجائے ذوالارحام کو جائیداد دی جائے، دوسری طرف سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر میت کا کوئی وارث صاحب فرض یا عصبہ زندہ نہیں ہے تو جائیداد ذوالارحام کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔ اس طرح سب فقہاء ذوالارحام کے وارث ہونے پر متفق ہو گئے۔ اس اتفاق کے باوجود ذوالارحام کے نصیب یعنی استحقاق کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

ذوالارحام کی اتحقات کے بارے میں فقہاء کے تین مذہب پائے جاتے ہیں

① اہل الرحم ② اہل التنزیل ③ اہل القرابة

① اہل الرحم: اس مذہب کے قائل حبیش بن مبشر اور نوح بن دراج تھے۔ جن کا کوئی ماننے والا نہیں ہے کیونکہ یہ مذہب شاذ تھا اور اب متروک ہے ان کا کہنا تھا۔ کہ ذوالارحام جس نوع سے بھی ہوں چاہے میت کے قریب ہوں یا بعید چاہے مذکر ہوں یا مؤنث جائیداد ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کی جائے گی۔ کیونکہ رحم کی قرابت کی وجہ سے وہ برابر کے حصہ دار ہونگے۔

② اہل التنزیل: اس مذہب کے ماننے والے حنبلی، شافعی اور مالکی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ذوالارحام کو ان کے اصل کی وارث دی جائے گی یعنی وہ ذوالارحام کو ان کے اصل کی جگہ پر اتارتے ہیں جن کے واسطے سے ان کی میت سے رشتہ داری ہے۔ مثلاً نواسی (بیٹی کی بیٹی) اپنی اصل یعنی بیٹی کی وارث کی حقدار ہوگی۔ اس طرح بھتیجی یعنی بھائی کی بیٹی، بھائی کی وارث کی حقدار ہوگی۔ لیکن وہ اس قاعدہ سے ماموں اور خالہ کو خارج کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں یہ میت کی ماں کا حصہ لیں گئے۔ اسی طرح پھوپھی اور اخیانی چچا وہ میت کے باپ کا حصہ لیں گے۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی نواسی (بیٹی کی بیٹی) بھانجی (یعنی بہن کی بیٹی) اور علاتی بھائی کی بیٹی کو زندہ چھوڑا۔

2		حل، نواسی (بیٹی کی بیٹی) کو بیٹی کا حصہ (1/2) ملے گا
1	بیٹی کی بیٹی	1/2 اور عینی بہن کی بیٹی عصبہ مع الغیر ہے وہ باقی
1	عینی بہن کی بیٹی	ع لے گی اور علاتی بھائی کی بیٹی محروم ہے۔ کیونکہ ان
x	عاتی بھائی کی بیٹی	م کے اصل وارث (بیٹی، عینی بہن اور علاتی بھائی)

ہیں اصل مسئلہ (2) ہے۔ نواسی کو (1) حصہ ملا، اور عینی بہن کی بیٹی کو باقی (1) حصہ ملا۔ اور علاقائی بھائی کی بیٹی محروم ہے۔

مثال ۲: ایک آدمی اپنی بیٹی کی بیٹی، بھائی کی بیٹی اور چچا کی بیٹی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

حل: اس مثال میں ان کے اصل وارث بیٹی، بھائی اور چچا ہیں۔ بیٹی کو $(\frac{1}{2})$ ملے گا اور باقی حصہ کا بھائی بطور عصبہ وارث ہے اور چچا محروم ہے چنانچہ وراثت بیٹی کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی کے درمیان آدمی آدمی تقسیم ہوگی۔

مثال ۳: ایک شخص اپنی خالہ اور پھوپھی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

حل: اس مثال میں خالہ میت کی ماں کے حصہ کی وارث ہوگی اور پھوپھی میت کے باپ کے نصیب کی وارث ہوگی۔ چنانچہ خالہ $(\frac{1}{3})$ لے گی۔ اور باقی $(\frac{2}{3})$ پھوپھی کی گی۔ اصل مسئلہ (6) ہے خالہ کو (2) حصے ملے اور پھوپھی کو باقی (4) حصے ملے۔

نوٹ ۱: اگر سب ذوالارحام ایک ہی درجہ کے ہوں اور ان کا میت سے تعلق بھی ایک ہی واسطہ سے ہو۔ تو جائیداد کی تقسیم کے وقت مذکر اور مؤنث میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ بلکہ ان سب کو برابر برابر حصہ دیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص فوت ہو گیا اور تین نواسے اور ایک نواسی کو زندہ چھوڑا۔ (یعنی تین بیٹی کے بیٹے اور ایک بیٹی کی بیٹی) ان کے رؤوس کی تعداد چار ہے لہذا اصل مسئلہ (4) ہے ہر ایک کو (1) حصہ ملے گا۔

نوٹ ۲: اگر ذوالارحام کے ہمراہ خاوند یا بیوی موجود ہو تو نواسہ اور نواسی کی موجودگی میں خاوند اور بیوی کو ان کا کامل حصہ ملے گا۔ مثلاً ایک شخص فوت ہو گیا اور اپنی بیوی اور نواسی کو زندہ چھوڑا۔ اس مثال میں بیوی کو اس کا کامل حصہ $(\frac{1}{4})$ ملے گا اور باقی $(\frac{3}{4})$ نواسی فرضاً اور رداً لے گی۔ کیونکہ بیوی رد کی مستحق نہیں ہوتی۔

③ أهل القرابة: اس مذہب کے دعویدار احناف ہیں۔ ان کو اہل قرابت اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ذوالارحام کی وراثت میں میت کے ساتھ قرب درجہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ جو میت کے زیادہ قریب ہوگا۔ وہ وارث ہوگا اور جو میت سے بعید ہے وہ وراثت سے محجوب ہوگا۔ ان کے ہاں ذوالارحام کے ترتیب العصبہ بالنفس کی ترتیب کی طرح ہے اگر وہ سب سے ایک ہی درجہ کے ہوں تو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے قاعدہ کی رو سے مذکر کو دو حصے اور مؤنث کو ایک حصے ملے گا۔ مثلاً ایک آدمی اپنا نواسہ (بیٹی کا بیٹا) اور نواسی (بیٹی کی بیٹی) کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ ان کے رؤوس کی تعداد (3) اصل مسئلہ ہے۔ نواسہ کو (2) حصے اور نواسی کو (1) حصہ ملے گا۔

اہل القرابہ کے نزدیک ذوالارحام کے درجے

اہل القرابہ ذوالارحام کو عصبہ بالنفس کی طرح چار درجوں میں تقسیم کرتے ہیں پہلے درجہ کی موجودگی میں دوسرے درجہ والے وارث نہیں ہوتے، دوسرے درجہ کی موجودگی میں تیسرے درجہ والے اور تیسرے درجہ والوں کی موجودگی میں چوتھے درجہ والے وارث نہیں ہوتے۔ ان کی ترتیب درج ذیل ہے۔

① البنوة: اس سے مراد بیٹی کی اولاد اور پوتی کی اولاد ہیں۔

② الابوة: اس سے مراد جد فاسد یعنی نانا اور پڑنانا اور دادی کا باپ اور جدہ فاسدہ یعنی نانا کی ماں اور دادی کے باپ کی ماں وغیرہ ہیں۔

③ الاخوة: ان سے مراد عینی اور علاقی بھائی کی بیٹی۔ اسی طرح عینی اور علاقی بہنوں کی اولاد۔ اور اخیانی بھائی اور اخیانی بہن کی اولاد، عینی اور علاقی بھائی کے بیٹوں کی بیٹیاں وغیرہ۔

④ العمومة: اس سے مراد میت کی پھوپھی، اخیانی چچا، عینی اور علاقائی چچا کی بیٹی، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد۔ اسی طرح میت کے باپ کی پھوپھی، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد وغیرہ

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی نواسی (بیٹی کی بیٹی) اور پوتے کی بیٹی (بیٹے کی بیٹی کی بیٹی) کو زندہ چھوڑا۔ اس میں وارث صرف نواسی ہوگی۔ کیونکہ وہ میت سے زیادہ قریب ہے۔

مثال ②: ایک آدمی اپنی پوتی کی بیٹی (بیٹے کے بیٹی کی بیٹی) اور نواسی کی بیٹی (بیٹی کی بیٹی کی بیٹی) کو زندہ چھوڑ کر فوت گیا۔ اس مثال میں پوتی کی بیٹی وارث ہوگی۔ کیونکہ وہ صاحب فرض کی بیٹی ہے اور دوسری ذوالارحام کی بیٹی ہے۔

مثال ③: ایک آدمی اپنا نواسہ (بیٹی کا بیٹا) اور نواسی (بیٹی کی بیٹی) کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اس مثال میں نواسہ اور نواسی دونوں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کی رو سے وارث ہونگے۔ نواسہ دو حصے لیگا اور نواسی ایک حصہ لے گی۔

مثال ④: ایک آدمی اپنا نانا اور دادی کے باپ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اس مثال میں نانا اکیلا وارث ہوگا۔ کیونکہ وہ میت سے قریب ہے اور دادی کا باپ محروم ہوگا۔

مثال ⑤: ایک آدمی عینی بھائی کے بیٹے کی بیٹی اور عینی بہن کی بیٹی کا بیٹا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اس مثال میں عینی بھائی کے بیٹے کی بیٹی وارث ہوگی۔ کیونکہ عصبہ کی بیٹی ہے اور دوسرا وارث ذوالارحام کا بیٹا ہے۔

مثال ⑥: ایک آدمی اپنے عینی بھائی کی بیٹی، علاقائی بھائی کی بیٹی اور اخیانی بھائی کی بیٹی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اس مثال میں صرف اخیانی بھائی کی بیٹی وارث ہوگی۔ کیونکہ اس کا باپ صاحب فرض ہے اور باقیوں کے باپ عصبہ ہیں۔ اور

صاحب فرض، عصبہ پر مقدم ہوتا ہے۔

آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على
سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه وأتباعهم بإحسان
إلى يوم الدين

مؤلف

صلاح الدين بن حيدر علي لکھوی

فاضل جامعہ اسلامیہ۔ مدینہ منورہ

مدرس الحدیث جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ

غلہ منڈی، رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ

موبائل نمبر: 0322-6913303

المراجع

- ① قرآن کریم
- ② جامع البيان عن تاويل أى القرآن [تفسير الطبرى] محمد بن جرير الطبرى]
- ③ أحكام القرآن [أحمد بن على الجصاص]
- ④ الجامع لأحكام القرآن [محمد بن عبدالله الانصارى القرطبى]
- ⑤ أحكام القرآن [محمد بن عبدالله المعروف بابن العربى]
- ⑥ روائع البيان [محمد على الصابونى]
- ④ صحيح البخارى [أبو عبدالله محمد بن إسماعيل البخارى]
- ⑧ صحيح مسلم [أبو الحسن مسلم بن الحجاج القشيرى]
- ⑨ جامع الترمذى [أبو عيسى محمد بن عيسى ابن سورة الترمذى]
- ⑩ سنن أبى داود [أبو داود سليمان بن الأشعث السجستانى]
- ⑪ سنن النسائى [أبو عبدالرحمن احمد بن شعيب النسائى الخراسانى]
- ⑫ سنن ابن ماجه [أبو عبدالله محمد بن يزيد بن ماجه القزوينى]
- ⑬ مسند أحمد [أبو عبدالله محمد بن حنبل]
- ⑭ نيل الأوطار [محمد بن على الشوكانى]
- ⑮ تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق [عثمان بن على الزيعلى]
- ⑯ رد المحتار على الدر المختار [ابن عابدين]

- ①٤ القوانین الفقہیة [ابن جزی]
- ①٨ المبسوط [شمس الدین السرخسی]
- ①٩ فتح القدير [كمال الدين بن الهمام]
- ②٠ البهجة شرح التحفة [أبو حسن التسولي]
- ②١ حاشیه الدسوقی [شمس الدین محمد بن عرفة الدسوقی]
- ②٢ مغنی المحتاج [محمد الشربینی]
- ②٣ الرجیة [الماردینی]
- ②٤ المغنی [ابن القدامة المقدسی]
- ②٥ المحلی [علی بن احمد بن حزم]
- ②٦ تاریخ العرب قبل الاسلام [الدكتور جواد علی]
- ②٧ كتاب المقارنات والمقابلات [محمد بن حافظ صبری، مصری]
- ②٨ الاحكام الشرعية للإسرائيليين [مسعود بن شمعون]
- ②٩ المدخل للعلوم القانونية [الدكتور سليمان مرقس]
- ③٠ انجيل عيسى عليه السلام
- ③١ المواريث في الشريعة الاسلامية [محمد بن الصابوني]
- ③٢ تسهيل المواريث والوصايا [عبدالكریم محمد نصر]
- ③٣ الميراث في الشريعة الاسلامية [الدكتور ياسين احمد ابراهيم درادكه]
- ③٤ السراجی فی الميراث [سراج الدين محمد بن عبدالرشيد السجاوندي]
- ③٥ الشريفة شرح السراجیة [علی بن محمد الجرجانی]

مطبوعات دارالابلاغ

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف کا نام	قیمت
(۱)	خطاؤں کا آئینہ	صالح عبدالعزیز آل شیخ	140/- روپے
(۲)	دعائیں التجائیں (احادیث صحیحہ پر مشتمل سنون دعائیں)	شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راز دہلوی	120/- روپے
(۳)	میں نماز کیوں پڑھتا ہوں؟	عبدالرؤف الحناوی	36/- روپے
(۴)	تخفہ برائے خواتین (خواتین کے مخصوص مسائل)	ڈاکٹر صالح بن فوزان	80/- روپے
(۵)	محببتیں اللہیں (رسول اللہ ﷺ کا نظام تربیت)	سراج الدین احمد ندوی	120/- روپے
(۶)	مجالس خواتین	محمد امین بن مرزا عالم	36/- روپے
(۷)	دوست کے بناؤں؟	عبداللہ بن علی الجعیشی	40/- روپے
(۸)	بچوں کی تربیت کیسے کریں؟	سراج الدین ندوی	140/- روپے
(۹)	گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات	امام ابن قیم الجوزیہ	40/- روپے
(۱۰)	گناہ چھوڑنے کے انعامات	ابراہیم بن عبداللہ الحجازی	100/- روپے
(۱۱)	سپنوں کا شہزادہ (نیل فون کے نڈا اسمان کے مہر تاک بتاؤ)	محمد طاہر نقاش	120/- روپے
(۱۲)	ایوبی کی یلغاریں	محمد طاہر نقاش	44/- روپے
(۱۳)	جنت کی تلاش میں (جنت واجب کرنے والے اعمال)	عبداللہ بن علی الجعیشی	50/- روپے
(۱۴)	اصلاح عقیدہ	فضیلہ الشیخ محمد بن جمیل زینو	12/- روپے
(۱۵)	بدعات سے دامن بچائیے	شاہ اسماعیل شہید	36/- روپے
(۱۶)	ادائیں محبوب کی (رسول اللہ ﷺ کی دلاویز اور اوزار ہنجر)	محمد بن جمیل زینو	80/- روپے
(۱۷)	اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں	روبینہ نقاش	90/- روپے
(۱۸)	اسلامی طرز زندگی	ڈاکٹر علی محمد ہاشمی	220/- روپے
(۱۹)	اللہ کی تلوار	ابوزید حلیمی	150/- روپے
(۲۰)	حسن عقیدہ	مرتبہ: محمد طاہر نقاش	66/- روپے
(۲۱)	عفت و عصمت کا تحفظ	ظفر الدین ندوی	220/- روپے
(۲۲)	حسن و جمال کا چاند	حافظ عبدالاعلیٰ	116/- روپے
(۲۳)	حج توحید کے آئینہ میں	عبدالرزاق عبدالحسن	42/- روپے
(۲۴)	جہنم میں لے جانے والی مجلسیں	عدنان طرشہ	100/- روپے



دارالابلاغ

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز غزنی سٹریٹ بالمقابل رحمن مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

فون نمبر: 042- 7913152 0300-4453358

وَاللَّهُ يَسِّرُ الْيُسْرَىٰ وَاللَّهُ يَسِّرُ الْيُسْرَىٰ

اسلاخزکا

قَالَ كَلَّا إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ

زندگی میں اور مرنے کے بعد جاہلیاد کی تقسیم
سے پرالہونے والی تباہیوں سے بچنے کا نسخہ

صاح الدین جید رلکھوی

وَاللَّهُ يَسِّرُ الْيُسْرَىٰ وَاللَّهُ يَسِّرُ الْيُسْرَىٰ

